قصۂ حاجی بابا اصفہانی

ترجمہ

کتاب ایڈونچرز آف دی حاجی بابا آف اصفہان

مُصنّفہ

عالم
غربی و مشرقی کپتان موریر صاحب مشہور سیّاح ممالک ایران

جسکا ترجمہ حسب فرمائش مالک مطبع

لانا مرزا حیرت صاحب دہلوی نے عام فہم اُردو مین کیا

اس
مین ایرانیون کی معاشرت علم ادب سیاحت جغرافیہ طرز حکومت
ملازم
ور طبابت غو
کی باتین موجود ہین اور پھر قص
قصہ
ن ہے
ور ہین حا
ہے پیرون کے لئے جوا خو
ا حا
دنٹ

نو مین طبع ہُوا

مع ٹیبل

اطلاع

اگرچہ اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے
مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ وملاحظہ سے
کتب معلوم کرسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے لیکن خاص اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تم
اُنمین بعض انگریزی ناول کے اُردو ترجمے درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی باب
کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حا

مسٹر رینالڈ کے انگریزی ناولون کے اُردو تر

فسانۂ الہ دین ولیلیٰ ۔ مشہور ناول اسٹار آف سنگر یلیا کا ترجمہ رنگین
کے ضمن مین بہشت و دوزخ کی سیر کرائی ہے پڑھکر دل پھڑک جاتاہے مترجمہ
امیرحسین صاحب تحصیلدار کاکوروی ....

فریب حسن ۔ ناول فاسٹ کا اُردو ترجمہ جسمین قصہ کے پیرایہ مین بدکردا
کے زبون نتائج دکھائے گئے ہین ....

فسانۂ سوزن عشق ۔ ناول سیمپرس کا ترجمہ جسمین دنیا کی خود غرضی اور سیا
ایک عجیب و غریب قصہ کے پیرایہ مین دلکش تصاویر دکھائی گئی ہین ۔

رنس دروتھ ۔ ایک عفیفہ لڑکی کی داستان فوجی افسرون کی بیباکی
شاہ انگلستان کی بے اعتدالی ۔ زنان درباری کی بدکرداری
ہوس پلاٹ مترجمہ سید امیرحسین صاحب ....
ڈکے ایک تاریخی ناول کا ترجمہ کرکے واقعی قصہ کو نہایت
اہے ....
یت عمدہ ناول ہے قابل دید ....
مارگریٹ سے دغابازی سے شادی کرنا
ت دلکش ناول ہے ....

دیباچہ

قصۂ حاجی بابا مصنفۂ کپتان موریر صاحب سیاح ایران کے ترجمہ سے میری صرف یہ غرض تھی کہ ایک نئے ملک کی پرانی طرز معاشرت سے جس سے ہمارا سلسلہ زمانۂ مدید سے چلا آتا ہی ہم لوگ واقف ہوجائین۔

کپتان موریر صاحب بیس برس کامل ایران کے ہر شہر اور ہر قریہ مین گشت لگاتے رہے اور اُنھون نے اپنے آرام اور چین کے ساتھ ہزارون روپیہ جو اپنی بیش بہا زندگی کا جزو اعظم کھو کر حاصل کیا تھا اس عظیم الشان سفر کے نذر کر دیا۔ اس تحقیق اور محنت کی اگر ہم داد نہ دین اور اُلٹا اپنی نافہم عقل کے صدقے مین اُنپر یہ الزام قائم کرین کہ یہ مسلمانون کا دشمن تھا تو بڑے افسوس کی بات ہی۔

ہم خود دریافت کرتے ہین کہ اگر ہم اپنی اس قوم کی اصلاح کرنا چاہین۔ جس کی شان و شوکت کے ساتھ تہذیب و اخلاق بھی رخصت ہو چکے ہون تو کس پہلو سے کرین۔ میرے خیال مین جب تک کہ اپنی مرحوم قوم کے حالات و واقعات جوش دلانے والے اور غیرت دینے والے الفاظ مین نہ بیان ہونگے وہ کیونکر اصلاح پذیر ہو سکتی ہی۔ حدیث نبوی مین آیا ہی کہ ”تو ہرگز اپنے بھائی کے آگے اُسکی تعریف نہ کر کیونکہ تعریف اُسے مغرور بنا دیگی“ اسکے کیا معنی ہین مطلب ہی نا کہ تعریفی کلمات جب مغرور بنا دیتے ہین تو غیر تعریفی جملے انھین اصلاح پر لاتے ہین۔ درحقیقت اگر اس نئے طرز والے قصے کی طرف نظر تعمق سے دیکھا جائے تو ایک ایسی عبرت خیز دلچسپی ہوتی ہی کہ ناظر ہونٹ چاٹتا ہی رہجاتا ہی ہر کام کسی نہ کسی غرض پر مبنی ہوتا ہی۔ میری اصلی غرض اس ناول کے ترجمے سے یہ ہی کہ انسان اپنی ناکامی

ہین کبھی ہمت نہ ہارے۔ اور ہمیشہ اپنی کوششون مین سرگرم رہے جسکا نتیجہ وہ نامعلوم ترقیان ہوتی ہین جو کبھی ذہن مین بھی نہ آتی تھین۔ حاجی بابا جو اس دلکش فسانہ کا ہیرو ہی ایک نائی کا لڑکا تھا جس نے صرف اپنے اس خیال سے کہ مجھے آیندہ ترقی کرنا چاہیے زندگی کے کھلے ہوے میدان مین قدم رکھا۔ جو جو مصائب اُسپر گذرے یہ ایسے قابل برداشت نہین تھے کہ ایک انسانی فطرت انھین کچھ نہ گردانتی بلکہ اور آگے بڑھی چلی جاتی اور ہر دم اپنا یہی ورد رکھتی سے

قدم آگے بڑھاؤ ہمت کے		علم آگے بڑھاؤ ہمت کے

مگر یہ اولوالعزم بہادر پھر بھی آگے بڑھا چلا گیا اور رفتہ رفتہ یہان تک نوبت پہونچی کہ شاہ ایران کا معتمد خاص ہوکر قسطنطنیہ بھیجا گیا۔

جو شخص زندگی کے وسیع اور لق و دق میدان مین پہلے قدم رکھتا ہی یہ ناول یا دلگداز فسانہ اُسے آگاہ کرتا ہی کہ تجھکو اُن زمعامِ ناکامیون اور محرومیون کا ڈھیر ملے گا جو تیرے قدمون کو ترقی کی راہ سے جبراً ہٹائینگی اور تجھے ناکام پھرنے کے لیے مجبور کرینگی مگر تم کبھی اُنکے دم جھانسون مین نہ آؤ اور یہ کہتے ہوے آگے بڑھے چلو۔ چلو چلو تو سہی جو کچھ کرے میرا مولی کرے۔ دولت۔ عزت۔ اور صحت۔ یہ صرف اولوالعزمی اور ہمت پر منحصر ہین۔ مین اس امر کا دعوی کرتا ہون اور اپنے دعوے پر مجھے ناز ہی کہ یہ قصہ جو درحقیقت ایک ناصح مشفق ہی انسان کی ناکامیون کو مستعدی سے شکست دینے والا ہی اور اسکے لیے وہ راستے کھولنے والا ہی جنکا اُسکے خیال مین کبھی سان و گمان بھی نہ ہوگا۔ ترکی سلطنت کی اگر کچھ اصلاح ہوئی ہی تو صرف ان مضامین سے ہوئی ہی جو انگریزی اخبارون اور رسائل مین اُسکی مخالفت مین طبع ہوتے ہین اگر سلطان چاہین تو یورپ کے وہ اخبار جنمین اُنکی برائی ہوتی ہی اپنی سلطنت مین آنے سے روک سکتے ہین مگر نہین اُنکی اولوالعزم اور اصلاح پذیر طبیعت ایسے دلیر ناصح کا خیر مقدم کرتی ہی اور وہ اُنسے وہ باتین حاصل کرتے ہین

جو انھین خواب و خیال مین بھی نہ معلوم ہوتین یہ انھین مخالفانہ تحریرون کا صدقہ ہی کہ دولت عثمانیہ اب ترقی کر رہی ہی آیندہ امید کیجاتی ہی کہ اگر ترقی کے اسکیل پر اُسکے قدم جمے رہے تو ایک زبردست یورپ کی سلطنت کے ہم پلہ ہو جائیگی۔

یہ ناول کیا ہی ایران کی ایک صدی گذشتہ کی ایک نایاب تاریخ ہی۔ اس تاریخ کو اور حال کی تاریخ سے مقابلہ کیا جاے تو معلوم ہوگا کہ زمین و آسمان کا فرق ہو گیا ہی۔ طہران مین ہمنے پہونچکر خود دیکھا ہی کہ وہ چھوٹا لندن یا عظیم الشان لندن کا ایک حصہ معلوم ہوتا ہی۔ ہر قسم کی ترقی کے آثار پائے جاتے ہین اور ایرانی اپنے ہر دلعزیز اور روشن دماغ نصیر الدین شاہ کی سرپرستی مین دن دونی اور رات چوگنی ترقی کر رہے ہین میرے خیال مین آج تک کوئی ایسا قصہ ہندوستان مین ترجمہ ہو انہ لکھا گیا جسپر ایک پنتھ دو کاج کا قیمتی فقرہ عائد ہو سکتا۔ یون تو خیر خواہان قوم نے صدہا مضامین طبع کیے ہین اور اصلاحون کی بہت کچھ کوششین کی ہین لیکن ہمین فخر ہی کہ ہمارے فسانے کا ڈھنگ ایک عجیب نرالے طرز پر اگر واقع ہوا ہی قصہ کی نظر سے دیکھا جائے تو قصہ وہ دلچسپ ہی کہ کئی بار پڑھو جب بھی یہ دل چاہیگا قند مکرر کی طرح پڑھتے چلے جاؤ اور جو تاریخ ایران دیکھنا چاہو تو یہ قصہ لطیف اور سچے تاریخی مضامین کا انبار اپنے ساتھ رکھتا ہی۔ اگر کسی کو ناصح شفق کی ضرورت ہو تو اس سے بہتر ہمت دلانے والا ہرگز نصیب نہین ہو سکتا۔

گو مین یہ دعویٰ ہرگز نہ کرونگا کہ مین نے ترجمہ بہت اچھا کیا ہی لیکن اس کہنے سے بھی باز نہین آسکتا کہ ترجمے کی اُردو عام فہم ہی مفہوم مطالب صاف صاف بیان ہوا ہی۔ موقع موقع پر اپنے یا اساتذہ کے رنگین اشعار سے بھی کام لیا ہی امید کی جاتی ہی کہ اس قصہ کو فروغ ہو گا۔ اور ہمارے بھائی ہندو مسلمان شوقیہ نظرون سے اسے دیکھین گے۔

مجھے تقریباً چار برس سے اودھ اخبار لکھنؤ سے تعلق ہونے کا فخر حاصل ہی۔ یہ صرف جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ کی قدردان طبیعت کا تقاضا ہی کہ وہ مجھ جیسے ناچیز کی قدر فرماتے ہین اور وہ وہ کچھ اپنی عنایات مبذول فرماتے ہین جنکے مین ہرگز اپنے کو لائق نہین سمجھتا ناظرین اودھ اخبار واقف ہونگے کہ مین نہ صرف اودھ اخبار مین اپنے طبعزاد مضامین

سے اُسکے بیش قیمت کالمون کی جگہ رکتا ہون بلکہ مختلف اخبارات اور رسائل انگریزی مثلاً ایشیاٹک ریویو نائنٹینتھ سنچوری وغیرہ کے تراجم سے بھی مدد دیتا ہون۔ اسی اثنا مین جب مین منشی صاحب کی خدمت مین حاضر تھا مجھ سے یہ ارشاد ہوا "توکسی ایسے دلچسپ فسانے کا ترجمہ کر جس مین نہ صرف قصہ پن ہی ہو بلکہ اصلاح قومی بھی مضمر ہو" حسب الارشاد مین نے چند احباب کے مشورے سے یہ قصہ پیش کیا۔ ہمارے ممدوح والاشان نے اسے قبول کرکے منظوری فرمائی۔ جب مین یہ ترجمہ کر چکا تو اسکے بعد قصۂ روز الیمبرٹ مصنفۂ سر جارج رینالڈز کے ترجمے کا حکم ہوا۔ اسکا بھی مین نے بطرز احسن ترجمہ کیا۔ یہ قصہ طبع ہونے پر قصۂ حاجی بابا سے ضخامت مین دُگنا ہوگا۔

جس عرق ریزی اور جانکاہی سے مین نے ان قصص کا ترجمہ کیا ہی مجھے امید ہی کہ اسیقدر جوش سے یہ پسند خاطر ناظرین والاتمکین ہوگا۔ روز الیمبرٹ کی پُر زور اور رنگین اور چست عبارت پر مجھے بہت بڑا ناز ہی اور مین دعوے سے کہ سکتا ہون کہ اسکی زبان گویا ایک نئی روح اُردو کے جسم مین پھونکدے گی اور یہ ایک نمونہ اُردو کا تمام ہندوستان مین تسلیم کیا جائیگا۔ مضامین کی بابت صرف اس قدر کہ سکتا ہون کہ وہ سراسر طلسم ہین۔ خود رینالڈز کو اپنے تمام ناولون مین اسی ناول پر ناز تھا۔

ہم مسلمانون کو جناب منشی صاحب بالقابہ کا دل سے مشکور ہونا چاہیے جنکی سرپرستی مین ہمارے مذہبی علوم کی اُن کتابون کی کامل طور پر اشاعت ہوئی جو مُدت سے پہلوے عنقا مین آرام کر چکی تھین اس سے زیادہ ایک شخص اپنے مُلکی بھائیون کی اور کیا دستگیری کر سکتا ہی۔

اگر اہل اسلام کا شیوہ منعم پرستی ہی (اور واقعی ہی) تو وہ ضرور ایسے خیر خواہ قوم کا دل سے خیر مقدم کرین۔ فقط

احقر اُدمرزا حیرت دہلوی۔

فہرست مطالب قصۂ حاجی بابا

مطالب	صفحہ
پہلا باب۔ حاجی بابا اصفہانی کی پیدایش اور تعلیم کے بیان مین۔	۱
دوسرا باب۔ حاجی بابا کا سفر اُسکا ترکمانون سے مقابلہ اور گرفتاری۔	۵
تیسرا باب۔ حاجی بابا کن ہاتھون پڑا اور اُسترے کے صدقے مین اُسے کتنی دولت ہاتھ لگی۔	۱۱
چوتھا باب۔ فراست سے اپنے آقا کے مال کی نگہداشت اور اُسکو اپنے پاس رکھنے کی تدبیر۔	۱۵
پانچوان باب۔ حاجی بابا کا قزاق بنکے اپنے ہی شہر پر چھاپا مارنا۔	۲۰
چھٹا باب۔ تین قیدیون اور لوٹ کے مال کی کیفیت۔	۲۸
ساتوان باب۔ حاجی بابا۔ اور شاعر عسکر نامے کی کیفیت۔	۲۳
آٹھوان باب۔ حاجی بابا کا ترکمانون سے بچنا	۳۸
نوان باب۔ حاجی بابا کا اپنی مصیبت مین سقا بننا	۴۶
دسوان باب۔ حاجی بابا کا اپنے دل مین مشورہ کرکے پھیری پھر کر تما کو فروخت کرنا۔	۵۰
گیارھوان باب۔ درویش سفر کے مع دو اور درویشون کے تاریخی حالات۔	۵۴
بارھوان باب۔ حاجی بابا نے فریب و دغل کو مناسب نہ سمجھ کے دوسری تازہ تدابیر کین۔	۷۰
تیرھوان باب۔ حاجی بابا کا مشہد سے روانہ ہونا۔	۷۵
چودھوان باب۔ حاجی بابا کا ایک شخص سے ملنا اور اُسکی ملاقات کے نتائج کا اظہار۔	۸۳
پندرھوان باب۔ حاجی بابا کا طہران پہونچنا اور شاعر کے مکان پر جانا۔	۸۸
سولھوان باب۔ حاجی بابا کا جھگڑے مین پھنسنا اور آیندہ کے لیے تدابیر سوچنا۔	۹۱
سترھوان باب۔ حاجی بابا کا جون بدلنا۔	۹۶
اٹھارھوان باب۔ شاعر کا اپنی قید سے واپس آنا۔ اور حاجی بابا کا اُس سے ملنا۔	۱۰۰
اُنیسوان باب۔ حاجی بابا کا حکیم کا ملازم ہونا۔	۱۰۵
بیسوان باب۔ حاجی بابا کا اپنے مطلب پر کامیاب ہونا۔	۱۲۱
اکیسوان باب۔ طبیب اور شاہ فارس۔	۱۱۷
بائیسوان باب۔ حاجی بابا کا ڈاکٹر سے تنخواہ طلب کرنا اور اُسمین ناکام ہونا۔	۱۲۴
تیئیسوان باب۔ حاجی بابا کی شکستگی خاطر اور اُسکا ایک مہ رو کے عشق مین مبتلا ہونا۔	۱۲۸

مطالب	صفحہ
چوبیسوان باب۔ حاجی بابا کا زینب سے ملنا۔	۱۲۳
پچیسوان باب۔ عاشق اور معشوق کا باہم ملنا۔	۱۴۱
چھبیسوان باب۔ زینب کی رام کہانی۔	۱۴۸

دوسری جلد

مطالب	صفحہ
پہلا باب۔ مرزا احمق کا شاہ کو مہمان کرنا۔	۱۷۳
دوسرا باب۔ شاہ کے استقبال نذر اور گفتگو کا بیان۔	۱۷۹
تیسرا باب۔ بیان ضیافت۔	۱۸۹
چوتھا باب۔ حاجی بابا کا زینب سے ملنا اور خود شاہ کا رقیب بننا۔	۱۹۴
پانچوان باب حاجی بابا کو زینب کی مفارقت کا صدمہ اور اسکا یکایک طبیب بننا۔	۱۹۹
چھٹا باب۔ حاجی بابا کا گورنمنٹ کی ملازمت مین بھرتی ہونا اور جلاد بننا۔	۲۰۴
ساتوان باب۔ حاجی بابا کا شاہ کے ہمراہ جانا۔	۲۱۱
آٹھوان باب۔ حاجی بابا کا اپنے کام مین مشغول ہوکے ایرانیون کی بے آئین سلطنت کا نمونہ بتلانا۔	۲۱۸
نوان باب۔ حاجی بابا کا افسر جلادان کا نائب لفٹننٹ ہونا۔	۲۳۰
دسوان باب۔ حاجی بابا کا جلاد پیشہ ہونے پر بھی ایک عورت مرد کو مصیبت کی حالت مین دیکھ کے رحم کرنا۔	۲۳۲
گیارھوان باب۔ یوسف آرمینین اور اُنکی بی بی مریم کی رام کہانی۔	۲۴۰
بارھوان باب۔ حاجی بابا کا اس نوجوان کے ساتھ ہمدردی سے پیش آنا۔	۲۷۷
تیرھوان باب۔ آرمینین نوجوان کا حاجی بابا کی آنکھون مین لائق بننا۔	۲۸۲
چودھوان باب۔ حاجی بابا کا اپنی کارروائی بیان کرنا اور شکستہ و پریشان حال کو اپنا دوست ظاہر کرنا۔	۲۸۶
پندرھوان باب۔ ایرانیون کا روسیون سے مقابلہ ہونا اور حاجی بابا کے سردار کی نامردی ظاہر ہوئی۔	۲۹۷
سولھوان باب۔ حاجی بابا کا شاہ کے کیمپ مین پہونچنا اور کارنمایان کی بانگی دکھانا۔	۳۰۳
سترھوان باب۔ حاجی بابا کا آفت ناگہانی مین پھنسنا۔	۳۰۷
اٹھارھوان باب۔ حاجی بابا کا اپنے پرانے دوست سے ملنا۔	۳۱۹

مطالب	صفحہ
اُنیسوان باب۔ حاجی بابا کا مقبرے مین پناہ گزین ہونا اور ایک عجیب وغریب کہانی سے اپنے آلام کو بہلانا۔	۳۴۰
بیسوان باب۔ حاجی بابا کا ولی ہونا اور ایران کے ایک مشہور پیر سے ملنا۔	۳۵۹
اکیسوان باب۔ حاجی بابا کے دوست کا حاجی بابا کا مال چُرانا اور حاجی بابا کا محتاج ہوجانا لیکن قید سے رہائی پانا۔	۳۶۸
تیسری جلد	
پہلا باب۔ حاجی بابا کا اصفہان پہونچنا اور اپنے باپ کی تجہیز وتکفین مین شریک ہونا۔	۳۷۷
دوسرا باب۔ حاجی بابا کا اپنے باپ کی ایسی ملک پر قابض ہوجانا جو دریافت نہ ہوئی تھی لیکن حاجی بابا کا اُس پر شبہہ کرنا۔	۳۹۱
تیسرا باب۔ حاجی بابا کا رمّال سے تلاش زر کرانا۔	۳۹۸
چوتھا باب۔ درویش کا اپنے عمل مین کامیاب ہونا اور حاجی بابا کا اُس سے نتیجہ پیدا کرنا۔	۴۰۲
پانچوان باب۔ حاجی بابا کی مان سے مفارقت اور ایک مشہور فاضل اجل کا کاتب ہونا۔	۴۱۱
چھٹا باب۔ مُلّا نادان کا دولت پیدا کرنے کی نئی تدبیر بیان کرنا۔	۴۱۷
ساتوان باب۔ حاجی بابا کا بازار مین جانا۔	۴۲۰
آٹھوان باب۔ حاجی بابا کا ایسے شخص سے ملنا جسکو اُسنے مردہ تصور کرلیا تھا۔	۴۲۳
نوان باب۔ مُلّا نادان کی ہوسناکی۔	۴۲۸
دسوان باب۔ حاجی بابا کا حمام مین ایک عجیب وغریب واقعہ دیکھنا اور اپنی اس مصیبت سے رہائی پانا۔	۴۳۵
گیارھوان باب۔ اس سرگذشت کے نتائج۔ اُن سے خطرہ پیدا ہونا مگر آخرکار خوش قسمتی کا حاجی بابا کا ساتھ دینا۔	۴۴۱
بارھوان باب۔ حاجی بابا کا ایماندار بننا مُلّا نادان کی سرگذشت۔	۴۴۷
تیرھوان باب۔ حاجی بابا اور مُلّا نادان کا باہم مشورہ کرنا۔	۴۵۸
چودھوان باب۔ حاجی بابا کی آفت مین مُلّا نادان کا پھنسنا۔	۴۶۵
پندرھوان باب۔ حاجی بابا کا اپنی حامی سرگذشت کا ایک عجیب غریب نتیجہ سننا	۴۶۹

مطالب	صفحہ
سولھوان باب۔ حاجی بابا کا شناخت ہوکر پکڑا جانا مگر اپنی خوش نصیبی سے رہائی پانا	۴۷۷
سترھوان باب۔ حاجی بابا کا بغداد پہونچنا اور اپنے پہلے مالک سے ملکر توجہ تجارت کی طرف پھیرنا۔	۴۸۲
اٹھارھوان باب۔ حاجی بابا کا حقے کی نَے خریدنا اور اپنے مالک کی لڑکی کا ایک مایوسانہ جوش چھاتی مین اُٹھنا۔	۴۸۸
اُنیسوان باب۔ حاجی بابا کا تاجر بننا اور بغداد سے کاروان کے ساتھ قسطنطنیہ روانہ ہونا	۴۹۲
بیسوان باب۔ حاجی بابا کا ایک امیر کی بیوہ کو ہتھے پر چڑھانا پہلے اُس سے خوف کرنا مگر آخر بہت ہی خوشی مین پھولنا۔	۴۹۷
اکیسوان باب۔ حاجی بابا کا شکر لب سے ملنا اور اُسکا ترکیب سے خاوند بننا۔	۵۰۵
بائیسوان باب۔ حاجی بابا کا حقے والے سے بڑے دولتمند آغا ہونا۔	۵۱۱
تیئیسوان باب حاجی بابا کی اپنی بیوی سے نزاع	۵۱۵
چوبیسوان باب حاجی بابا کا ٹھگ ثابت ہونا بیوی کو کھونا۔ اور پھر وسیع دنیا کا اسکی آنکھون کے آگے آنا۔	۵۱۹
پچیسوان باب۔ شاہزادے کے واقعہ سے حاجی بابا کی کچھ مایوسی کم ہونا اور شاہ آغا کی صلاح سے اُسکی ڈھارس بندھنا۔	۵۲۵
چھبیسوان باب۔ اپنے دشمنون سے پیچھا چھٹانے اور مطمئن ہونے کے لیے حاجی بابا کو ایک دوست کا ہاتھ لگنا مرزا فیروز کی کچھ کیفیت	۵۳۱
ستائیسوان باب۔ حاجی بابا کا ایلچی کے کامون مین فائدہ مند ہونا اور ایلچی کا اپنی رازداری مین اُسکو شریک کرنا۔	۵۳۶
اٹھائیسوان باب۔ پبلک لائف مین اسکی پہلی کوشش۔	۵۴۲
اُنتیسوان باب۔ حاجی بابا کا یورپ کی تاریخ لکھنا اور ایلچی کے ساتھ فارس واپس آنا۔	۵۵۰
تیسوان باب۔ طہران مین انگریزی ایلچی کا پہونچنا اور شاہ کی طرف سے تقریبات کا ادا ہونا	۵۵۷
اکتیسوان باب۔ حاجی بابا کا وزیر اعظم سے ملاقات کرنا۔	۵۶۲
بتیسوان باب۔ حاجی بابا کا اُن معاملات کی سربراہی کرنا اور پھر دوبارہ وزیر اعظم سے ملنا۔	۵۶۷
تینتیسوان باب۔ بدقسمتی کا حاجی بابا سے رخصت ہونا حاجی بابا کا ایک امیر کبیر بنکر اپنے اُس وطن اصفہان مین جانا جہان سے بُرے حالون نکلا تھا۔	۵۷۱

قصّۂ حاجی بابا اصفہانی

مصنفہ کپتان موریر صاحب سیاح ایران

پہلا باب

حاجی بابا اصفہانی کی پیدائش اور تعلیم کے بیان مین

میرا باپ قربحسین نامی اصفہان کے مشہور معروف حجامون مین سے تھا۔ اوائل عمر مین صرف سترہ ہی برس کے سن مین اسکی شادی ہوگئی تھی یہ بی بی ایک شمع ساز کی بیٹی تھی جو اسکی دُوکان کے پڑوس ہی مین رہتا تھا۔ مگر وہ اُمنگین اور اتحاد دلی کی آرزوئین جو جانبین سے شروع شروع اٹھین تھین آخرکو اولاد نہونے کی وجہ سے فرو ہوگئین۔ میرے باپنے جب اپنے باغ آرزو کو مُرجھایا ہوا دیکھا اور کسی تر و تازہ پھول کی آمد آمد نہین دیکھی تو اب اپنی پیاری چہیتی بیوی کی اُلفت و عشق کی وہ شمع جو مدت سے حجلۂ دل مین روشن ہوچکی تھی آخر ٹمٹما کر بُجھ گئی۔

میرے باپ کو اپنے فن مین وہ ملکہ تھا جس سے اُس کی شہرت نہ صرف عظیم الشان تجار مین ہوگئی تھی بلکہ اُس نے کافی سرمایہ جمع کرلیا اور اب اولاد کی آرزو نے انھین دوبارہ شادی کرنے پر مجبور کیا یہ خوبصورت بی بی ایک دولتمند صرّاف کی بیٹی تھی اور اُس نے صرف میرے باپ کو اُس کے فن مین کامل دیکھکر شادی کردی کیونکہ اُسی زمانہ مین میرے باپنے اسکی

حجامت بنائی تھی۔

جب دوسری شادی ہوگئی تو اب پہلی بی بی کے سوتاپے کے پیر نے میرے باپ کے عیش مین خلل اندازی کرنی شروع کی اور اب اُسکی جان غضب مین آگئی عورتون کی چقلش سے خدا بچاوے آخر اسکے خسر نے یہ صلاح دی کہ بہتر ہو کہ تم اپنی بی بی کو لیکر کربلائے معلی چلے جاؤ کہ نور ایمان تو حاصل ہوگا۔ اس نے اپنے حق مین بہتر سمجھا ساعت مسعود پر اپنی نئی بی بی کو ساتھ لیکر کربلائے معلی روانہ ہوا۔ چونکہ یہ لڑکی پورے دنون پیٹ سے تھی راہ ہی مین درد لگے اور مین پیدا ہوا کربلائے معلی کی زیارت سے پہلے میرا باپ صرف حسین کے نام سے مشہور تھا لیکن بعد ازان قرب علی کے خطاب سے عزت عطا کی گئی تھی خدا میری مان کو خوش و خرم رکھے کہ اُسنے پیدا ہوتے ہی میرا نام حاجی رکھا کہ جس سے تمام عمر میری وہ عزت ہوئی کہ جسکا مین ہرگز مستحق نہین تھا۔ کیونکہ اُس قیمتی اور معزز نام کا فخر وہی اشخاص حاصل کر سکتے ہین کہ جنھون نے زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً کی حاصل کی ہو۔

جب میرے باپ نے اصفہان چھوڑا ہو تو اپنی جگہ بطور خلیفہ کے اپنا ایک شاگرد بٹھا دیا تھا کہ جس نے نہایت ہوشیاری اور تندہی سے اپنے اُستاد کے کام کو انجام دیا لیکن جب میرا باپ کربلائے معلی کی زیارت سے واپس آیا اپنی جگہ پر نشست کرنی شروع کی اور پھر اپنا پیشہ حجامی سنبھالا میرے باپ کے کربلائے معلی جانے نے لوگون کے دلون پر وہ اثر کیا تھا کہ نہ صرف شہر کے بڑے بڑے تاجر اُسکی دُکان پر آکر حجامت بنوانا احسن سمجھتے تھے بلکہ پیشوایان دین کی بھی آمد و رفت ہونے لگی جب مین بڑا ہوا اور اپنا اچھا بُرا پہچاننے لگا تو اب مجھے یہ خیال ہوا کہ کچھ پڑھنا چاہیے واقعی مین نماز و روزہ ہی مین ہوتا اگر مجھے یہ خبر نہوتی کہ میرے پڑوس مین ایک مولانا صاحب رہتے ہین اور انکے مکتب کے ضمن مین ایک مسجد بھی ہے اور میرے باپ کو انھون نے ہی ہدایت کی ہے کیونکہ جب آٹھوین دن مولوی صاحب کی حجامت بنانے جاتے تھے تو وہ قال اللہ اور

قال الرسول کی تلقین کیا کرتے تھے مین نے بھی اُن سے پڑھنا شروع کیا کچھ عرصہ مین
کلام اللہ پڑھ لیا اور جب میرا خط بھی بایقری ہوگیا تھا مکتب مین پڑھنے سے پہلے مین
اپنے باپ کی دُکان پر بیٹھکر پیشہ حجامی سیکھتا تھا چونکہ حجامت بنوانے والے کثرت سے
آتے تھے اس لیے میرے باپ نے خچر اور اونٹ ہکانے والون کی حجامت کے لیے مجھے
مقرر کردیا تھا مین خوب فرآٹے سے اِنکے سر مونڈتا تاکہ وہ خوش ہوکر مجھے معقول معاوضہ دیتے
جب مین سولہ برس کا ہوا تو یہ معاملہ بہت ہی اہم آکر واقع ہوا کہ آیا مین اپنے کو
ایک طالبعلم کے نام سے نامزد کرون یا ایک خلیفہ کے نام سے مشہور ہون۔ علاوہ حجامت
کے بنانے کانون کے صاف کرنے۔ داڑھی کو زیبائش دینے کے مجھے حمام کے کامون مین
دستگاہ کامل ہوگئی۔ کوئی شخص مختلف طریقے نہلانے کیسہ سے جسم ملنے کے جو ہند کشمیر
ترکی مین برتے جاتے ہین احسن طریقہ سے نہین جانتا لیکن مین نے صرف اپنے
زور طبیعت اور تیزی ذہن سے اُسکو عمدہ طریقہ سے حاصل کرلیا تھا۔ مین اپنے معزز
اُستاد کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ صرف اُنکی توجہ سے مین ایسا قابل بنگیا اور مین نے
اپنے شعراے نامی مثلاً سعدی حافظ کی کتابین اس طرح سے پڑھ لیین کہ جب کبھی
موقع ہوا کرتا تھا مین انکے اشعار استعمال کرتا تھا۔ اِس سے میری کمال شہرت
ہوگئی اور وہ لوگ جو حمام مین غسل وغیرہ کرنے کے لیے آتے تھے اُنھون نے مجھے
اپنا ایک دلپسند ساتھی خیال کیا ہر شخص کا میری طرف یہ خطاب تھا۔

گر بر سر و چشم من نشینی	نازت بکشم کہ نازنینی

میرے باپ کی دُکان شاہی مسافر خانہ کے قریب ہی تھی شہر مین بڑی بات یہ تھی کہ غیر
ممالک کے تجار کی کثرت سے آمد و رفت تھی وہ تاجر شہریون کی طرح سے حجامت بنوانے آتے تھے
اور بعض وقت معمولی اُجرت سے جو وہ ہمیشہ دیا کرتے تھے صرف میرے فی البدیہہ کلام سے محظوظ
ہوکر زیادہ بھی دے جاتے تھے ان سوداگرون مین ایک تاجر بغداد تھا کہ جس سے میری بہت آشنائی

ہوگئی تھی اور وہ ہمیشہ مصر ہوا کرتا تھا کہ تو مجھسے ضرور ملتا رہا کر یہ صرف میرے تجربہ کار باپ کی فضیلت کا صدقہ تھا کہ ہر شخص آنکھوں پر بٹھاتا تھا مجھے اُسنے ترکی بولنا سکھا دیا جسکا مجھے کچھ کچھ علم بھی حاصل ہوگیا۔ یہ تاجر مختلف شہروں کا جب حال بیان کرتا تھا کہ ایسے خوبصورت ہین۔ اور اُنمین یہ عجائبات ہین تو میرا دل بھی بھر بھر آیا اور مین نے دل مین ٹھان لیا کہ یہ شہر ضرور دیکھنے چاہیین۔ بغدادی تاجر کو ضرورت ہوئی کہ کسی شخص کو اپنے حساب لکھنے کے لیے ملازم رکھے۔ لیکن چونکہ مجھے حجامی اور محرری دونون کامون مین ملکہ تھا تو اُس نے مجھسے یہ منفعت بخش درخواست کی کہ اگر تم ملازم رہنا چاہتے ہو مین تمھین رکھ سکتا ہون مین نے منظور کرلیا۔ اور فوراً اپنا دلی قصد اپنے باپ کی خدمت مین آکر بیان کیا یہ سنکر میرے باپ کو حد سے زیادہ صدمہ ہوا اور انھون نے ہرگز میری مفارقت گوارا نہین کی۔ اور چاہا کہ یہ صرف ایک امید موہوم کے لیے کہ جو خطرون اور خوفناک موقعون سے پُر ہے اپنے شہر کو نہ چھوڑے لیکن جب اسکا خیال اس طرف مائل ہوا کہ ایسے تاجر کی نوکری مین نفع کس قدر ہے اور یہ ہرگز ناممکن نہ تھا کہ اُسکی ملازمت مین مین اپنی اس حالت سے کچھ ترقی نہ کریگا۔ آخر کار رفتہ رفتہ میرا باپ راضی ہوگیا اور میرے جانے پر مانع نہین آیا اور مجھے اپنی دلی مرضی سے اجازت دی اور ساتھ ہی اُسکے استرون کا ایک نیا بکس دیا۔

صرف میرے آیندہ سربلند ہونے اور ایک عظمت کے خیال حاصل کرنے نے میرے باپ کو میری مفارقت پر آزردہ خاطر نہ ہونے دیا مگر میری مان راضی نہ تھی کہ مین ایک سُنی کی ملازمت کرون لیکن پھر بھی اپنی مادرانہ شفقت اور اُلفت سے ایک بیگ ٹوٹے ہوے اوزارون اور ایک ڈبہ قیمتی مرہم کا عنایت کیا اور یہ سمجھا دیا "بیٹا یہ مرہم اوپری اور اندرونی پھوڑا پھنسی کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے جب مین سفر کے لیے جانے لگا تو میری مان نے مجھے حکم دیا کہ بیٹا اپنا سیدھا مُنہ دروازے کی طرف کر لو جاتے وقت اِدھر اُدھر نہ دیکھنا کیونکہ پھر تم بخوشی و خرمی گھر واپس آؤ گے۔

دوسرا باب

حاجی بابا کا سفر۔ اُسکا ترکمانون سے مقابلہ اور گرفتاری

عثمان آغا میرا آقا مشہد کی طرف روانہ ہوا۔ تاکہ بخارا کی بھیڑ بکری کا چمڑا وہان خریدے جس کے فروخت کرنے کا ارادہ اُسنے قسطنطنیہ مین کیا تھا۔ یہ شخص یعنی میرا آقا ایک چھوٹے قد کا ڈبل شخص جسکا عرض و طول برابر ٹبرا سر۔ ایک پھولی پکوڑا سی ناک اور گنجان سیاہ داڑھی تھی یہ ایک کٹا مسلمان تھا۔ اپنے مذہب مین بہت ہی متعصب جب صبح کو وضو کرتا تھا تو فوراً جرابین اُتار ڈالتا تھا حالانکہ صبح کی خنکی اور ٹھر کبھی موزے اُتارنے مین اسکی مانع نہ آئی علاوہ برین مذہب شیعہ سے تو اُسے دلی نفرت تھی۔ جب تک یہ پارس مین رہا اُسنے اپنے یہ عقائد بہت ہی مضبوط رکھے لیکن صرف اپنے ہی تک منفعت پر تو جان دیتا تھا رات دن اسی کی دُھن لگی رہتی تھی سونے سے پہلے یہ اطمینان کرلیا کرتا تھا کہ میرا روپیہ پیسہ ایک محفوظ مقام پر ہے اور اُسپر کسی قسم کی آنچ تو نہین آسکتی۔ اور دوسرے یہ کہ تن پرست بڑا بھاری تھا حقہ علی الدوام پیتا تھا۔ کثرت سے کھانا کھاتا تھا اور شراب کا بھی استعمال کرتا تھا مگر چھپوان لیکن جو لوگ کہ مے خوشرنگ مین رنگے ہوے تھے اور ظاہرا اُسکو غٹر غٹر چڑھا جاتے تھے اُنکو سخت ملامت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ تم خدا کے احکام سے پھرے ہو۔

موسم بہار مین یہ تعین ہوگیا تھا کہ کاروان جمع ہوگا ہمنے اپنے سفر کی تیاریان کرنی شروع کین میرے آقا نے اپنی سواری کے لیے ایک مضبوط اور ذرا قد میانہ خچر مول لیا۔ میرے لیے ایک گھوڑا تجویز ہوا جس پر مین ایک قلیان ایک انگیٹھی ایک چمڑے کی بوتل اور کوئلے لادے گئے اور اُسکے علاوہ میرا بھی اسباب اسی پر رکھا گیا ایک حبشی غلام نے جو ہمارے لیے کھانا پکاتا تھا اُسنے بھی ایک خچر پکڑ لیا اور اُس پر سونے کا بستر اور باورچی خانہ کا سامان لادا تیسرے خچر پر اور ضروری اشیا اور میرے آقا کے کپڑے وغیرہ بھی اسی پر لدے ہوے تھے

غرض ہمارا سامان سب بکمل ہوگیا۔ روانگی سے ایک دن پہلے میرے آقا نے اپنے بڑے بھاری عمامہ مین پچاس ڈیوکیٹ ڈاڑھائی روپیہ کے قریب سکہ ہوتا ہی خوب مضبوط سی کر رکھ لیے کہ بندہ بشر ہی شاید کوئی موقع پڑے اور اُن سے کام نکلجائے اور جو باقیماندہ تھے انکی ہمیانی کمر سے خوب کس لی لیکن اُسکا علم سوا میرے اور کسی کو نہ تھا۔

کاروان اب روانہ ہونے کو تیار ہوا۔ پانسو خچر اور گھوڑے ساتھ تھے۔ دو سو اونٹ تھے جن مین اکثر اونٹون پر شمالی فارس کے لیے تجارتی اشیا لدی ہوئی تھین ڈیڑھ سو آدمی اس کاروان مین تھے جن مین سوداگر۔ اُنکے نوکر اور کاروان کے رہنما بھی تھے علاوہ انکے کچھ اشخاص کاروان کے ہمراہ وہ بھی تھے جو مشہد مین امام رضاؑ کے مزار کی زیارت کے لیے جاتے تھے کاروان والون نے اُن زایرون کا ہمراہ ہونا بہت ہی متقدس خیال کیا اور ایک برکت سمجھے۔

اس موقع پر ہر شخص ہتھیار بند تھا۔ اور میرا آقا جسکی طبیعت کی یہ کیفیت تھی کہ ذرا کہین بندوق چھٹی اور یہ چونکتا ہوا۔ یا کہین تلوار ننگی دیکھ لی اور چہرہ زرد پڑ گیا مگر اس موقع پر وہ بھی ایک پرتلا ڈالے ہوے ہلال آسا خمدار ایک شمشیر کمر مین پڑی ہوئی دو پستول ایک جانب کمر سے بندھے ہوے باروت اور کارتوس وغیرہ کی کُپیان اِدھر اُدھر لٹکی ہوئی مین بھی ساتھ ساتھ سرتاپا ہتھیارون سے آراستہ تھا۔ مگر اُن ہتھیارون کے ضمن مین مجھے ایک بھالے سے بھی عزت بخشی گئی تھی۔ حبشی غلام کے پاس تلوار تھی اور ایک بندوق بھی تھی لیکن اُسکا گھوڑا ندارد تھا۔

اصفہان کی شمالی اطراف سے دن نکلتے ہی ہم روانہ ہوے زائرین کے چاؤشون نے غل و شور مچا کر اور ڈھول وغیرہ بجا کر سب مین خبر کردی کہ قافلہ روانہ ہوتا ہی۔ اب ہمین اپنے مسافر ساتھیون کا پُورا پورا علم ہوگیا وہ سب ہتھیار بند تھے۔ باوجودیکہ سب جنگی سامانون سے آراستہ تھے لیکن پھر بھی انکی صورتون سے ایک امن اور صلح برستی تھی۔ مین اُس نئے ہنگامہ سے بہت ہی خوش تھا جب مین اپنے آقا کے برابر گھوڑا نہین

دوڑ اسکتا تھا تو میرا آقا مجھے آواز دیکر کہتا تھا کہ دیکھ میرا گھوڑا ایسا ہی کہ اگر بین لگ وبا بی اور بے تکے طریقہ سے بھی اسکو چلاؤن جب بھی یہ ممکن نہین کہ درناندہ ہوکر رہ جاے اور منزل تک نہ پہونچے بہت ہی جلدی سب قافلہ والون سے میری شناسائی ہوگئی۔ اکثرون نے کوچ کے ختم ہونے پر شام کو مجھسے حجامت بھی بنوائی اگر مجھے اپنے مالک کے حق مین خیال کیا جائے تو یہ کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہین ہو کہ مین گویا اسکی ایک آرام کی چیز تھا جب میرا آقا خچر سے اترا۔ تواب مین نے اُسکے پیر دبانے شروع کیے اور وہ وہ ہنر اسوقت برتے کہ جنکی حمام مین مجھے خوب مشق ہوگئی تھی اس کی ساری تکان چنپی کرکے اور تمام جسم پر مالش کرکے کھو دی۔

ہم بغیر کسی تعرض اور مانع کے طہران پہونچ گئے ہم نے دس دن طہران مین اپنے خچرون کو آرام دینے اور اُن کی تعداد زیادہ کرنے مین صرف کیے سفر کا خوفناک حصہ گویا اب آئیگا۔ قوم ترکمان جو شاہ فارس سے گرم جنگ تھی راہون کے لیے بہت ہی دہشتناک تھی کیونکہ جب ہی اُنھون نے ایک کاروان کو لوٹ لیا تھا اور جنھون نے کہ اُن سے مقابلہ نہ کیا ان کو وہ گرفتار کرکے لے گئے تھے ترکمان کی دہشت سب کے کلیجون پر اس وجہ سے بیٹھی ہوئی تھی اور خصوصًا میرا آقا تو بہت ہی ڈرتا تھا کہ مشہد تک کیونکر پہونچا جائیگا۔ لیکن جب اُسے یہ معلوم ہوا کہ قسطنطنیہ مین بھیڑ کے چمڑے کی آجکل بہت ہی قیمت چڑھی ہوئی ہی اس خیال سے اُسکے مُنھ مین پانی بھر آیا اور اب اس خوف کا بھی خیال نہین کیا اور صرف اپنے نفع کی دُھن مین چلنے کا مصمم ارادہ کرلیا ایک چاؤش جو پہلے سے زائرین کو طہران اور حوالی طہران سے جمع کررہا تھا کہ یہ قافلہ پہونچے تو اُس کے ہمراہ مشہد روانہ ہون جون ہی ہم وہان پہونچے تو اُس نے ہمین اطلاع دی کہ مین نے آپ کے قافلے کے ساتھ چلنے والون کا ایک گروہ تیار کرلیا ہی جب اس چاؤش نے ہمین یہ خوشخبری سُنائی تو ہم بہت ہی خوش ہوے کہ اور بھی مدد ملی اور اب

یہ جس خوف کا اس مین خیال تھا دور کر دے گی اِس چاؤش کا طہران سے مشہد تک خوب نام ہو رہا تھا اور اُسکی جرأت اور دلاوری کا دور دور آوازہ بلند تھا کیونکہ اسنے ایک ترکمان کا عین راہ مین سر اُتار لیا تھا اسکی صورت بہت ہی خوفناک تھی سانولا مگر چمکتا ہوا رنگ چوڑے چوڑے بازو۔ اور موٹے کرخت بالون کی اس کی ڈبل ٹھوڑی پر داڑھی قلا بازیان کھاتی ہوئی۔ چار آئینہ سے آراستہ۔ خود فولادی سر پر اور اسکی پیٹی کندھون پر پڑی ہین ایک طرف شمشیر آبدار آویزان دو پستول کمر مین اڑے ہوے ایک ڈھال پشت پر ایک لمبا برچھا ہاتھ مین۔ اسکی مجسم صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ خوف کو ایک لا شے محض تصور کرتا ہی اور اسنے اپنی دہ دون کی لینی شروع کی اور وہ دہ اپنی بہادری کے جوہر باتون باتون مین دکھاے اور ترکمانون کی ایسی حقارت کی کہ میرا آقا اسکی حفاظت مین چلنے کے لیے راضی ہو گیا۔

عید نوروز کے ایک ہفتہ کے بعد کاروان سفر کے لیے مستعد ہوا جمعہ کو تو ہمنے عظیم الشان مسجد مین جا کر نماز پڑھی وہان سے ہم شاہ عبد العظیم کے گانو مین چلے گئے جہانسے دوسرے دن شہد کی جانب روانہ ہوے ہم نے بہت لق ودق اور خشک ملک مین نہایت ہی آہستہ آہستہ سفر کرنا شروع کیا۔ یہ عجیب ملک بہت ہی کم آنکھون اور دلون کو تر و تازگی دیتا تھا جب کبھی ہم کسی گانون مین پہونچتے یا راہ مین ہمین مسافر ملتے تو ہمارے رہنما زور زور کی صدا اُن سے اپنے ڈھولون کے بجنے کے ساتھ جو اُنکے گردن سے بندھے ہوے تھے مناجات پڑھتے تھے۔ اکثر ترکمانون کا ذکر بہت ہوتا تھا گو ہمین یہ یقین ہو گیا تھا کہ وہ بیخوف دشمن ہین لیکن پھر بھی ہم ہر وقت یہ امید کر کے کہ وہ ہرگز ہمارا مقابلہ نہین کر سکتے نڈر تھے اور بار بار یہ پڑھتے تھے کہ وہ ہین کون کُتے جو ہمارا مقابلہ کر سکین گے ہر شخص اپنی دلاوری اور بہادری کی لاف زنی کر رہا تھا وہ تو میرے آقا کا یہ عالم تھا کہ غضب ہی کے طرارے بھر رہا تھا اور اُن سے چبا چبا کہ رہا تھا کہ ذرا ایسا موقع ہو تو تم دیکھنا کیا کیفیت آتی ہی۔ جب اس قسم کی باتین کین تو لوگ سمجھے کہ کبھی اسکا تو تمام زمانہ لڑائیون اور ترکمانون کے قتل کرنے مین صرف ہوا ہی چاؤش نے جو لاف زنی مین سب سے دو قدم آگے تھا اور جو اپنے کو کاروان

سب سے بہادر سمجھتا تھا کہا - ترکمانون کی بابت کوئی شخص کچھ نہین کہہ سکتا جب تک کہ اُنسے مقابلہ نہو جاے اور ان سے سواے شیرون کے کھانیوالے کے کوئی ہمنبرد نہین ہو سکتا - اسوقت یہ شخص مونچھین مروڑ رہا تھا اور خوب خوب ڈنیگ کی لے رہا تھا مگر سعدی نے خوب ہی مناسب موقع پر کہا ہے -

جوان اگرچہ قوی بال و پیل تن باشد ||| بجنگ دشمنش از ہول بگسلد پیوند

لیکن میرے آقا عثمان آغا کی اُمید حفاظت اور دن سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی تھی کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ ہین حضرت عمر رض کی اولاد مین سے ہون حملہ کے وقت مجھپر کچھ آنچ نہین آسکتی - اور اس بات کے اظہار کیلئے اپنے عمامہ کے گرد ایک سبز ململ کا کپڑا باندھ لیا تھا جس سے گویا نشان امیری نمایان تھا اور یہ پایا جاتا تھا کہ یہ آنحضرت کی اولاد مین سے ہے جنکی نسبت میرے آقا کا اپنی طرف گمان تھا کہ مین ایک خچر کے برابر بھی توقیر نہین رکھتا -

چند روز تک تو ہم اسی طریقے سے سفر کرتے ہوے چلے گئے جب چاوُش نے نہایت ہی سنجیدہ اور ایک نمایان طریقے سے اطلاع دی کہ وہ مقامات آگئے جہان ترکمان پڑے ہوے قافلون کا راستہ دیکھا کرتے ہین اب آپ سب لوگ پیوستہ ہوکر سفر کرین اور سب تیار ہو جاوُ کہ حملہ کے وقت بہادری اور جانبازی دکھلا سکو - میرے آقا کے دل پر اسکا پہلا اثر تو یہ تھا کہ اسنے اپنی تلوار بندوق اور پستولون کو اپنے اسباب کے ایک خچر سے باندھ دیا اور سوء ہضمی کی شکایت کی اب وہ سارے خیالات جنگ کا فور ہو گئے اپنے کو بالکل فرغل مین چھپا لیا لیکن صورت پر مصیبت و آفت کی جھلکی نمایان ہونےلگی تھی بار بار استغفر اللہ استغفر اللہ پڑھتا تھا اور اپنے کو قسمت کے بالکل حوالہ کر رہا تھا میرے آقا کی حفاظت کا دار و مدار اُس چاوُش پر تھا جو علاوہ اور وجوہات کے جنکے باعث سے کہ اُسے خوف سے بے پروائی تھی اپنے ان طلسمون اور تعویذون کو بھی دکھا رہا تھا کہ جو اُسکے بازوُن پر بندھے ہوے تھے جنکا اثر وہ بہت بہادری سے یہ بیان کرتا تھا کہ یہ تعویذ اور نقش ترکمانون کے تیرون کو دفع کر دیتے ہین اور انکا مطلق اثر نہین ہونے دیتے ایک تو یہ تھے تین اور خونخوار شخص اور کاروان مین سب سے ایک اور وہ شخص بھی جو بہادر تھے آگے آگے

چلتے تھے گویا کہ یہ کاروان کے آگے بڑھے ہوے محافظین مین سے تھے انمین سے ہر شخص اپنی بہادری
اور جرأت دکھانے کے لیے ادھر اُدھر گھوڑا کدا تا تھا۔ برچھیان پھراتا تھا۔ اور ہوا مین اُن کو بھونکتا تھا
آخر کار جسکا ہمین ڈر تھا وہی اب ہمارے پیش آیا۔ ہمنے چند بندوقون کی آوازین سنین
اور ہمارے کانون مین مہیب اور وحشی صداؤن کے غل سنائی دیے ہر شخص خوف سے
ٹھہر گیا تمام آدمی اور جانور چھوٹے پرندون کے موافق جو کچھ دور فاصلہ پر باز دیکھ کے
مارے خوف کے اکٹھے ہوجاتے ہین باہم سمٹ گئے لیکن جب ہم نے آنکھون سے دیکھ لیا
کہ ایک گروہ ترکمانون کا ہمپر چڑھا ہوا چلا آتا ہی بس سب کے اوسان باختہ ہو گئے
اور ہیئت مجموعی مین تفرقہ آکے واقع ہوگیا بعض تو کافور ہو گئے۔ اور بعض لوگ جنمین
میرا آقا بھی تھا ایسے ڈرے اور اُن پر ایسی دہشت غالب آئی کہ اپنی مردانگی اور
جرأت کو یک لخت بھول گئے گھبرا گھبرا کے یہ کہنے لگے۔ اے اللہ اے امام۔ اے محمدؐ
ہم مرتے ہین۔ ہم چلے۔ ہماری روحین فنا ہوئین خچر ہکانیوالون نے تو یہ تدبیر کی
کہ جسقدر سامان تھا اپنے خچرون سے نیچے پھینکدیا اور مع اپنے خچرون کے چلتے بنے
جب دشمن آگے آگیا تو اُسنے پہلے تیرون کا مینھ برسایا پس اُسی سے اُنکو فتح حاصل ہوگئی
اور ہم بہت جلد اُنکا شکار ہو گئے۔ چاؤش جو شیخی مین اور لاف زنی مین سب سے زیادہ
ڈون کی لے رہا تھا پہلے ہی سے بھاگ کے کہین کا کہین ہو رہا اور پھر ہمنے نہ اُنکا حال سنا
اور نہ اُن کی صورت دیکھی۔ حملہ آور سامان کی طرف جھک پڑے جو میدان مین پڑا ہوا تھا
میرے آقا نے اپنے کو دو گٹھرون کے بیچ مین چھپا دیا تھا اور یہ خوفناک واقعہ دیکھ رہا تھا
کہ ایک ترکمان نے جسکا لمبا قد تھا اُسکو دیکھ لیا۔ ترکمان کے چہرے سے خونخواری برستی تھی
اُسنے اُسکو اسباب سمجھ کے اپنی پیٹھ پر اُٹھا کے ڈال لیا۔ تو میرے آقا نے اُسکو کھول کے گردن
باہر نکالی اور بکمال لجاجت عرض کی جس سے اُسکا خوف نمایان تھا۔ میرے آقا نے چاہا کہ
حضرت عمرؓ کی منقبت اور حضرت علیؑ کی مذمت بیان کر کے ترکمان کو نرم دل کردن

مگر یہ بھی محض بیکار گیا اس وحشی کو اصلا اس لجاجت اور ان باتون پر رحم نہ آیا اور میرے آقا کے سارے کپڑے اُتار لیے صرف ایک پائجامہ اور کرتا باقی رہا اس قزاق نے میرے آقا کی فرغل اور سب کپڑے پہن لیے۔ چونکہ میرے کپڑے کچھ ملگجے سے تھے انھون نے نگاہ بھر کر بھی نہ دیکھا۔ مجھکو اپنے مین شامل ہونیکا حکم دیا اور مجھ سے میرا استرون کا بکس بھی نہین لیا۔

جب ترکمان کل اسباب لوٹ چکے تو اب اُنھون نے قیدیونکی باہم تقسیم کرلی۔ ہماری آنکھونپر پٹی باندھ دیگئی تھی اور ہم مین سے ہر ایک ایک سوار کے پیچھے رکھلیا گیا تھا جب ہمنے اسیطرح دن بھر سفر کیا تو ہمکو خندق مین تنہا ہمین آرام لینے کو چھوڑ اگیا دوسرے دن ہمنے ان راہون کو دیکھا جنکو صرف ترکمان ہی جانتے تھے۔

پہاڑی اور ایک ویران ملک مین سے گذر کے آخر ہمین ایک وسیع میدان معلوم ہوا اور یہ ایسا بڑا تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا بس دنیا کی حدود ہین ختم ہونگی۔ اس میدان پر ہمارے دشمنون کے بیشمار سیاہ ڈیرے اور خیمہ اور اُنکے غول کے غول دکھائی دیے۔

تیسرا باب

حاجی بابا کن ہاتھون مین پڑا اور استرے کے صدقے مین اُسے کتنی دولت ہاتھ لگی

ترکمانون نے قیدیونکی جب باہم تقسیم کی خدا کی شان مین اور میرا آقا ایک ہی شخص کے حصہ مین آیا۔ یہ ترکمان وہی وحشی قزاق تھا جسکا مین اوپر بیان کرچکا ہون۔ اُسکو اسلان سلطان کہتے تھے یعنی شیر سردار یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ شخص ایک گروہ کا کپتان بھی ہے اور یہ پلٹن کہو یا گروہ کہو وہی تھا جو ہمین میدانو نمین پہاڑون پر سے اُترتے ہی معلوم ہوا تھا۔ اس ترکمان کے ڈیرے ایک گہرے نالہ کے کنارونپر ایستادہ تھے جس نالہ پر سے

ایک ندی بہتی تھی جو قرب کی پہاڑیون کے سلسلو نمین جاکر شامل ہو جاتی تھی سبزہ زارونکو
ہرا بھرا کرتی تھی جنسے بخوبی مویشیونکی پرورش ہوتی تھی سب سبزہ زار جہانتک آنکھ کام
کرتی تھی برابر پھیلے ہوے تھے ہمارے اور بھائی جو گرفتار ہوے تھے اُنکو ترکمان اور اور
دور دور از ملکون کے حصہ مین لیگئے اور باہم اُن ترکمانون مین اُنکی تقسیم کی جو اس اطراف
مین رہتے تھے۔

جب ہم وہان پہونچے تو تمام آدمی ہمین دیکھنے کیلئے اُمنڈ آئے۔ اُسوقت ہمارے فاتحونکو
زور زور سے مبارکبادین دیجارہی تھین کتے ہمین اجنبی دیکھ دیکھ کے ایسا بھونکتے ہے
تھے کہ توبہ اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب وہ ہمین نوشجان کر جائینگے۔ میرے آقا کے سبز دوشالہ
نے اسکی کچھ عزت افزائی کی۔ لیکن سردار کی بیوی کی نظر جو بانو کے نام سے پکاری جاتی
تھی اس دوشالہ پر پڑی جسنے اُسکے لینے کے لیے بہت ہی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ میرے
آقا کے پاس سواے عمامہ اور اس ہمیانی کے جسمین زر نقد رکھا ہوا تھا اور کچھ نہ رہا سب لیلیا گیا
لیکن آخر اس عمامہ پر سردار کی دوسری جورو کی نگاہ پڑی جسنے کہا کہ یہ میرے گھوڑے کی
زین کے کام آئیگا جو اونٹ پر بندھا ہوا ہے چنانچہ سر پر سے عمامہ اُتار لیا گیا اور ڈیرے
کے ایک کونیکی طرف اور ناکارہ چیزونمین اُسکو بھی پھینک دیا۔ عثمان آغا نے اب ہمیانی کے
روپیہ کی بڑی بھاری نگہداشت کی کہ کہین یہ بھی رفو چکر نہو جاے مگر اُس سے کچھ مطلب
نہین نکلا۔ اس عمامہ کے عوض مین ایک پرانی بھیڑ کے چمڑے کی ٹوپی پہننے کو ملی جو ہم جیسے
بد قسمت قیدیون کو دی گئی تھی جو ذلت و خواری اور غم سے پہلے ہی ہلاک ہو چکے تھے۔

جتنے آدمی مرتے جاتے تھے اُنکی ٹوپیان میرے مالک کے پاس آتی جاتی تھین۔ عثمان آغا اب
اُس کام کے لئے تعینات ہوا کہ جب اونٹ پہاڑون پر چرنے جایا کرین تو یہ انکی حفاظت کیا کرے چونکہ
یہ ڈبلا اور بھاری جسم کا تھا اسلیے اُسکے بھاگ جانیکا انھیں گمان تک نہین تھا مجھے یہ حکم تھا کہ
تو ڈیرونسے پرے نہ جائیو۔ اور میرے سپرد چمڑے کے تھیلونکو صاف کرنا اور روغن ملنا تھا۔

تو مین اپنا یہ کام بہت ہوشیاری اور محنت سے بھگتایا کرتا تھا۔

اس فتح کی شادی کرنیکے لیے سردار نے تمام اپنے متعلقین کی دعوت کی ایک بڑی دیگ مین چانول اور دو بھیڑونکا گوشت ڈال کے اُبالا گیا لوگ ہمارے سردار کے نواحقین سمیت ادھر اُدھر کے ڈیرون خیمونسے نکل نکل کے آنیلگے ان لوگون مین سے اکثر وہ تھے جنھون نے ہمارے کاروان پر حملہ کیا تھا یہ سب ایک ڈیرے مین اکٹھے ہو گئے۔ عورتین دوسرے ڈیرے مین مجتمع ہوئین جب پلاؤ مردون کو کھلا دیا گیا اور وہ برٹ چکے تو عورتون کو کھلانا شروع کیا جب عورتین بھی کھا چکین تو چرواہون کے لڑکونکو بٹھا کر کھلا دیا جب وہ بھی فارغ ہوے تو سب کے آگے کا بچا کھچا چچوڑی ہوئی ہڈیا گدڑیان ہمارے اور کُتون کے آگے لاکے ڈال دی گئین۔ مین اپنی خوراک کے لیے بہت ہی تشویش سے انتظار کر رہا تھا کہ دیکھیے کیا آتا ہی کیونکہ جب سے ہم مقید ہوے تھے ہم نے تو لذت دار خوراک کھائی نہین تھی۔ کہ ایک عورت نے ڈیرے مین سے مجھے اشارہ کیا کہ ڈیرے کے پیچھے سے آکے رکابی لے لے رکابی مین چانول بھرے ہوے تھے اور اُسپر بھیڑ کی دُم کا ایک ٹکڑا رکھا ہوا تھا۔ سردار کی بیوی نے بھی میری مظلومیت پر رحم کھایا اور کہا کہ تو اسے جلدی سے لیکے چلدے اور کچھ خیال دل مین نہ لا۔

آج کا دن تو ایک دوسرے کی سرگذشت کہنے اور حقہ پینے مین صرف ہوا عورتون نے گانے اور دفون کے بجانے کا تان نہ توڑا۔ مین اور میرا مالک اپنی مصیبت اور آفت پر خون کے آنسو بہا رہے تھے اور افسردہ خاطری سے سر بہ گریبان تھے۔ اس عنایت و نوازش کے بھروسے پر جو مجھپر کی گئی تھی مین نے خیال کیا کہ کچھ کرنا چاہیئے اور اب مجھے کچھ ایسی جراءت ہو گئی کہ ذرا بھی ہراس دل مین نہ رہا۔ مین نے چاہا کہ کسی طرح سے اپنے رفیق کو خوش کرون اور یہ غبار الم اُسکے دل سے دور کرون مگر محض بے سود تھا۔ مین اُسکو اپنی بد قسمتی پر افسوس کرنیسے مانع نہ ہوسکا۔ مین نے اس سے کہا کہ ہر حالت مین اللہ کریم کو یاد رکھیے سب اُسی کے ہاتھ مین ہی یہ ہر ایک سچے مومن کا تمغہ ہی کہ اللہ کریم کو غم کے وقت یاد کرے۔ اُسنے ان ٹوٹے ہوے الفاظ مین

جواب دیا "اللہ کریم" اللہ کریم تمھارے لیے ہے کہ جسکا ایک پیسہ بھی نہین گیا۔ میرے لیے نہین ہے
کہ مین تو ہمیشہ کے لئے برباد ہوگیا" اِسکی یہ بربادی اور غلامی کی حالت مین آنما صرف اُس نفع
کی بدولت تھا جو اُس نے بھیڑون کے جھگڑون مین سمجھا تھا بس ہر وقت اس کا یہ مشغلہ تھا کہ جو کچھ
لٹ گیا تھا اُسکا شمار بیٹھا ہوا کیا کرتا تھا۔ مگر ہم مین باہم بہت جلد مفارقت ہوگئی۔ صبح ہوتے ہی
عثمان آغا کو ہمارے سردار نے اونٹون کی نگہبانی کے لیے بھیجا اور خوب دھمکا دیا کہ اگر ان پچاس
اونٹون مین سے ایک اونٹ بھی جاتا رہیگا تو تیرے دونون کان اور ناک کاٹ لی جائیگی اور
اگر انمین سے کوئی مر گیا تو وہ اِس زر فدیہ مین ادا ہو جائیگا جو تو اپنی رہائی کے لیے آخر کبھی دیگا
جون ہی میرے کان مین یہ آواز پڑی کہ یہ فدیہ لینے پر ہمین رہائی دینگے مجھے ایک اُمید سی
بندھ گئی مین نے پہلے اپنے مالک کو ایک اونٹ کے زین پر بٹھایا۔ تھوڑا سا پانی اِدھر اُدھر سے
لے آیا اور ایک صابون کا ٹکڑا آگے رکھ لیا اور استرے سے جو تمام دولت کھو کے بچا تھا کل آدمیون کے
سامنے اُسکی حجامت بنائی۔ مجھے معلوم ہوگیا کہ میری لیاقتون اور قابلیتون کا اظہار ضرور مجھے
آئندہ منفعت بخشے گا۔ جون ہی ہر شخص کو معلوم ہوا کہ یہ حجامت بنانا جانتا ہے سب نے حجامت
بنوائی اور یہ آواز رفتہ رفتہ میرے سردار کے کان مین بھی پہونچی۔ اُسنے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا
فوراً میری حجامت بنا۔ مین نے اُسکے بڑے سر پر عمل کرنا شروع کیا۔ جگہ جگہ سر پر تلوارون کے
زخم پڑے ہوے تھے اور اُسکے سر کی سطح ایسی کھردری تھی جیسے بھیڑون کی جلد ہوتی ہے جب
اُسنے اپنی حجامت اُسی اوزار سے بنی ہوئی دیکھی جس سے اُسکی بھیڑ کے بال صاف ہوتے تھے
یہ شخص جو اِس سے زیادہ اور عیش جانتا ہی نہین تھا کہ شہری حجام سے حجامت بنوائے اِسکو
تو یہی بہشت ہوگئی گویا سردار نے میرے ہاتھ کے نیچے بہشت کو سمجھا۔ اِسنے فوراً اپنا اطمینان
ظاہر کیا اور میری ملازمت کو پسند کیا اور قسم کھا کے کہا کہ مین تیرا ہرگز کچھ فدیہ نہین لونگا یعنی
تیرے لیے کبھی فدیہ قبول نہ کرونگا۔ خیر جو کچھ ہوا اب تو میرا خاص حجّام مقرر ہوگیا۔ مین نے بھی اپنا
یہی ظاہر کیا کہ میرا بھی خاص منشا اس موقع پر یہی تھا جب مین نے جھک کے اپنے نئے آقا کے

پیرون پر بوسہ دیا اور ہر طرح سے فرمانبرداری۔ اطاعت۔ اور آداب ظاہر کیا تو اب مین یہ سوچنے لگا کہ اس قسم کی آزادی ہونی چاہیئے کہ مین یہان سے بخوف و خطر کافور ہو جاؤن۔ اکثر سردار کے پاس حاضر رہنے سے مجھے ایک غلبہ اُسکی طبیعت پر ہو گیا۔ گو اب بھی میری خوب نگہبانی کیجاتی تھی لیکن پھر بھی بچنے کی تدابیر سوچتا تھا۔ جو میرے کام آئین اور جنھون نے مجھے اس حقارت ناک قید اور غلامی سے رہائی دی۔

چوتھا باب

فراست سے اپنے آقا کے مال کی نگہداشت اور اُسکو اپنے پاس رکھنے کی تدبیر

اس قید ذلت سے بچنے کے لیے پہلی تدبیر جو میرے خیال مین آئی وہ یہ تھی کہ اپنے آقا عثمان آغا کے اُس روپیہ پر قبضہ کرون جو اُسکی پگڑی مین سلا ہوا تھا۔ لیکن یہ عمامہ یا پگڑی ایک عورت کے ڈیرے کے کونے مین پڑی ہوئی تھی جہان تک میری رسائی نہ ہو سکتی تھی اور یہان ذرا فراست کا بہت کچھ خرچ تھا کہ اس طریقے سے اُڑائی جائے کہ کسی کو کانون کان بھی خبر نہو خبر تو خبر شبہہ تک نہو مین نے ان سب لوگون مین اپنی شہرت حجام کے نام سے کردی اور کل اشخاص مجھکو عزیز سمجھنے لگے تو میرے پاس اس تیقین کے لیے بہت سے اسباب تھے کہ بانو میرے مالک ترکمان کی بیوی مجھے پہلے کی نسبت بہت جاننے لگی ہی لیکن مشکل تو یہ تھا کہ نہ اُسنے اور نہ کسی عورت نے مجھسے کبھی بھی کوئی کام جراحی یا نشتر وغیرہ کا لیا۔ صرف کنکھیون کنکھیون مین باتین ہوا کرتی تھین جنسے الفت دلی کا جلوہ پایا جاتا تھا اُسکی طرف تو شفقت آمیز نظارے اور میری جانب سے شکریے اور اطاعت کے نشانات باہم جواب سوال کرتے تھے لیکن چونکہ وہ لوگ جانتے تھے کہ فارس کے حجام صرف اصلاح ہی بنانا نہین جانتے بلکہ جراحی بھی جانتے ہین اور یہ حمام مین علاوہ حجامت کرنے اور مالش کے فصد بھی کھول سکتے ہین دانت

نکال سکتے ہین اور ٹوٹا ہوا عضو موقع سے بٹھا سکتے ہین - بانو کو فوراً اس امر کی ضرورت
ہوئی کہ فصد کھلوائے اُسنے میرے پاس پیغام بھیجا کہ کیا تو فصد کھول سکتا ہی - مین نے اس سے
مناسب اور ساعت مسعود کوئی بھی نہین سمجھی اور اس بات پر نظر کرکے کہ جس شے کا مجھے تردد ہی اسکی
بابت بھی کچھ اطلاع ملے گی اور شاید وہ میرے ہاتھ ہی لگجائے مین نے فوراً جواب دیا کہ میرے
پاس اسکا سب سامان بھی موجود ہی اور مین اس پھرتی اور عمدگی سے فصد کھولونگا جس سے
میری اُستادی کا خود اعتراف ہوگا - وہ اوزار پیش کیا گیا - اس قوم کے ایک سر برآوردہ
شخص نے جو کچھ یون ہی برائے نام جوتش سے واقفیت رکھتا تھا اُسنے کہا - کل صبح کو دو سیارے
باہم ملینگے وہ وقت فصد کے لیے بہت ہی اچھا ہوگا - اس ساعت مسعود پر مجھکو اُس عورت کے
ڈیرے مین بلایا - مین نے دیکھا کہ بانو ایک چادر پر جو زمین مین بچھی ہوئی ہی بیٹھی ہی اور بیر اڑے
صبح سے انتظاری کر رہی ہی -

یہ اس قسم کی عورت تو تھی نہین جو مجھ ایسے ناتجربہ کار مین کچھ فطرتی نزاکت کے توہمات
بڑھاتی کیونکہ اول امر تو یہی تھا کہ اُسکا قد ہی بڑا لمبے ڈھنگا تھا جسمین بھاری پن پایا جاتا تھا
مین نے اُسکی طرف بہت ہی نفرت سے دیکھا لیکن پھر مجھے یہ بھی ڈر ہوا کہ اگر کوئی بات بھی اُسکی
طبیعت کے خلاف ہوگی تو پھر کانو نکی خیر نہین ہی اسلان سلطان اُڑا ہی دیگا - لیکن اس
عورت نے مجھپر بہت ہی توجہ مائل رکھی اور جسقدر کہ اُسکی سہیلیان تھی سب مجھپر ٹلی پڑتی تھین
اور مجھکو کوئی بڑا شخص تصور کرتی تھین اور ہر عورت اپنی نبض دکھانیکو آمادہ تھی جب مین
بانو کی فصد کھولنے کو ہوا تو اب مین نے اپنی نظر شے مطلوبہ پر ڈالی جسپر قبضہ کرنیکی مجھے فکر
لاحق ہو رہی تھی - فوراً مجھے خیال آیا کہ جو کام مین کر رہا ہون اسمین کوئی تدبیر ایسی نکالون
کہ کام کا کام بنجائے اور کسی کو معلوم نہو مین نے ذرا توجہ سے ایک دفعہ اور بھی نبض کو دیکھا
اور ابکی بار بہت غور کرکے مین نے ظاہر کیا کہ یہ ایک بہت ہی اہم اور کچھ پیچیدہ امر ہی
کیونکہ خون کو ایک ظرف مین جمع ہونا چاہیے تاکہ بعد ازان فرصت مین اُسکا امتحان کر سکون

میری اس تعجبانہ تجویز سے سب عورتون مین ایک ڈنڈ مچ گیا لیکن بانو کی یہی مرضی ہوئی کہ میرے ہنرمندانہ اور عالی کام مین اپنی راے سے مضبوطی دے۔ یہان مگر ایک نئی مشکل اور پیدا ہوگئی اور وہ یہ تھی کہ ترکمان کے اقل ذخیرہ مین ایسا ظرف کہان تھا کہ وہ اسکو اس کام کے لئے صدقہ کردیتا اور ہمیشہ یہ غلیظ بنا رہتا۔ ہر ایک ایک دوسرے سے یہ کہ رہا تھا کہ یہ بات کیونکر بن پڑے گی مین اپنے دل مین سوچ رہا تھا کہ آیا مین ہی اپنے خاص اُسی موقع پر جاؤن کہ اتنے مین بانو کے خیال مین ایک پرانے چمڑے کا پیالہ آگیا اسی وقت ایک عورت سے کہا کہ تو ڈیرہ کے کونے مین جاکر دیکھ۔ جب وہ پیالہ آیا تو مین نے ڈیرے کی طرف اس کو اٹھا کر دکھایا کہ دیکھو اسمین سے روشنی معلوم ہوتی ہی اور مین نے نشتر سے وہ روزن دکھاے اور مین نے اُسی نشتر سے اُسکے چھ ٹکڑے کرڈالے۔

بانو۔ اُس پُرانے امیر کی ٹوپی کہان ہی۔

ترکمان کی دوسری بیوی۔ وہ تو میری ہی مین نے اپنا زین درست کرنے کے لیئے لی تھی۔

بانو۔ خوب تند ہوکے کفی باللہ شہیدا۔ کیا مین اسکی حرم نہین ہون۔ مین اسے ضرور لونگی۔

دوسری بیوی۔ تمھین نہین ملنے کی۔

اب لڑائی ہونی شروع ہوئی اور وہ چیخ پکار ہوئی کہ معاذاللہ مین یہ سمجھا اور مجھے خوف ہوا کہ کہین اصلان سلطان کے کان تک یہ آواز نہ پہونچ جاے نہین وہ ایک نہ ایک کا قصہ ہی چکا دیگا لیکن خوش قسمتی سے وہ ہی نجومی آگیا اور اُسنے اس دوسری بیوی کی طرف مخاطب ہوکے کہا یاد رکھنا کہ اگر کوئی بات بُری بنی اور صورت غیر ہوئی تو بانو کا خون تمھاری گردن پر ہوگا یہ سنتے ہی وہ اپنی چیز دینے پر راضی ہوگئی مین نے جلدی سے فصد کھولنے کی تیاری کی اور نشتر نکالا جب بانو نے نشتر کو دیکھا اور وہ ٹوپی دیکھی جو نیچے رکھی ہوئی تھی اور جسمین خون بہہ کر گرتا تھا اور ان عورتون کے چہرون پر ہوائیان اُڑتی ہوئی دیکھین کہ جو اردگرد گھڑی ہوئی تھین تو بانو ڈر گئی اور کہا مین فصد نہین کھلواتی مجھے خوف معلوم ہوا کہ لیجئے ساری

کوششِ شے مطلوبہ کی ندارد ہوا چاہتی ہی مین نے ٹکٹکی باندھ کے دیکھا اور اس کی نبض پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ بانو صاحبہ آپ کا انکار فضول ہی کیونکہ آپ کی یہ قسمت ہو چکی کہ آپ فصد کھلوائین اور اس مین آپکا خون گرے اور نہ آپ نہ کوئی شخص اس امر کو جانتا ہی کہ روز ازل مین کیا کیا انسان کی تقدیر مین لکھا ہی اور ایک شخص کو زندگی مین کتنے حوادثات کا سامنا کرنا پڑیگا۔ بانو نے تو اس کا جواب کچھ بھی نہین دیا لیکن اور عورتین راضی ہو گئین اور بانو سے کہا آپ بہت بڑا گناہ عظیم کرینگی کیونکہ آپ اس لکھے کی مخالفت کرتی ہین جو آپکی تقدیر مین لکھا جا چکا بانو نے اپنی بانہہ برہنہ کر کے آگے کر دی اور میرے نشتر کی بھونک کو جراءت اور دلاوری سے سہا فصد کھولتے ہی خون ٹوپی مین لیلیا گیا جب پٹی دی باندھدی اور کام ختم ہو چکا تو مین نے کہا کہ یہ خون ڈیرے سے کچھ دور کے فاصلے پر لیجایا جائیگا اور سوا میرے کوئی شخص اس کو ہاتھ سے چھو بھی نہین سکتا۔ کیونکہ بہت سی برائیان بھلائیان جو فصد کھولنے سے پیدا ہوئی ہین صرف اس خون پر منحصر ہین جب وہ جسم سے زمین پر گرتا ہی۔ غرض مین اُسے اٹھا کے اپنی جگہہ پر لے آیا رات تک تو مین نے کچھ نہ کیا جب رات ہوئی اور سب سو گئے تو مین نے وہی ڈکیٹ اس ٹوپی مین سے ادھیڑی پورے پچاس نکلے مین نے فوراً قریب کی جگہہ مین اُسے پوشیدہ کر دیا اور پھر گڑھا پیالہ کیلئے ایک کھودا اس کو بھی وہین پیوند زمین کیا۔

علی الصباح مین نے بانو سے کہلا بھیجا کہ شب کو جب تمھارے خیمہ کے اردگرد مین نے بھیڑیون کو شور مچاتے ہوئے سنا تو مجھے ڈر لگا کہ ایسا نہ ہو کوئی صورت اُس کے خون پر وگرگون آکے واقع ہو اس لیئے مین نے خون اور جسمین خون تھا سب کو زمین مین دفن کر دیا۔ اس بات سے بانو مطمئن خاطر ہوئی اور مجھے اپنی اُس خدمت کے معاوضہ مین بانو نے ایک رکابی مین ایک پورے برہ کے کباب اُس مین چانول اور کشمش بھری ہوئی جسکے ساتھ ایک لکڑی کے کانسہ مین اونٹا ہوا دودھ جسمین نمک پڑا ہوا تھا بھیجا۔ یہ سب کھانا بانو کے ہاتھ کا پکا ہوا تھا۔

اب مجھے یہ خیال ہوا کہ جب میرے قبضہ مین پچاس ڈاکیٹ اپنے سابق آقا عثمان آغا کے

آگئے جو کس مصیبت سے اونٹون کے ساتھ پہاڑون مین زندگی بسر کرتا تھا اور مجھے اُس کے
مقابل عیش وعشرت تھی جب یہ خیال میری طبیعت مین آیا تو مین کچھ کچھ سا راضی ہوا کہ یہ
پچاس ڈاکیٹ اُسے واپس کردون لیکن حاصل ہوے روپیہ کا تو لالچ بڑا ہوتا ہی مین نے
اپنے دلمین یہ ردوبدل کرنی شروع کی کہ کیا یہ میری فراست وکیاست کا نتیجہ نہین ہی روپیہ تو کبھی
کا جہنم واصل ہو چکا تھا تو پھر مجھ سے زیادہ اسکا بہتر دعویدار اور کون بن سکتا ہی اگر فرضًا باللہ مین
یہ زر نقد اسے واپس بھی دیدون تو اس حالت مین یہ اُس کو مفید ہی کیا خاک ہون گے غرض
کچھ ہو اس سے تو یہ لے ہی لیئے گئے اب مین ان کا خاصہ مالک بن سکتا ہون۔ کیونکہ یہ اُس کی
تقدیر مین لکھا ہوا تھا کہ اُس کے پاس سے جاتے رہین اور میری قسمت مین اُنکا بھر آنا بدا ہوا تھا
صرف اُس خیال سے ساری مشکلات دور ہوگئین اور اب اپنے کو اسکا اصلی مالک تصور کرنے لگا
کیونکہ مجھے اس امر کا یقین تھا کہ کوئی قانون بھی مجھے اُس کے واپس کرنے پر مجبور نہین کر سکتا۔
جون ہی میرے پاس وہ کھانے کی رکابی آکے پہونچی تو مین نے چاہا کہ ایک گولیے کے لونڈے
کے ہاتھ اسمین سے نصف کھانا پہاڑون مین اپنے آقا کو پہونچاؤن جرواہے کے لونڈے نے یہ
اقرار کر لیا کہ مین ایک چانول بھی اسمین سے نہین کھاؤنگا اور پورا کھانا اُسے پہونچا دونگا گو مجھے
اُسکے کہنے پر شبہہ ہوا لیکن ڈیوکیٹ کی بحث کے بعد میرے دماغ نے سکوت اختیار کیا کس شوق
سے مین اس نعمت غیر مترقبہ مین اُسے شریک بناتا تھا میرا ہرگز جی نہین چاہتا تھا کہ ذرا بھی
اُسکے حصہ مین کم کرون لیکن افسوص صد افسوس مشکل سے اس لونڈے نے وہ نالہ طے کیا ہوگا اور
مین یہ خیال کر رہا تھا کہ میرے آقا کے منھ تک یہ کھانا پہونچے گا لیکن مجھے اس کا شبہہ بھی نہین تھا
کہ جونہی یہ لونڈا میری نظرون سے غائب ہوا ہڈیان چھوڑی ہوئی راستہ ہی مین رہجائینگی
یہ بات محض فضول تھی کہ مین اُسکا پیچھا کرتا اسلیئے کہ دوری بہت تھی جو ہماری راہ مین حائل
تھی۔ مین نے چاہا کہ اس کے سر پر ایک پتھر رسید کردون اور کچھ لعن طعن کرون لیکن وہ اتنی دور
نکل گیا تھا کہ کچھ بھی نہو سکتا تھا۔

پانچوان باب

حاجی بابا کا قزاق بنکے اپنے ہی شہر پر چھاپہ مارنا

مجھے ترکمان کے پاس پورا ایک سال گذر چکا تھا اور مین نے اپنے مالک کا پورا بھروسہ اپنے اوپر حاصل کرلیا تھا تمام کامون مین اور دن کیطرح مجھ سے بھی مشورہ لیتا تھا۔ جب اُسے مجھپر پورا بھروسہ ہوگیا تو اُسنے مجھے بھی اس گروہ کے ساتھ فارس مین تاخت وتاراج اور غارتگری کے لیئے اجازت دینے کا ارادہ کیا۔ چونکہ یہ ہی بچنے کے لیے نہایت عمدہ موقع تھا اسلیے مین نے اس سے کئی بار التجا کی تھی کہ آپ مجھے بھی اپنی ہمرکابی مین چلنے کی اجازت فرمائین آج تک مجھے اس امر کی اجازت نہین ملی تھی کہ مین ان ڈیرون خیمون کی حدود سے پرے جا سکون اور چونکہ مین ان راہون سے محض ناآشنا تھا کہ جو کہ جنگلون مین ہوکے گئی ہین اور جو فارس کے حدود کو سم سے جدا کرتی تھین۔ یہ محض فضول تھا کہ مین بھاگنے کی کوشش کرتا۔

مجھ سے پہلے جتنے بھاگے تھے کیا تو وہ راستہ ہی مین ملک عدم کو سدھارے اور اگر گرفتار ہوکے واپس آئے تو پہلے سے بھی زیادہ اُنپر سختی کی گئی۔ اب مین خوش ہوا کہ مجھے اس ملک کے دیکھنے کا بہت ہی اچھا موقع ہاتھ لگا ہی کیونکہ انھین جنگلون کو مجھے طے کرنا تھا مین نے دل مین مصمم ارادہ کرلیا کہ اگر اس مہم مین بھاگ جانے کا موقع نہین ملا تو نہ ملے واپس ہونے پر میرے فرار ہونیکی کوشش کو کوئی بھی نہین روک سکتا۔

عموماً ترکمان موسم بہار مین تاخت وتاراج کرتے ہین اس زمانے مین جنگلون مین ان کے گھوڑون کے لیئے چارہ کافی ہوتا ہی اور میدانون مین تازہ تازہ اناج دستیاب ہوتا ہی اس لیئے ضرور ہی انھین کوئی نہ کوئی کاروان تاخت وتاراج کرنے کے لیے مل ہی جاتا ہی۔

یہ موسم ختم ہونے کو تھا۔ اسلان سلطان نے تمام سردارون کو بلایا اُن مین وہ سردار بھی تھے جو دس آدمیون پر افسر تھے وہ بھی تھے جو سو آدمیون کی کمان کرتے تھے اِن سے یہ مشورہ کیا کہ

اب فارس کے جگر مین چھاپہ مارنا چاہیئے - انکی تجویز یہ تھی کہ خاص اصفہان تک پہونچین
شب کو شہر مین گھس جائین - جب کہ بالکل سناٹے کا عالم ہو اور اُس کاروانسرا کو لوٹ لین
جہان دولتمند تاجرون کا اژدھام ہو ہمارا رہنما ان لوگون جنگلون مین خود میرا آقا تھا کیونکہ
اسکا تجربہ اور دیسی علم اُس کے ہمعصرون سے بڑھا ہوا تھا اس نے اپنے سب ساتھیون سے
کہا کہ تم مین سے ایک بھی ایسا شخص نہین ہی جو اصفہان کے بازارون اور شاہ راہون سے
واقف ہو لیکن مین بخوبی جانتا ہون تو جب ہم شہر مین داخل ہون گے تو سب کی رہبری
مین ہی کرون گا - کئی شخص اس کے مخالف ہوے اور اُنھون نے کہا کہ یہ نہایت ہی غیر عاقبت
اندیشی ہی کہ ہم اس شخص پر بھروسہ کرین جو خود اُس شہر کا رہنے والا ہی جبر ہم چھاپہ مارنے کو
ہین یہ ضرور اس وقت ہمارے ہاتھ سے نکل جائیگا غرض بڑی بحث کے بعد یہ امر طے پایا
کہ مین اصفہان مین انکا رہنما بنون - دو آدمی دونون طرف میرے مقرر کر دیے کہ اگر وقت
تاخت و تاراج مین بھاگنے کا ارادہ کرون تو مجھے وہین قتل کر دین -

یہ امر طے پا گیا - ترکمانون نے ذرا اپنے گھوڑون کی بانگین دیکھین ایک گھوڑا مجھے دیا گیا
جو اور گھوڑون سے دگنا دم رکھتا تھا - مین ایک ترکمان کی طرح ساز و سامان سے درست ہوا
ایک بھیڑ کے چمڑے کی بڑی ٹوپی میرے سر پر پنھائی گئی - ایک بھیڑ کے چمڑے کا کوٹ مین نے
زیب تن کیا - ایک تلوار ایک تیر و کمان ایک ترکش اور ایک وزنی بھالہ جس کا اوپر کا سرا علیحدہ
کر لیا جاتا تھا اور جہان ضرورت ہوئی پھر اسی جگہ رکھلیا جاتا تھا - ایک توبڑا اناج کا میرے
پیچھے گھوڑے پر بندھا ہوا تھا - علاوہ باگڈور کے جس سے گھوڑے کو وقت قیام باندھتے ہین
ایک بندھن روٹیون کا جنمین کئی انڈے رکھے ہوے تھے لٹک رہا تھا کہ اگر ضرورت ہو تو
اُن کا استعمال کیا جاے - جب سے مین ان ترکمانون مین گرفتار ہو کے آیا ہون شدید اور
سخت ہی باتون کی برداشت کرتا رہا زمین پر سونا پڑتا تھا اور جو چیز پتھر وغیرہ ملا اُس کو سرہانے
رکھلیا اس طرح سے کہ پھر مجھے بستر کی ضرورت نہ رہی -

ہمارے ساتھی بھی سب اسی طرح سے تکالیف کو برداشت کرنے والے تھے اور جسمانی محنت مین تو ہم ایسے مشاق تھے کہ دنیا مین ہر قوم کا مقابلہ کر سکتے۔

مین نے اپنے سابق مالک عثمان آغا سے اقرار کر لیا جو کس سختی اور آفت مین مبتلا تھا کہ آپ گھبرائے گا نہین جہانتک مجھ سے ممکن ہوگا موقع دیکھکے آپ کے رفقا سے تمھاری خلاصی کیلئے کہونگا کہ کوئی فدیہ دے کر تمھاری آزادی کی کوشش کرے اور تمھین اس قید سخت سے نجات دلوائے۔

عثمان آغا۔ افسوس کر کے۔ بھئی کوئی بھی کبھی میرا فدیہ دیکر مجھے رہائی نہ دلوائیگا۔ میرا بیٹا ہی وہ بہت خوش ہوگا کیونکہ اُس کے ہاتھ میری کل ملکیت لگ جائیگی۔ بیوی ہی وہ خوشی خوشی دوسرا خصم کریگی اس لیے کوئی بھی ایسا نہین ہی۔

نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمے دارم		حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم	

یہ سب اسی نفع کا صدقہ ہی جو بھیڑون کے چمڑے پر مین قسطنطینہ سے کر جاتا۔

اب دوبارہ پھر میرے دماغ مین ڈیوکیٹ کی نسبت خیال پیدا ہونیلگے۔ اگر مین اسے واپس دیدون۔ اور پھر اس کو یہ کچھ مفید بھی نہون تو اُس سے یہی بہتر ہی کہ مین اپنے ہی پاس رہنے دون میری قابلیت جسنے مجھے اس موقع کی صورت دکھائی شاہد تو اسی امر کی ہی کہ میری تھیلی مین کچھ زر نقد پڑا رہے اور خبر نہین کس موقع پر یہ میری دستگیری کرے غرض ان سب پہلوؤن پر نظر کر کے مین نے اس زر نقد کو کمر کا کمر ہی مین بندھا ہوا رہنے دیا۔

بخومی نے جب روانگی کی نیکساعت دیکھ لی تو ہمنے رات ہوتے ہی کوچ کیا۔ ہماری جماعت مین ہلان سلطان جو اس مہم مین افسر مقرر ہوا تھا۔ اور مجھ سمیت بیس آدمی اور تھے ہمارے جتنے ساتھی تھے وہ مختلف قیام گاہون کے تھے جو ہمارے پڑوس ہی مین تھین مگر کم زیادہ سب شہسوار اور دلیر مسلح تھے وہ عمدہ عمدہ گھوڑون پر سوار تھے جنکی پھرتی اور چالاکی ایشیا مین مشہور ہی جون ہی ہم مسلح ہو کر چاندنی مین سوار ہوے۔ مجھے یہ ذہن نشین ہو گیا

کہ ہم لوگون کی صورت ایک ہلاکو گروہ کی سی ہی جو ہمیشہ راہ زنی کرتا رہتا ہی مین نے صرف اپنی ہی نسبت خیال کیا کہ تیری فطرت ہی مین جنگجوئی نہین ہی تو کیونکر میدان مین اسپ تیز گام کو اڑائیگا۔ مگر پھر بھی مین نے اپنے اور ساتھیون کے ساتھ نبھایا اور مجھے یقین ہی کہ مین نے کام تو ایسا پورا کیا تھا جسنے میرے مالک اور اسکے ساتھیون کو یقین دلادیا تھا کہ ہمارے ہاتھ بہت بڑا رستم لگ گیا ہی لیکن واقعی مین تو لرزہ جاتا تھا جب کبھی کوئی موقع ہوتا تھا مین اپنے سردار کی اس دلیرانہ رہنمائی پر بہت ہی متعجب ہوا تھا جو وہ گنجان جھاڑی دار جنگلون مین ہماری کرتا تھا جسپر پہاڑ جنسے خفچاق کی حدبندی ہوتی ہی چہار ہے تھے خوفناک پہاڑون کے اتار چڑھاؤ کے راستے اور ڈھلوان راہین ایسی تھین کہ مجھ جیسے نوجوان مسافر کو ڈراتین۔ لیکن میرے ساتھی اپنے گھوڑون کی مضبوطی کے بھروسہ پر بے پروائی سے باگین اٹھائے ہوے برابر چلے جارہے تھے۔

پہاڑون پر سے اتر کے ہم فارس کے خشک میدانون مین داخل ہوے اور یہان میرے آقا کا علم ملک پر نمایان ہوا۔ جو چھوٹی قلعہ وغیرہ اس لمحہ اُسے دکھائی دیتا تھا اسکو وہ جان لیتا تھا جیسے ایک تجربہ کار فرانسیسی کشتیبان راس زمین کی دوری کو سمندر کی طرف پہچان لیتا ہی اُسنے پیرون کے نشان اور جانور کے قدمون کے کھوج کے نہایت ہی دانائی سے نتائج نکالنے شروع کیے وہ کہہ سکتا تھا کہ ان راہون سے مسافر آئے گئے ہین۔ کسطرف سے آئے اور کہان چلے گئے آیا دشمن تھے یا دوست تھے اُنکے ساتھ مال واسباب تھا یا خالی تھے اور اُن کی تعداد کیا تھی۔

ہمنے فارس کے حصص تک بہت ہی احتیاط اور ہوشیاری سے سفر کیا۔ دن کو قیام کرتے اور شب بھر اپنی راہ طے کرتے۔ ہمارا چارہ گھاس اور خوراک ان خانہ بدوش تومون کے قیامگاہ سے جنسے ہم نمکی جنگلون مین پہونچنے سے پہلے ملاقی ہوے تھے از سر نو فراہم ہوگئی تھی اور جب ہم ان جھاڑی دار جنگلون مین داخل ہوے تو ہمنے اس زور سے اپنے گھوڑون کو ہنکایا

گویا بس گھوڑے جواب دیدینگے۔ آخرکار ایک سو بیس فرسنگ (ساڑھے تین میل کا ایک فرسنگ
ہوتا ہے) راستہ طے کرکے ہم حوالی اصفہان مین پہونچے وہ وقت آگیا جسمین میری جرات معلوم ہو
اور اس دور و دراز سفر کا کوئی نتیجہ نکلے۔ جسوقت مین نے اپنے ساتھیون کو دیکھا کہ وہ چھاپہ
مارنے کی تدبیر کررہے ہین اسوقت میرے دل نے بالکل دھوکا دیا۔

انکی یہ تجویز ہوئی کہ شہر مین اُن راستون سے جنکے دو طرفہ درخت ہون اور کسی قسم کی وہان
کوئی حفاظت نہو گھس چلین۔ اور اُنکو مین بخوبی جانتا تھا اور جسوقت کہ آدھی رات ہوتو
سیدھے شاہی کاروان سرا کو چلے جائین جہان ہمین یقین تھا کہ کثرت سے تاجر موجود ہونگے
اُسوقت یہ تاجر موسمی اشیاء خریدنے کے لیئے روپیہ جمع کرتے ہین تو ہم تمام روپیہ جسقدر
ہمین ملیگا سمیٹ لینگے اور اگر ممکن ہوا تو ہر ایک تاجر کو باندھ بھی لینگے اور یہ سارا معاملہ
اس پھرتی سے ہو کہ شہر کے خبردار ہونیسے پہلے ہم اپنی قیامگاہون کی طرف جاتے ہوئے
سڑکون پر معلوم ہون لیکن مینے اس تدبیر کو ایسا پرخوف دیکھا اور مجھے ایسی مشتبہ معلوم ہوئی
کہ مجھے کامیابی کی آس جاتی رہی اور مین نے اُنکو یہ رائے دی کہ ہمین اس طرح سے ہرگز نہین کرنا چاہیئے
لیکن میرے مالک نے میری طرف ایک بُرا ارادہ تیز نظر سے دیکھا اور کہا۔ حاجی اپنی آنکھین
کھولو۔ یہ بازی طفلان نہین ہے۔ مین آنحضرت کی ریش مبارک کی قسم کھاکے کہتا ہون کہ اگر تونے
ٹھیک ٹھیک کارروائی نہ کی اور راستہ سے نہ چلا تو یاد رکھیو کہ تیرے باپ کو پھونک دونگا ہم پہلے
کامیاب ہوچکے ہین۔ پھر ہم اب کیون نہ کامیاب ہونگے"۔ پھر اُس نے مجھے حکم دیا کہ تو میرے
ساتھ سوار ہوکے چل اور دوسرے ہلاکو قزاق کو میری دوسری طرف متعین کیا اور دونون نے
دینی عہد کیا کہ اگر تو ذرا بھی جھجکا اور کھسکنے کا ارادہ کیا تو خوب سمجھ لیجیو کہ جان سے ہاتھ دھونے
پڑینگے"، پھر ہم روانہ ہوے اور مین اپنی واقفیت سے ویران حصص اصفہان مین انھین لیکے
گذرا۔ یہانسے ہم اصفہان کی آباد شاہراہون مین آئے مگر بسبب رات کے بالکل سُناٹا تھا
جب ہم عین واردات پر پہونچے تو ہم ایک کھنڈر کی آڑ مین سب ٹھہر گئے جو کھنڈر آباد حصہ

شہر مین بھی ہر جگہہ پائے جاتے تھے ہم سب گھوڑون پر سے اُتر آئے اور اپنے گھوڑون کو باگ دوڑون سے باندھ دیا۔ دو آدمی ہم مین سے اُنکی حفاظت کے لیئے رکھے۔ دور اندیشی سے ہم نے پہلے ہی اصفہان سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر ایک مقام تعین کر لیا تھا کہ اگر کوئی دوسری صورت پیش آئے تو ہم وہان جاکے قیام کرین اب ہم چپکے چپکے چلے اور جہان تک ہمسے ممکن ہوا ان بازارون سے بچتے ہوے جہان پولیس کے افسر نگہبانی کیا کرتے ہین۔ غرض گلیون مین ہوکر ہم کاروانسرا کے دروازے تک پہونچے یہانتک وہ مقام تھا جسکو مین بخوبی جانتا تھا یعنی میرے باپ کی دُکان تھی جہان وہ بیٹھکر حجامت بنایا کرتا تھا جب ہم نے دیکھا کہ دروازہ بند ہی تو مین نے اپنے سب ساتھیون کو وہین ٹھہرا دیا اور ایک پتھر سے لیکر دروازہ کھٹکھٹایا اور دربان کو علی محمد کے نام سے پکارا کہ دروازہ کھولو دروازہ کھولو ایک کاروان آکر پہونچا ہی۔

دربان۔ اور کچھ ہی نیند مین اور کھولنے کی دُھن مین کونسا کاروان ہی۔

مین۔ بغداد سے کاروان آیا ہی۔

دربان۔ بغداد سے واہ وہ تو کل پہونچ بھی چکا کیا تم مجھ سے مسخرا کرتے ہو۔

اس کو دھوکا دینے کے لیئے آخر مجھے مجبوراً اپنا نام بتانا پڑا۔ کاروان می ہی مین حاجی بابا قرب علی حسین حجام کا بیٹا ہون مین ہی عثمان آغا تاجر بغداد کے ساتھ گیا تھا مین وہان سے خبر دینے کے آیا ہون اور مجھے امید ہی کہ دروازہ کھول دوگے۔

دربان۔ آہا کیا حاجی بابا آیا ہی ارے بھئی تمھاری دوکان تو مدت سے خالی پڑی رہتی تھی تم نے میری بھی خوب حجامت بنائی تھی آؤ جم جم آؤ۔

اس بنا پر اس نے دروازہ کھولے جنمین ہوکر کاروان سرا مین داخل ہوتے تھے جب وہ اپنی چولون پر چر چرا کے کھلے تو ایک ضعیف شخص لالٹین لیے ہوئے معلوم ہوا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ کاروان سرا سوداگرون اور انکے مال سے پر ہے

ہم مین سے ایک شخص نے تو اسے گرفتار کر لیا اور ہم سب اندر چل پڑے اور اپنا کام کرنا شروع کیا

چونکہ میرے ساتھی اِس قسم کے چھاپون اور تاخت وتاراج مین منجے ہوئے تھے اِسلیے اُنھین بخوبی واقفیت تھی کہ کس مقام پر لوٹ مچانی چاہیے جسقدر سونا چاندی اُنھین ملا سب کو اُنھون نے اپنے قبضہ مین کر لیا لیکن انکا پہلا کام یہ تھا کہ دو تین دولتمند تاجرون کو پکڑ لین تاکہ اُنسے بھرپور زرفدیہ ہاتھ لگے سب مین ایک تہلکہ مچ گیا۔ ہمنے تین تاجر گرفتار کیے جو نفیس بستر ون پر دوشالے کی توشکون پر خواب نوشین مین آرام کر رہے تھے اُسی سے معلوم ہوا کہ وہ دولتمند ہونگے۔
جب ہم سب اپنا مطلب کر چکے اور لوٹ کھسوٹ کر واپس آئے تو ہمنے ان تاجرونکو گھوڑون پر پیچھے بٹھالیا لیکن اپنے قاعدے کے موافق انکے ہاتھ پیر باندھ دیے گئے تھے۔
کاروان سرا اور اُسکے سب کمرے میری نگہ مین تھے مین خوب جانتا تھا کہ یہان بڑے بڑے تاجر آکر قیام کرتے ہین۔ مجھے اِس سے بھی پوری آگاہی تھی کہ زرنقد کہان ہاتھ لگے گا مین اس کمرے مین گیا جہان میرا آقا آغا عثمان قیام پذیر رہا تھا اور مین نے وہان سے ایک چھوٹا سا بکس اٹھایا جسمین تاجر اکثر روپیہ رکھا کرتے ہین اور مین نے اُسکو اپنے پاس رکھلیا۔ جب مین نے دیکھا کہ اسمین ایک وزنی تھیلی ہے تو مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ مین نے اپنی چھاتی سے لگایا اور جہانتک مجھ سے ممکن ہوا اُسکو پاس سے علیحدہ نہ ہونے دیا گو اندھیرے مین مین یہ تو دیکھ نہین سکتا تھا اس تھیلی مین کیا بھرا ہوا ہے شہر مین خبر ہوتے ہوتے ہم اپنا کام پورا کر چکے تھے۔
تقریبًا کاروان سرا کے کل آدمی مثلًا ملازم۔ سائیس خچر ہکانیوالے اول ہی شور وغوغا مین چھت پر جا کھڑے ہوے۔ پڑوسی غول کے غول چلے آئے۔ لیکن ابھی تک انھین یہ نہ معلوم تھا کہ اصل واقعہ کیا ہوا ہے پھر پولیس بھی آئی اُسکے افسر بھی آئے۔ مجسٹریٹ صاحب بھی براجے اور یہ سب دیوارون پر جلدی جلدی چڑھ آئے تھے انھون نے شور مچانا شروع کیا لینا پکڑنا قتل کرنا مگر سب محض بے سود تھا دشمن کا کچھ بھی نہو سکتا تھا۔ اِن لوگون نے چند اٹکل پچو فیر بھی کیے لیکن چونکہ ایک تو اندھیرا تھا اور دوسرے پریشانی اور ابتری پھیل رہی تھی ہمین کچھ بھی صدمہ نہین پہونچا۔ اس اندھا دھند مین چاہتا تھا کہ مین ان لوگون سے جدا ہو جاؤن اور کسی پوشیدہ مقام

چھپ رہون اور جب وہ چلے جائین تو اپنے گھر کا راستہ لون لیکن پھر مجھے یہ خیال پیدا ہوتا تھا
کہ اگر مین بھاگنے مین کامیاب ہوا اور ان قزاقون کے ہاتھ سے نکل گیا تو میری پوشاک
مجھے خود ظاہر کردیگی اور پہلے اسکے کہ مین یہ بیان کرونگا کہ مین اصل مین وہ شخص ہون اور میرا
یہ نام ہی عوام الناس کا غصہ تو مجھپر اگر ختم ہوگا مر اتو وہ سب ملکر بھرتا بنا دینگے جیسے یہ نتیجہ ہوگا۔
میرے باپ کی دُکان میری نظرون کے آگے تھی وہ شادمان اور خوش خرم دن جو مین نے اس
دُکان مین گذارے تھے وہ بھی مجھے یاد تھے۔ اب مین خود اپنے دل مین اس حیص بیص مین تھا
کہ کیا کرون اور کیا نہ کرون۔ لیکن جب مین دیکھتا تھا کہ مین ان لوگون کے قبضہ مین ہون اور
پہلی شے جو پھر کر معلوم ہوتی تھی وہ اصلان سلطان کا خوفناک چہرہ تھا جو دھمکی دے چکا تھا کہ
اگر ذرا بھی مین نے تیری نظرین پھرتی ہوئی دیکھین اور تو نے کہین بھی کسی کام مین کوتاہی کی
تو اسی جگہ پر اپنا سر خاک و خون مین لتھڑا ہوا دیکھے گا۔ مین نے ذرا اپنی بہادری کی بانگی دکھانے
کے لیے ایک فارسی کو کہ ہمارے ساتھ ساتھ تھا اور جسپر یہ آفت ناگہانی ٹوٹی تھی نیچے ڈالدیا اور اُس سے
کہا کہ اگر تو خاموشی سے اپنے کو قیدی تسلیم کرکے میرے ساتھ نہ چلے گا تو مین تجھ کو ابھی یہین نیست و نابود زمین
کردونگا اُسنے وہی معمولی فقرے روکر اور منت وسماجت کرکے کہے ارے حضرت امام حسین ع کا واسطہ
تمھارے والد کی روح مقدس کا واسطہ حضرت عمر رض کی ریش مبارک کا واسطہ مین عاجزی سے منت
کرکے کہتا ہون کہ تم مجھے رہائی دیدو۔ فوراً مین نے ایک آواز پہچانی جو میرے باپ کی معلوم ہوتی
تھی لالٹین سے مین نے اسکا معزز چہرہ دیکھا۔ معلوم ہوا کہ جب یہ غل غپاڑہ اور طوفان بے تمیزی
کی آوازین سنین یہ اپنے بستر پر سے اُٹھکے اپنی دُکان مین گیا تھا تاکہ اپنی چیزون کو سنبھالے اور
وہ مال کیا تھا صرف چھ تولیے ہونگے۔ ایک بکس استرون کا صابون اور ایک چادر جس مین نے
پہچانتے ہی اسکی داڑھی پر ادب سے ہاتھ پھیرا کیونکہ ہم لوگون مین یہ دستور ہی کہ جب والدین کے
سامنے آتے ہین یہ تعظیم کرتے ہین پھر مین نے ہاتھون پر بوسہ دیا اور دست بستہ اُسکے آگے کھڑا ہوا
میری زندگی خود خطرے مین پڑی ہوئی تھی اگر مین کچھ بھی جھجکتا تو گویا ایک جھگڑا اسکے ساتھ

مول لینا تھا لیکن مین نے صرف ظاہرداری کے لیے ذرا اسپر بھی زجر و توبیخ کی اور ایک آدھ گونسا خچر کے پالان پر رسید کر دیا جہان وہ پڑا ہوا تھا۔ لیکن جب مین نے اپنے باپ کے یہ پُر اثر الفاظ سنے کہ اگر حاجی ہوتا تو میری یہ گت کاہے کو بنتی" مجھپر اسکا وہ اثر ہوا کہ مین نے اسے فوراً چھوڑ دیا اور ترکی زبان مین ترکمانون سے کہا جو گھیرے ہوے کھڑے تھے کہ یہ ہمارا کچھ نہین کر سکتا صرف ایک غریب نائی ہے غرض خیر ہوئی کہ کوئی بات نہین پیش آئی وہ فوراً میرے گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کی طرف لیکر آیا

چھٹا باب

تین قیدیون اور لوٹ کے مال کی کیفیت

جب ہم اپنی قیامگاہ پر پہونچے گھوڑون پر سے اُتر پڑے اور وہان جانورون کو آرام دینے اور رات کی محنت و سختی سے تازہ دم ہونیکے لیے ہمنے قیام کیا۔ ہم مین سے ایک شخص نے کہین سے بھیڑ بھی اُڑائی تھی یہ فوراً وہین ذبح کی گئی اور جنگل کی ادھر اُدھر سے لکڑیان چن کر اسکے کباب ہوے اور کس مزے سے ہم نے ملکر اس کو نوشجان کر لیا۔

ہماری دوسری ہوشیاری یہ تھی کہ ہم اپنے قیدیونکی جانچ کرین کہ وہ کتنے پانی مین ہین ایک شخص نو وراز قد چھریرا جسم تیز آنکھین۔ تقریباً پچاس برس کی عمر۔ سوتوان چہرہ تھوڑی تھوڑی داڑھی ریشمی شلوار پہنے ہوے اور ایک شال کوٹ کے نیچے زیب تن کیے ہوے۔ دوسرا شخص میانہ قد اور متوسط عمر کا تھا سرخ چہرہ۔ سیاہ جامہ پہنے ہوے۔ سینہ پر بٹن لگے ہوے۔ گویا بالکل ایک جج یا کہین کا منصف معلوم ہوتا تھا تیسرا شخص ایک نہایت مضبوط۔ کرخت صورت اور کریہ المنظر تھا۔

اسکی سب سے زیادہ نگہبانی ہوتی تھی کیونکہ اسنے بہت بڑا مقابلہ کیا تھا جب ہم کھانا کھا چکے اور باقیماندہ قیدیون کو دیدیا ہم نے پھر انھین اپنے آگے بلایا تاکہ اُنکا نام اُنکا پیشہ اور اُنکی جگہ قیام دریافت کرین۔ لانبے قد کا چھریرا شخص جسکی صورت سے امیری برستی تھی اور جسکی نسبت ترکمانون کا سردار ہونے کا خیال تھا اوّل ہی اُس سے سوال کیا گیا۔ چونکہ اس گروہ مین صرف مین ہی تھا

جو فارسی بول سکتا تھا اس لیے مین ترجمان بنا۔

اسلان سلطان۔ تم کون ہو۔

لانبا شخص بڑی دبی اور اطاعت بھری آواز سے حضرت مین یہ عرض کرتا ہون خدا آپکو سلامت رکھے مین کچھ بھی نہین ایک غریب شخص ہون۔

اسلان سلطان۔ تم کام کیا کرتے ہو۔

لانبا شخص۔ حضور مین ایک شاعر ہون۔ اور مین کیا کر سکتا ہون۔

ایک وحشی ترکمان۔ پھر تو کس مدمین کھپانے کے قابل ہی۔

اسلان سلطان۔ کسی مین بھی نہین (رگر غصہ مین) یہ دس تومان (فارسی کا سونے کا سکہ ۴ اشلنگ کے برابر ہوتا ہی) بھی تو نہین لا سکتا شاعر ہمیشہ مفلس ہوتا ہی ان لوگونکی زندگی صرف دوسرون پر منحصر ہی۔ پھر شاعر کا زر فدیہ کون ادا کرے گا۔ اگر تم ایسے غریب ہو تو اُستاد یہ قیمتی کپڑے کیسے پہنے ہوے ہو۔

شاعر۔ یہ جناب ایک عزت کی پوشاک ہی شہزادۂ فارس کی تعریف مین مین نے ایک قصیدہ کہا تھا اُس نے میری ان کپڑون سے عزت افزائی کی۔ کل کپڑے اُس سے اُتروالیے گئے صرف ایک بھیڑ کے چمڑے کا کوٹ اُسے دے دیا۔

اب وہان سے اُس کو علیحدہ کر کے دوسرے کو بلایا۔

اسلان سلطان۔ تم کون ہو اور کیا پیشہ کرتے ہو۔

چھوٹے قد والا۔ مین حضور ایک غریب قاضی ہون۔

اسلان سلطان۔ ایسے نفیس اور قیمتی بستر آپ کو آرام کرنیکے لیے کہان سے ملگئے تم تو غریب ہو بچہ سگ اگر تو نے جھوٹ بولا تو سر ندارد سمجھیو یہ تو یقینی امر ہی اسلیے جتنے قاضی ہوتے ہین سب امیر ہی ہوتے ہین۔

چھوٹے قد والا حضور مین گاؤن کا قاضی ہون گورنر نے مجھے گاؤن کا زرلگان قائم کرنے

کے لیے یہان بھیجا تھا مین اس کے حکم کی تعمیل کرتا ہون۔

اسلان سلطان۔ تمھارے زر لگان کا نقد روپیہ کہان ہے۔

چھوٹے قد والا۔ حضور مین نے عرض کیا نا۔ کہ روپیہ تو روپیہ میرے پاس ایک کوڑی بھی نہین ہے اگلے سال ٹڈیان آئی تھین میرے تمام گاؤن کو برباد کر گئین اور پانی کی بھی اس مین حد سے زیادہ ضرورت تھی۔

ترکمانون مین سے ایک شخص بولا۔ اچھا اس تمام رام کہانی کے بعد اس شخص کی قیمت کیا ہے

اسلان سلطان۔ یہ ایک بیش قیمت شخص ہے اگر یہ ایک نیک قاضی ہوگا کسان اسے پھر زرفدیہ ادا کر کے واپس کر لینگے اور اگر یہ امر نہ ہوگا تو واقعی ایک دینار بھی اسکے لیے بہت ہے۔ ہمین اسے ضرور رکھنا چاہیے۔ شاید یہ سوداگر ہی نکل آئے۔ آؤ اب تیسرے شخص کی جانچ پڑتال کرین وہ کتنا بھر سکتا ہے۔

اسلان سلطان۔ تم کون ہو۔

کریہ المنظر شخص۔ مین حضور ایک فراش ہون (مگر ترش روئی سے)

یہ سنکے سب غل مچانے لگے۔ ایک فراش۔ فراش۔ انمین سے ایک بولا) ایسے نفیس بستر پر کیون کر آرام کرنا نصیب ہوا۔

فراش۔ یہ بستر میرا تھوڑا ہی تھا۔ میرے آقا کا تھا۔

یہ سنکے سب نے غل مچایا کہ یہ جھوٹا ہے۔ جھوٹا ہے سچ بول ورنہ تیری گردن اڑا دی جائے گی وہ یہی کہے گیا کہ مین فراش ہون۔ لیکن کسی نے بھی یقین نہین کیا اور ہر طرف سے اس پر گھونسے بازی ہونے لگی۔ آخر جب بہت بوچھاڑ ہوئی تو بول اٹھا کہ مین سوداگر ہی ہون۔

مین نے اسکی شباہت سے پہچان لیا تھا کہ یہ سوداگر ہرگز نہین ہے اگر ہے تو وہی ہے جس کا خود یہ مقر ہے۔ مین نے اپنے ساتھیون سے کہا کہ اس سے کچھ انھین حسب دلخواہ حاصل نہین ہوگا بہتر ہے کہ اسے رہا کر دیا جائے۔ یہ کہنا تھا کہ مجھپر اس کے بدلے مین چارون طرف سے لعن طعن

پڑنے لگی اور مجھ سے یہ کہا کہ اگر تو نے حب الوطنی کے جوش مین کچھ بھی رعایت برتی تو یاد رکھیو کہ پھر تیری بھی یہی تقدیر ہو گی۔

اور پھر تو ایک غلام بنجائیگا۔ خیر یہ سنکے مین خاموش ہو رہا اور ان ہلاکو ؤن کو اُن کے طریقہ پر عملدرآمد کرنے دیا۔ آدمیون کی چوری کا منصوبہ انہین بہت ہی بدقسمت ثابت ہوا تھا کیون کہ اس یورش مین انھین کچھ منفعت نہین ہوئی تھی اور وہ اس بارے مین باہم مختلف الرائے بھی تھے کہ ان بدقسمت اور بے قیمت قیدیون کے ساتھ آخرالامر کیا کرنا چاہیے بعض کی تو یہ رائے تھی قاضی کو رکھلو شاعر اور فراش کو قتل کر ڈالو بعض یہ کہتے تھے کہ قاضی کو تو فدیہ لینے کے لیے رکھا جائے اور فراش کو غلام بنایا جاے۔ مگر شاعر کو قتل کر دیا جاے غرض سب کی راے شاعر کے قتل پر تُلی ہوئی تھی۔

مجکو اس مظلوم شاعر پر بہت رحم آیا۔ مگر مین کچھ مدد نہ کر سکا۔ اس شخص کی چال ڈھال سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ یہ ایک لائق اور فاضل شخص ہے گو مفلسی اسکا اوڑھنا بچھونا رہی ہو اور صرف زور اظاہرداری کرنے کے لیے کہ یہ اس شاعر کے ساتھ سختی برتتا ہے۔ مین نے کہا کہ تم سب کیا بیوقوفانہ کام کر رہے ہو کہ شاعر کو قتل کر ڈالو۔ کیا یہ حد سے زیادہ بُرا نہ ہو گا کہ ہم ایک سونے کی انڈے دینے والی بط کو قتل کر ڈالین۔ کیا تم نہین جانتے کہ شاعر بعض وقت بہت دولتمند ہو جاتے ہین اور بعض وقت کیا اگر وہ چاہین تو ہر وقت دولتمند بن سکتے ہین کہ تم نے نہین سنا ہے کہ شاہ نے ایک شاعر کو ایک ایک قطعہ کا معاوضہ ایک ایک مثقال دیا تھا اور پھر شاہ حال نے یہی کہا کہ یہ کچھ پورا صلہ نہین ہوا کون جان سکتا ہے کہ شاید یہی ملک الشعرا ہو۔

گروہ مین سے ایک شخص بولا۔ اچھا ایسا ہے تو اُس سے کہو کہ ہمارے لیے چند قطعات تصنیف کرے اگر کچھ نام مین مغالطہ آگر واقع ہوا تو مارا جائے گا۔

اشعار بناؤ۔ اشعار بناؤ سارے گروہ نے آواز سے کہا۔ ایسی دھوم دھام سے کہو کہ جس سے ہماری بہادری اِس حصول فتح مین کھُلے۔ اور جو ہماری پسند کے موافق نہ ہوئے تو زبان

کاٹ ڈالی جائیگی۔

آخر یہ امر طے پایا کہ تینوں محفوظ رکھے جائیں۔ جوں ہی اُنھوں نے لوٹ کی تقسیم کرنی چاہی تو وہ میدان خفچاق میں واپس چلے آئے۔

اسلان نے وہاں ہمیں جمع کیا سب نے جو کچھ انکے پاس تھا لا لا کر پیش کیا بعض تو بیگ چاندی کے لائے بعض سونے کے روپیہ نقد کسی کے پاس نہیں تھا سونے کی کُھنالیں۔ چاندی کے آفتابے۔ سیاہ ریشمی زنانے پائجامے۔ دو شالے اور اسی قسم کی دوسری چیزیں تھیں جو ہمارے سامنے لائی گئی تھیں جب میری باری آئی میں نے وہ بھاری وزنی بیگ تومانوں کا پیش کیا بس پیش کرتے ہی سب نے مجھپر مرحبا و صد مرحبا کے نعرے مارے۔

کیا کہنے حاجی کیا کہنے۔ اب تو تم ایک خاصہ چھٹے ہوے ترکمان ہو گئے ہم سے تو کچھ بھی ہو سکا خصوصًا میرا مالک میری وجہ سرائی میں تلا ہوا تھا۔

اسلان سلطان ۔ میرے بیٹے حاجی مجھے اپنی جان اور اپنے باپ کے سر کی قسم کہ تمنے بہت ہی مردانہ وار کام کیا ہی۔ میں تمھیں ایک لونڈی دونگا تم اُسے اپنی بیوی بنا لینا اور پھر تم ہمارے ساتھ خوب مِل جُل کر زندگی بسر کرنا تمھیں ایک خیمہ مع بھیڑوں کے ساتھ ملیگا ہمیں کتنی خوشی ہو گی کہ جب ہم اپنے سب رفقا کی ضیافت کرینگے۔

یہ الفاظ میرے دماغ میں وصل ہو گئے اور میں نے یہ پہلا ہی موقع اپنی رہائی کا نہایت ہی استوار پایا لیکن اسوقت بہت شوق سے میری نظریں اس تقسیم پر لگی ہوئی تھیں کہ جو لوٹ کی ہو رہی تھی کیونکہ مجھے امید تھی کہ میرے ہاتھ اور بھی ایک مقدار زر لگے گی لیکن میری اس محنت شاقہ پر اُنھوں نے مجھے ایک دینار بھی نہیں دیا۔ آخر بصد افسردگی میں نے کہا کہ جو کچھ جا نکاہی کی تھی وہ سب بیکار گئی اسپر وہ سب بولے اگر تو نے ایک لفظ بھی نکالا تو ہمیں تیرا سر کاٹ ڈالینگے میں چپکا ہو رہا اور اُن ہی پچاس ڈیوکیٹ کو جو میرے پاس تھے جان کے برابر رکھنے کو مجبور ہوا اور میرے ساتھی حصوں کے لیے جھنجھٹ کر رہے تھے۔ ان کا یہ قضیہ بغیر خون کی

ایک بوند گرے فیصلہ ہو گیا گویا ایک جھگڑالو کے دل میں یہ خیال نہ پیدا ہوتا کہ جب ہمارے پاس ایک قاضی ہی پھر ہم کیوں جھگڑا کریں وہ سب کا فیصلہ کر دیگا تو بیشک انمیں آتش جنگ بھڑکتی فوراً وہ مظلوم قاضی اُن کے بیچ میں لا کے بٹھایا گیا۔ اب وہ اسباب قاعدے کے موافق تقسیم کرنے لگا۔ آمین سے بہت سا اسباب اُسکا بھی تھا۔ اگر وہ اُسے فیصلہ کنندہ کے موافق فیصدی بھی کچھ نہ دیتے جب بھی اپنے مال کے لینے کا استحقاق رکھتا تھا۔

ساتواں باب

حاجی بابا۔ اور شاعر عسکر نامے کی کیفیت

جس راہ سے کہ ہم آئے تھے اُسی راستہ سے واپس پھرے راہ میں قیدیوں کو گھوڑوں پر سوار کر لیتے تھے اور کبھی وہ بیچارے پیدل چلتے تھے۔

شاعر کی موجودگی نے مجھے اپنی مصیبتوں میں پہلے ہی لمحہ سے ایک دلچسپی دی تھی میری سرسری نظر اس بات پر تھی کہ میں اس سے کچھ تعلیم حاصل کرونگا۔ میری خودستائی اور خیال باطل شاید اس تصور سے کہ میں نے اسے مصیبت میں خمن سے رہائی دلوائی ہو مجھے اور بھی زیادہ بھلاتا تھا اس شاعر کے ساتھ بغیر کسی قسم کی خاص حمایت ظاہر کیے میں اسکا نگہبان بننے میں کامیاب ہوا تاکہ میں اُسے اشعار کہنے پر ہر وقت مجبور کرتا رہوں چونکہ ہم اپنی زبان فارسی میں باتیں کرتے تھے اسلیے جو کچھ ہمارا جی چاہتا بہت آزادی سے باہم باتیں کرتے کیونکہ یہ تو خوف تھا ہی نہیں کہ کوئی ہمارا مفہوم سمجھ سکے گا میں نے اسے اپنے رہنے کے مقام سے مطلع کیا اور اُسکو اس امر سے بھی خبردار کیا کہ میرا ارادہ اس مصیبت سے رہائی پانیکا ہی۔ اور اسکو خوب یقین دلادیا کہ جہانتک مجھسے ہو سکیگا۔ میں تیرے لیئے بہتری کروں گا۔ وہ ایسے مقام پر جہاں اُسے سوائے بُری طرح کے پیش آنیکے اور کچھ بھی نہ دکھائی دیتا تھا میرے اُن مہربان الفاظ کو سُنکے بہت ہی خوش ہوا اور جب اُسنے دیکھا کہ یہ میرا خیر خواہ ہی تو پھر اُسنے بھی اپنی اصلی حالت کو نہ چھپایا اور مجھ سے صاف صاف آزادی سے اظہار کر دیا۔

جو کچھ مجھے اسپر شبہہ ہوا تھا وہی درست نکلا اگر گیا تو یہ ضرور ایک لائق شخص ہی یا ملک الشعرا ہی۔ وہ شیراز سے طہران جاتا تھا جہان شاہ نے اُسے کسی کام کے لیے بھیجا تھا۔ اُسی دن وہ صفہان پہونچا تھا جہان سے ہمارے ہاتھ لگ گیا اپنی راہ کی تکان اور آفت پر جو اس سفر مین مجھے حاصل ہوئی تھی مین نے اپنا دل بہلانے کے لیے اُس سے درخواست کی کہ کچھ اپنی رام کہانی سناؤ۔ یہ سنکر وہ مظلوم مفصلہ ذیل الفاظ مین بیان کرنے لگا۔

مین کرمان مین پیدا ہوا تھا میرا نام عسکر ہی۔ مدت تک میرا باپ صوبہ کرمان کا گورنر بھی رہا ہی آغا محمد شاہ خواجہ سرا کے عہد سلطنت مین اُسکے دشمنون نے بہت فن فریب کھیلے کہ کسی طرح سے یہ حکومت سے محروم کر دیا جاے لیکن اسکی قابلیت اور لیاقت کے آگے کسی دشمن کی کچھ نہ چلی گو اُنکے فن فریب تھے بہت ہی مضرت دہ مگر سب دہنت نکوس کرنا کام رہگئے ہر وقت اُسے خوفناک موقعونکا سامنا رہتا تھا مگر اسکی تیزی عقل ان موقعون سے اُسے بچا لی تھی۔ اور آخر وہ اپنی خوش قسمتی سے شاہ حال کے دور سلطنت مین عزت کے ساتھ انتقال کر گیا مجھے اپنے باپ کی ملکیت پر جو بیس ہزار تومان تھے قبضہ کرنے کی اجازت ملی بچپن مین مین اپنی تعلیم حاصل کرنے مین بہت ہی مشہور تھا جب میری سولہ برس کی عمر ہوئی تو میری فن خوشنویسی مین بہت ہی شہرت ہوئی۔ حافظ کا دیوان کا دیوان مجھے حفظ یاد ہی اور مجھے شعر گوئی مین خود بھی وہ ملکہ حاصل ہی کہ مین صدہا شعر تے نکال کہ سکتا ہون۔ کوئی ایسا مضمون نہین ہی جسپر مین نے طبع آزمائی نہ کی ہو مین نے لیلیٰ مجنون کے پُر درد اور عشق آمیز قصہ پر بھی قلم فرسائی کی ہی۔ مین نے کبھی بلبل کے عشق کی کہانی اُسکی زبان سے نہین سُنی لیکن پھر بھی اُسکے محبوب گلاب کے پھول کے عشق کا خاکا صاف صاف کھینچ سکتا ہون۔ جہان مین آ گیا ایسا کہین نہین ہوا کہ مین نے اپنے اشعار پیش کیے ہون اور وہ بھری مجلس مین اہک اہک کر نہ پڑھے گئے ہون۔ اُس وقت شاہ کی جنگ صدیق خان سے ہو رہی تھی یہ شخص تخت سلطنت کا کاذب مدعی بنگیا تھا۔ ایک بڑا میدان ہوا خود شاہ بنفس نفیس آمادہ پیکار تھے آخر باغیون کو شکست ہوئی۔ مین نے اس فتح کی خوشنودی مین شاہ کی شان مین ایک قصیدہ کہا

اور اُسمین یہ بیان کیا گویا میدان جنگ مین ایک ابر چھا رہا ہی اور یکایک رستم اسی مین سے نمودار ہوا اور شاہ کو دیکھتے ہی اسکے پیرون پر گر پڑا کہ یہی خیر ہوئی کہ مین حاضر خدمت ہو کر سرنگون ہوا ورنہ آپ کے تیر جگر شگاف سے میری ہرگز خیر نہوتی۔ اور مین نے صدیق خان اور اسکی فوج کی نسبت یہ کہا کہ انھین غم و افسوس نہ کرنا چاہیے یہ مانا کہ انکو شکست ملگئی ہی لیکن پھر بھی شاہ اپنی اُولوالعزمی اور عالی ہمتی سے اُنکی عزت ہی کرتا ہی اور اُنکے سرون کو آسمان تک بلند کرتا ہی اس نظم مین مین نے اُس واقعہ کی طرف بھی اشارہ کیا جو شاہ نے ان مفتوح اشخاص کا کاسہ سرونکا ایک منارہ بنایا تھا۔ میرے ان اشعار کی رپوٹ شاہ کی خدمت مین پیش ہوئی شاہ اس سے بہت ہی خوش ہوے۔ اور میری اتنی عزت کی جتنی کہ ایک شاعر کی ہو سکتی ہی عام دربار مین بڑی عزت سے مجھے سونے کی اشرفیان مرحمت ہوئین۔ گویا یہان سے میری ترقی کی لین ڈوری آگے بڑھی مجھے دربار مین حاضر باشی کی اجازت ہوگئی اور حکم ہوا کہ ہر موقع محل پر اشعار موزون کیا کرا ایک دن مین نے اپنا شوق اور جوش ظاہر کرنے کے لیے بادشاہ کی خدمت مین یہ التماس کیا کہ ہمارے شاعر غزا فردوسی نے شاہنامہ تصنیف کیا ہی۔ یہ اُسی کے شایان شان تھا کیونکہ فارس کا وہ ایک ہی سلطان ہوا ہی جسکو خوش قسمتی سے ایسا شاعر ہاتھ لگ گیا تھا جس نے اسکا نام وہ روشن کیا جو کبھی صفحہ عالم سے ہرگز نہین مٹنے کا اگر حضور مجھے اجازت عطا کرین تو مین ایک شہنشاہ نامہ تحریر کرون۔ شاہ نے نہایت ہی شفقت اور مہربانی سے مجھے اُسکے لکھنے کی اجازت دی۔

دربار مین ایک شخص حاکم خزانہ میرا ناحق دشمن ہوگیا تھا اور بلا سبب اُسنے مجھپر بارہ ہزار تومان جرمانہ کر دیے تھے جسپر شاہ نے یہ کہا کہ چونکہ یہ اپنے زمانے کا لاثانی شاعر ہی اس سے یہ جرمانہ نہ لیا جائے۔

ایک دن دربار مین محمود غزنوی کی اس فیاضی کا ذکر ہو رہا تھا جو اُسنے فردوسی کو اسکے ایک ایک شعر کی ایک ایک اشرفی قیمت دی تھی۔ مین نے کہا کہ ہمارے شاہ کی فیاضی محمود شاہ غزنوی کے مساوی ہی مساوی نہین بلکہ اس سے بھی زیادہ ہی کیونکہ اول صورت مین تو اسکا عمل مشہور

و معروف شاعر بارس پر ہوا اور دوسری صورت مین مجھ ایسے غریب بے نوا پر ہوا جو حضور کے سامنے حاضر ہے
تمام اہل دربار نے جو یہ سنا کہ ہم پر اسقدر نوازشات سلطانی ہوئی ہین تو وہ بہت ہی متردد ہوے
کہ کہان اور کس وقت ہوئین۔

پھر مین نے پتہ وار ظاہر کیا کہ جب میرے والد ماجد کا انتقال ہو گیا تو انھون نے دس ہزار
تومان چھوڑے شاہ عالیجاہ نے مجھے اسپر قبضہ کرنیکی اجازت دی وہ دس ہزار تومان کو خود بھی
لے سکتا تھا دوبارہ خزانون کے حاکم نے مجھپر بارہ ہزار تومان جرمانہ کیا لیکن اسکے وصول کرنے
کی شاہ نے اُسے اجازت نہین دی۔ تو گویا بارہ ہزار اور بھی آمین زیادہ ہو گئے جب سے کہ مین حضور
پر نور کی خدمت مین حاضر ہوا ہون خبر نہین کہ کسقدر لے چکا ہون اب میری زبان اور دل سے
بیساختہ یہ نکلتا ہے کہ خدا شاہ کو ہمیشہ زندہ و سلامت رکھے۔ اور اُسکا سایہ رحمت تمام عالم پر
برقرار رہے۔ تمام اُسکے دشمن مفتوح ہو جائین۔ جو اشعار کہ مین فخریہ کہتا تھا وہ بھی گوش گزار سلطان
ہو جاتے تھے۔ چند روز کے بعد مجھے ایک خلعت ملی جسمین ایک زربفت کا کوٹ کمر پر لپیٹنے کیلیے
ایک دوشالہ۔ اور شالی رومال سر پر باندھنے کے واسطے۔ اور ایک زربفت کا چغہ جسمین الجہن
بھی پیوست کیا گیا تھا ساتھ تھا اِسکے علاوہ مجھے خطاب ملک الشعرا سے بھی سرفراز کیا گیا جب مین
اپنا خلعت پہنتا تھا تو مجھے میرے دوست بہت بہت مبارکباد دیتے تھے اور جسقدر کہ انکی عنایات
و نوازشات پہلے مجھپر ہوئی تھین اِس سے بھی وہ زیادہ فرماتے تھے مین نے ایک نظم لکھی جس سے
مجھے اُس بدسلوکی سے جو حاکم خزانہ میرے ساتھ کرتا تھا دُگنی نوازش اُسنے میرے حال پر کی
اور اُسکا باعث یہ تھا کہ مین نے اسکی ہجو ملیح کی تھی وہ اپنی غلطی سے اُسے اپنی تعریف سمجھ گیا وہ
اشعار عربی زبان مین تھے چونکہ آپ عربی نہین سمجھتے کے اسلیے مین نہین سناتا۔ میرے اشعار
وہ ادق تھے اور انمین وہ معنی مین نے مضمر رکھے تھے کہ ممکن نہین تھا کہ بغیر میری مدد کے اُسے کوئی
سمجھ جائے اور جبتک کہ مین اُنکی تشریح نہ بیان کرون ذرا بھی کوئی سمجھے۔ توبہ توبہ مجھے علم
تقیل مین بھی کمال مہارت حاصل ہے مین نے کئی ایجادین بھی کین جنکی دربار مین بہت ہی

تعریف ہوئی۔ مین نے کمہار کا چاک ایسا بنایا ہی جو ذرا سی حرکت مین تمام عمر چکر لگایا کرے
اس حرکت کی تحریک کا آلہ اسمین شامل ہی۔ مین نے قسم قسم کے رنگین کاغذ بنائے ہین مین نے
ایک نئی قسم کا قلمدان بنایا ہی۔ مین بلند شاہراہ پر کپڑے بنوا رہا تھا کہ شاہ کا اُدھر سے گذر ہوا۔
ٹھہر گئے اور مجھ سے یہ کہا "عسکر تیرے اشعار طبیعت کو بہت ہی پسند آتے ہین" جب مین کپڑونکی خواہش
کرتا تھا میرے تاجر یورپ سے میرے لیے جا کے لاتے تھے مین نے شاہ کے ارشاد کی تعمیل کی
جب نوروز ہوا تو وہان یہ دستور ہی کہ جسقدر اعلیٰ ملازم ہوتے ہین سب بادشاہ کی خدمت مین
نذرین گذرانتے ہین مینے بھی شاہ کی مسواک کی تعریف مین ایک خوش نظم کہی اور اس کو ایک مرصع
بکس مین رکھکر پیش کیا۔ جسقدر اہل دربار اس روز ہمایون مین دربار مین موجود تھے سب کو
حکم ہوا کہ وہ میرے منھ پر بوسہ دین جس سے یہ قیمتی اشعار برآمد ہوے تھے۔ مین نے اپنی نظم مین
شاہ کے دانتون کو موتیون سے تشبیہ دی اور مسواک کو موتیون کا غوّاص قرار دیا اُس کے مسوڑھونکو
کنارہ مرجان بنایا جہان کثرت سے گوہر شہوار پیدا ہوتے ہین لبنی ڈاڑھی اور گھیر دار مونچھین
جنھون نے تمام چہرے کا احاطہ کر رکھا ہی گویا بحر بے پایان مین ایک تموج ہی تمام اہل دربار نے
میرے خیال کی موزونیت اور عمدگی پر مجھے مبارکباد دی۔ مجھے یقین تھا کہ جب فردوسی کے
اشعار سے میرا مقابلہ ہوگا تو وہ میرے آگے لاشئے محض ثابت ہوگا۔

غرض اسطرح سے شاہ مجھپر گوناگون نوازشات کرتا رہا۔ شاہ کو اس امر کا بہت خیال تھا کہ
کوئی ایسا موقع ہو جس سے اُسے دولت ہاتھ لگ جاے اور عزت بھی پوری حاصل ہو تو مجکو شاہ
نے اس خدمت کے لیے مقرر فرمایا کہ مین شہزادہ کے لیے جو گورنر فرس تھا سالانہ خلعت فاخرہ
لیجایا کرون۔ شیراز مین میری بہت ہی آؤ بھگت کی گئی اور لوگون نے کثرت سے مجھے بطور
نذرانہ کے بہت کچھ دیا۔ جو کچھ مجھے یہان سے ملا ایک خاصی مقدار روپیے کی میرے پاس ہو گئی
لیکن شب گذشتہ کے جانکاہ واقعہ نے وہ تمام روپیہ اور عزت خاک مین ملادی جو کچھ میرے
پاس تھا سب مجھ سے لے لیا گیا۔ اور اب جس مصیبت کی حالت مین تم مجھے دیکھ رہے ہو اُسکے

بیان کرنیکی کچھ حاجت نہین ہی۔ اگر آپ میری مدد نہ کرینگے اور مجھے رہائی نہ دلوائینگے تو اس حالت
مین میری جان بچنا محال ہی۔ شاید شاہ کو میری رہائی کا کچھ خیال ہو لیکن تحقیق وہ میرے لیے
ایک تانبہ کا پیسہ بھی بطور فدیہ کے نہ ادا کرے گا۔ حاکم خزانہ وہ میرا دوست نہین ہی کہ مجھے اُس سے
کسی قسم امید ہو تی وزیر اعظم ہی اُسکی عقل یہانتک ہی کہ وہ یہی نہین جانتا کہ جیبی گھڑی کو کیون کر
بھیرا کرتے ہین اور اس سے تو وہ محض نا بلد ہی ہی کہ یہ فتی کیون کرتی ہی۔ بھلا پھر وہ کیا خاک میری
اِس حالت پر رحم کریگا اور زر فدیہ ادا کر کے مجھے کیون رہائی دلوائیگا وہ روپیہ جو مین بطور فدیہ
ادا کر کے رہائی حاصل کرتا وہ ان کمبخت وحشیون نے مجھسے لے لیا اور جہان سے اسقدر روپیہ
مل سکتا ہی مین جانتا ہون یہ میری تقدیر مین لکھا ہوا تھا کہ مین اس آفت ناگہانی مین پھنس
جاؤن اس لیے مجھے بھی کچھ غم نہین ہی۔ اب تم میرے مسلمان ساتھی ہو آیا تمھین حضرت علی
رضی اللہ عنہ سے محبت ہی تاکہ مین آپ سے ملتجی ہون کہ آپ مصیبت مین میری مدد کرین۔

آٹھوان باب

حاجی بابا کا ترکمانون سے بچنا

جب وہ شاعر اپنی رام کہانی ختم کر چکا تو مین نے اُسے یقین دلایا کہ جہانتک مجھسے ہو سکیگا
تیری خدمت گزاری مین کمی نہین کرنے کا لیکن اُس وقت تک بہر حال تجھے صبر کرنا چاہیے مین نے
اُسوقت ان تدابیر پر بھی عمل نہ کیا جو میری آزادی حاصل ہونیکے لیے یقین اور اس لیے
اُسوقت شاعر کے بچانے مین بھی بڑی دقت خیال کی یہ محض ناممکن تھا کہ جب تک ہم کھلے
ہوے میدانون مین رہے میرے مالک کی نظرین مجھپر نہ پڑی ہون اور مین ذرا دیر بھی اُسکی
نظرون سے بچا ہون۔ اُن کے گھوڑے ایسے عمدہ تھے جیسا میرا گھوڑا تھا اور اِن راہون سے
مجھسے زیادہ واقفیت رکھتے تھے۔ اِن حالتون مین ان سے بچنے کی کوشش کرنی اُس سے
زیادہ دیوانہ پن کیا ہوتا۔

اب ہم اُن ہی دیران جنگلون کی حدود مین پہونچے۔ اور ہم وہ بلند راہ جو طہران

مشہد کو جاتی ہی عبور کرینگو تھے اور یہان ہم بیس مسافرون نے دُکان کے مشرقی طرف مع اسلان
سلطان قیام کیا تھا یہان اسلان سلطان نے یہ تجویز کیا کہ ہم ان ویرانون اور گڑھے وار زمین مین ایک تنگ پوشیدہ مین
شاید ہماری تقدیر سے کوئی کاروان نکل آئے تو ہمین اُسکے غارت کرنے اور لوٹنے کا اچھا موقع
ہاتھ لگے گا۔ بہت فجر کے تڑکے ایک سپاہی جو متصل کی پہاڑی مین قیام پذیر تھا بھاگا ہوا شتابی
آیا اور اُسنے آکر خبر دی کہ مین نے دمغان کی سیدھ مین مٹی کے دل بادل اُڑتے ہوے دیکھے
ہین اور وہ اس سڑک پر جو مشہد کو جاتی ہی ہمارے قریب ہوتے جاتے ہین۔

ہم یہ سنتے ہی سب چوکس ہو گئے۔ ترکمانون نے اپنے قیدیون کے ہاتھ اور پاؤن باندھکے
اُسی مقام پر ڈال دیا۔ جہان ہمنے آرام کیا تھا اس خیال سے کہ جب ہم کاروان کو لوٹ لاکے
آئین گے اُن کو اُٹھا لینگے۔ اب ہم گویا خون اور غارت کے لیے مستعد ہو گئے۔

اسلان سلطان سب سے آگے ہوا تا کہ حریف کی جمعیت کو جانچے اور ملاحظہ کرے پھر مجھے
اپنے پاس بلایا اور کہا حاجی یہی وقت اپنے کو سب مین ممتاز کرنے کا ہی۔

بیا تا چہ داری زمردی و زدر

تم میرے ساتھ ساتھ رہو دیکھو مین کیا کیا کرتا ہون اور کیسے کیسے کرتب مجھ سے ظہور پذیر ہوتے
ہین۔ تم کو یہ ساری باتین مجھ سے سیکھنی چاہیین تاکہ تم آئندہ مواقع پر بڑی بڑی مہمون مین
کام کر سکو۔ مین نے تمھین اپنے ساتھ اس لیے بھی لیا ہی کہ تم میرے ایک ترجمان بنو کیون کہ اکثر ان
کاروانون مین کوئی شخص بھی ایسا نہین ہوتا جو ہماری زبان سمجھ سکے۔ ہم دونون اُنکے بہت ہی
قریب پہونچ جائینگے شاید ان کے رہبر سے ہماری مصالحت ہو جاے اور اگر ہمارے موفق
کام نہ بنا تو ہم مع اپنی کل جماعت کے کاروان پر گر پڑینگے۔

جب وہ مسافر قریب آگئے تو مین نے دیکھا کہ اسلان سلطان کے مُنھ پر ہوائیان اُڑنے لگین
اسلان سلطان مجھے ڈر ہی کہ یہ کاروان نہین ہین۔ یہ بھی ایک جماعت کے ساتھ سفر کرتے
ہین۔ گو مین نے گھنٹہ کی آواز نہین سُنی ہی لیکن خاک ایک رُخ سے کچھ بلند معلوم ہوتی ہی یہ ایک

بے تعداد سواروں کا پرا ہی پانچ گھوڑے سوار رہنما معلوم ہوتے ہین - یہ کچھ منھ کا نوالہ نہین ہی
جب وہ بہت قریب آگئے تو یہ پوری طرح سے معلوم ہوگیا کہ یہ کاروان نہین ہین - لیکن بہت بڑی
شناسائی اور جانچ کے بعد معلوم ہوا کہ یہ گورنر صوبہ ہی جو دورے مین تھا اس کے ساتھ کثرت سے
اُس کے نوکر چاکر اور سپاہی ہمرکاب تھے اور ان لوگون کی شان و شوکت اور تزک بھڑک
ویسی ہی تھی جو ہمیشہ ان موقعون پر ہوا کرتی ہی -

جب مین نے یہ دیکھا تو میرا دل بہت ہی خوش ہوا کیونکہ یہان مجھے ترکمانون سے بچنے کا
بہت ہی اچھا موقع تھا - اور مین نے یہ خیال کیا کہ اگر مین ذرا بھی ان کے قریب ہون تو وہ مجھے
قیدی بنا لینگے اور پھر اسلان سلطان کو بھی کچھ شبہہ نہوگا اور مین ضرور بچ جاؤنگا یا تا کہ وہ گورنر
پہلے مجھسے بُری طرح پیش آئیگا لیکن میری طلاقت لسانی میری سب مصیبتون کو کھو دیگی اور
جس وقت مین اپنی رام کہانی بیان کرونگا ممکن ہی کہ پھر گورنر مجھپر مہربانی کرے - یہ سوچ کے
مین نے اسلان سلطان سے کہا لو چلو انکے قریب ہو جائین - اور اُس کی اجازت کے انتظار کیے
بغیر مین نے اپنے گھوڑے کو آگے بڑھایا - وہ فوراً مجھے ٹھہرانے کے ارادے سے میرے پیچھے لپکا ہم نے
جونہی زمین کے چھوٹے بلند ٹکڑے کو طے کیا کہ ہمین صاف ایک تیر کی زد پر ایک عظیم الشان جماعت
نظر پڑی فوراً ہی اُن کی نظرین ہم سے دوچار ہوئین چھ یا سات عمدہ سوار ہمین دیکھتے ہی گھوڑون
کو دوڑا کر ہماری طرف لپکے اور ہمارے قریب آئے - ہم نے انھین دیکھتے ہی بھاگنے کے لیے
باگین پھیرین اسلان سلطان تو ایسا اندھا دھند بھاگا کہ اُسے پھر خبر نہ ہوئی لیکن مین نے صرف
اپنے پکڑوانے کے لیے اپنے کو ذرا اٹھکا دیا فوراً مین گرفتار ہو گیا - گھوڑے پر سے مجھے اتار لیا گیا
میرے ہتھیار چھین لیے گئے میرے پچاس ڈاکیٹ بھی انھون نے لوٹ لیے میرے استرے
چھین لیے غرض جو کچھ میرے پاس تھا کچھ نہ چھوڑا - یہ سارا کام چند لمحے مین تمام ہو گیا گو مین نے
اپنے ان نئے مالکون کو یقین دلایا کہ مین ہرگز آپ کے پاس سے نہین جانے کا لیکن جب بھی
انھون نے میرے اُس دوشالہ سے میری مشکین کس لین جو دوشالہ میری کمر سے اُنھون نے

کھولا تھا مجھ پر چارون طرف سے گھونسے مُکّے تھپڑ لٹر ڈنگ چانٹے پڑتے تھے کیونکہ مین جلدی نہ چلتا تھا وہ مجکو گھسیٹتے ہوے کشان کشان ۔

	پا بدستِ دگرے دست بدستِ دگرے	

اپنے سردار کے پاس لائے جو مع اپنے لواحقین کے دورہ کر رہا تھا ۔ جس قسم سے کہ اُسکے ساتھ برتاؤ ہوتا تھا اور اُسکے آگے خمیدہ قامت ہونا صاف ظاہر کرتا تھا کہ یہ کوئی شاہی خاندان مین سے ہے جون ہی مین آگے گیا مین نے اپنی حالت کا نقشہ اُسکے آگے کھینچا کہ میرے سر پر کسقدر گھونسے رسید ہوے ہین ۔ یہ ایسا تھا گویا مین حضور شہزادہ کے قدمون پر گرتا ہون ۔ بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور ایک گھیر اکر لیا اُس نے میری رہائی کا حکم دیا ۔ جب مین نے اپنے کو رہا پایا تو ان لوگون کی حد سے مین نے اپنے کو علٰحدہ کیا جو وہان کھڑے ہوے تھے اور دوڑ کر شہزادے کے جبہ کا دامن پکڑ لیا جو گھوڑے پر بیٹھا ہوا تھا اور مین نے یہ کہہ دو "پناہ یا شہزادہ" باڈی گارڈ کا ایک سوار مجھے اس گستاخی کی سزا دینے کے لیے نکالیکن شہزادے نے یہ منظور نہ کیا کہ وہ مجھ سے کچھ آنکھ ملا سکتا شہزادے نے مجھے اپنی حفاظت مین رکھنے کا مجھسے وعدہ کیا اور اپنے ملازمین سے حکم کر دیا کہ کوئی اِسے تکلیف نہ دے پھر مجھے حکم ہوا کہ اپنی رام کہانی بیان کر کہ تو اس موقع اس مقام مین باین صورت کیونکر نمودار ہوا ۔

گھٹنون کے بل کھڑے ہو کر اور زمین خدمت کو بوسہ دیکر جہانتک مجھسے ممکن ہو سکا مین نے اپنی مختصر رام کہانی عرض کر دی ۔ اور جو کچھ مین نے بیان کیا اُس کو خوب مضبوطی سے بیان کیا اور اُسی کے ضمن مین مین نے یہ بھی کہا کہ اگر حضور اپنے سوارون کو ان قزاقون پر حملہ کرنے کا حکم دین تو ملک الشعرا عسکر نامے جو دو ایرانیون کے ساتھ گرفتار پنجہ بلا ہی نجات پا جائیگا اور وہ جو کچھ کہ مین نے گذارش کیا ہے سب کی تصدیق کر دینگے ۔ مین یہ کہہ ہی چکا تھا کہ اتنے مین وہ سوار جو سلان سلطان کے تعاقب مین گئے تھے واپس آئے اِنکے چہرون سے ہراس ٹپکتا تھا ۔ انھون نے حضرت علیؓ اور شاہ کے سر کی قسم کھا کر بیان کیا کہ کثرت سے ڈاکو جمع ہین ۔ ایک ہزار

ہونگے جو ہم پر حملہ آور ہونے کو ہین اب شہزادہ صاحب آپ اُنسے جنگ کرنیکے لیے تیار ہو جائین۔ مین نے اُنسے کہا کہ جناب وہ صرف بیس ہین مگر کسی نے بھی میری بات کا یقین نہین کیا مجھے لوگون نے سپاہی اور سخت کذاب تصور کیا اور ہر شخص نے مجھ سے کہا کہ یاد رکھو اگر ترکمانون نے حملہ کیا تو ہم تجکو وہین قتل کر ڈالینگے۔ یہ گروہ ایک عمدہ موقع پر پہونچا تاکہ اپنے دشمن کو پورے طور سے ملاحظہ کر سکے اور اُن کے سب نشانات وہ ظاہر کرتے تھے جنسے کہ ترکمان فارس مین شناخت ہوتے ہین۔ میرا گھوڑا تو مجھ سے لے لیا گیا اور مجھے ایک اسباب والے لداو خچر پر چڑھنے کا حکم دے دیا جہان مجھے اپنی بد قسمتی اور اِس کمبخت حالت پر تفکر کرنے کا بہت اچھا موقع ہاتھ لگا تھا۔

درد اچہ گویمت کہ جہا کرد روزگار	بابا ہر آنچہ کرد جفا کرد روزگار

نہ گرہ مین ایک پیسہ کوئی رفیق اگر میری نظرون کے سامنے کچھ تھا تو صرف فاقہ کشی کی ہیبتناک ور ڈراونی صورت نظر آتی تھی میرے دل مین ابھی دین اسلام کے نور کا وہ چمکارہ تو پوری طرح سے جلوہ فزا نہوا تھا کہ مین نوشتۂ قضا و قدر پر تکیہ کر کے کچھ رنج والم نہ کرتا۔ اپنی حماقت اور ابلہی پر خون کے آنسو روتا تھا کہ اس مین مین نے خود اپنے کو دیدہ و دانستہ پھنسایا تھا۔

"خود کردہ را علاج نیست"

اپنے وطنی لوگون کی حمیت واخوت کے وہ شعلے اور اُن کی محبت کی بھڑکتی ہوئی آگ جو قید مین بھی میری چھاتی مین مشتعل ہوتی تھی کیا اب نہ ہو گی پھر مجھے اِس مصیبت و آفت سے کیون نہین رہائی دیتے بہت زور زور سے اُسی پریشانی کی حالت مین ان کو گالیان دے رہا تھا مین. ان لوگون سے جو میرے گرد تھے، تم اپنے کو اچھا کہتے ہو۔ تم مین وحشیون کی سی بھی تو طبیعت نہین ہے،، وحشی کیا تم تو جانورون سے بھی تو بدتر ہو۔ بس تمھارا مقابلہ ترکمانون سے ٹھیک ہے۔ بعینہ تم اُن ہی جیسے ہو۔

جب مین نے دیکھا کہ میری گالیان دینے سے وہ لوگ قہقہہ لگاتے ہین تو پھر مین نے یہ کہنا شروع کیا۔ حضرت امام حسینؑ کے واسطے سے۔ نبی آخر الزمانؐ کے طفیل سے۔ اپنے بچون کی روحون

کے صدقہ سے مجھ سے تم غیر شخص کی طرح کیون پیش آتے ہو۔ کیا مین تمھاری طرح مومن نہین ہون
مین نے کیا کیا ہی کہ مجھپر یہ ناگہانی آفت ٹوٹ پڑی ہی۔

خدا لے را نظرے کن بحاجی مسکین	کہ این ستم زدہ حیف است پیشت افتادہ

مین نے تمھین اپنا دوست سمجھکر تمھارے پاس پناہ لی ہی اور تم مجھسے اسطرح ڈھکیلم ڈھکیلا
سے پیش آ رہے جیسے کہ کسی دشمن سے ارے کمبختو۔

رحم کردن بر ضعیفان رحم بر خود کردن است	وای بر شیرے کہ آتش در نیستان فگند

اتنی چیخ پکار پر بھی کسی نے میری ڈھارس نہین بندھائی صرف ایک خچر والا جس کا نام علی قطیر
تھا خچر پر سے قلیان لے کر اُترا اور مجھے پینے کو دیا۔ اور کہا کہ اے میرے بیٹے ہر شے اس دنیا
مین خدا کے دست قدرت مین ہی۔
خچر والا۔ اپنے خچر کی طرف اشارہ کر کے جس پر وہ سوار تھا جب خدا نے اُس خچر کو سیاہ
بنایا ہی تو کیا علی قطیر اُسے سفید کر سکتا ہی۔ توبہ توبہ۔ دیکھو ایک دن تو اسے اناج کھانے کو
ملتا ہی اور دوسرے دن اسے خار دار درخت وغیرہ چرنے پڑتے ہین کیا ہم قسمت سے کچھ جھگڑ سکتے ہین

جو چاہتا ہی کرتا ہی جو چاہے گا کرے گا	یہ بات حکومت کی اُسی کو ہی سزا ہی

لو قلیان پیو اور خوش ہو۔ اور خدا کا شکر کرو کہ تمھارے ساتھ کچھ برائی نہ ہوگی دیکھو حافظ نے
کیا خوب کہا ہی کہ تجھے جسقدر خوشی کا وقت ملے اُسکو تو غنیمت جان تو کیا جانے کہ مآل کار کیا ہوگا
(فارسیمین عموماً یہ امر دکھائی دیگا کہ کم درجہ کے کمینہ اشخاص بھی موقع موقع سے اپنے شعرا کے اشعار
استعمال کرینگے گویا فارسی [illegible] شاعرانہ دماغ رکھتے ہین) خچر والے کی اس تقریر نے مجھے کچھ
تسکین دی۔ اور جب اُسنے دیکھا کہ یہ بھی حافظ کے اُسی طرح سے اشعار پڑھتا ہی جسطرح مین
پڑھتا ہون اور اُسکو ذرا بھی تکلف نہین کرنا پڑتا بلکہ مجھسے دو قدم آگے ہی تو اُسنے اور بھی
مجھپر عنایت کی۔ اور تمام رستہ سفر مین اُسنے مجھے اپنے طعام مین شریک رکھا۔ اسطرح اُسنے
مجھسے کہا کہ جس شہزادہ کے قبضہ مین تم آئے ہو یہ شاہ ایران کا پانچوان بیٹا ہی جسکو شاہ

نے حکومت خراسان سپرد کی تھی اب یہ مشہد مین جاتا ہی جو اِس کی قلمرو مین داخل ہی اِس نے صرف
ترکمانون کے سرحدی خوف سے کثرت سے یہ بہیر و بنگاہ اپنے ہمرکاب لے لیا ہی اور یہ بات
مشہور ہی کہ اِس کو ترکمانون سے جنگ کرنے مین خوب ہی مشاقی ہی۔ یہ بہت سے سر ترکمانونکے
طہران بھیج چکا ہی تاکہ شاہی محل کے دروازے پر آویزان کیے جائین۔ اور تم اپنے کو بہت ہی
خوش قسمت خیال کرو کہ تم نہ مارے گئے اگر تم گورے ہوتے تمھاری چھوٹی چھوٹی آنکھین ہوتین اور
تمھارے کثرت سے بال ہوتے اور تمھارا یہ سیاہ رنگ جیسے تم ہو نہ ہوتا بچہ تم کبھی کے قتل کردیے
جاتے اور تمھارے سر کی ترکمان کے سر کی سی گت بنتی۔

جب ہم رات کو اپنی آرام کی جگہ مین پہونچے۔ یہ ایک جنگل کے پاس صرف تنہا ایک کاروان سرا
تھی جو نصف ویران پڑی تھی مین نے چاہا کہ شہزادہ کی خدمت مین حاضر ہو کر اپنے پچاس ڈیوکیٹ
کے لئے ملتجی ہون کہ آپ کے سوارون نے لے لیے ہین آپ مجھے دلوا دیجیے۔ اور میرا گھوڑا ہتھیار
سب مجھے ملجائین جنکی نسبت دعوی کرنے مین مین نے کچھ پس و پیش نہین کیا باوجودیکہ میرے دل مین
خود یہ خیال پیدا ہوا کہ جس شخص نے کہ میری چیزون کو لیا ہی وہ بھی میری ہی طرح سے ان چیزون کا
استحقاق ثابت کریگا۔ اب مین وقت کی تاک مین رہا شام کی نماز نے مجکو خود اُسکے پاس پہونچادیا
شہزادہ اُس غالیچہ پر گاؤ تکیہ لگائے بیٹھا ہوا تھا جو کاروانسرا کے بالاخانہ پر بچھا ہوا تھا وہ لوگ جو
حاضرین دربار تھے مجھے علیحدہ کرتے تھے لیکن جب مین نے یہ کہا کہ عرض دارم۔ تو شہزادہ نے مجھے
قریب آنے کی اجازت دی اور مجھسے دریافت کیا کہ تو کیا چاہتا ہی۔ مین نے اُسکے ان ملازمون کی
جنھون نے مجھے پہلے پکڑا تھا اور مجھسے بُری طرح پیش آئے تھے شکایت کی اور کہا کہ حضور مجھ سے
جبرًا پچاس ڈیوکیٹ چھین لیے اور خداوند کی عنایت سے مجھے میرا گھوڑا اور ہتھیار بھی ملنے
چاہیین۔ اُسنے ان لوگون سے جو اُسکے گرد جمع تھے دریافت کیا کہ وہ کونسا شخص ہی جسکی یہ شکایت
کرتا ہی جب اُن کے نام لیے گئے تو شہزادے نے اپنے ایک خاص ملازم سے کہا کہ انھین فورًا
خدمت مین حاضر کر۔ جب یہ لوگ آئے تو یہ دو شخص تھے مین نے ان بانیان فساد کو پہچان لیا

اور شہزادے سے ملتمس ہوا کہ حضور یہی ہین کہ جنھون نے مجھپر ظلم توڑا ہی۔
شہزادہ۔ کمبختو وہ روپیہ کہان ہی جو تم نے اُس شخص سے اینٹھا ہی۔
دو شخص۔ ہمنے کچھ بھی نہین لیا ہی۔
شہزادہ۔ اچھا ہم ابھی دیکھ لینگے (اپنے افسرون مین سے ایک کی طرف اشارہ کرکے) فراشون کو بلاؤ۔ اور ان بدمعاشون دغابازون پر کوڑے بازی کرواؤ کہ یہ نکالین کہ وہ بچاس ڈیوکیٹ کہان ہین۔
حکم کا ہونا تھا کہ اُن پر کوڑے بازی شروع ہوئی جب خوب کھال اُدھڑی تو آخر کو قبول کیے کہ ہان اتنے ڈیوکیٹ لیے ہین اور لیجیے یہ موجود بھی ہین یہ زر نقد شہزادے کے پاس پہونچایا گیا۔ شہزادے نے اُسے ایک ایک کرکے گنا اور پھر اسے گاؤتکیہ کے نیچے رکھ لیا جس سہارا لگائے وہ بیٹھا ہوا تھا ان شریر بدمعاشون کو چھوڑ دیا۔ اور ایک زور کی آواز مین مجھے کہا کہ تو خارج کر دیا گیا۔ مین منھ کھولے ہوے اس امید سے آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا کہ نہ زر نقد مجھے ملیگا کہ ایک شخص نے میرے شانے کو پکڑ کر مجھے دھکے دیکر باہر نکال دیا۔
مین نے کہا ارے بابا میرا روپیہ تو دیدو۔
شہزادہ۔ کیا کہتا ہی۔ اگر کچھ بھی بولے تو جوتے رسید کرو۔
یہ سنتے ہی اُسنے اپنی بھاری پیزار سبز رنگ کی اُٹھائی اور میرے منھ پر رسید کی اس کے نعل نے مجھے بہت ہی تکلیف دی۔ کیون اب بھی تو شاہ کے صاحبزادے سے اسطرح کہے گا جا چپ چپاتے چلا جا اور اپنی آنکھین کھول ورنہ کان ندارد ہوجائینگے۔ بس مجھے زور سے دھکے دیدلا کر وہانسے ہٹا دیا مین ایک نہایت ہی مایوسانہ حالت مین واپس پھر کر آیا اور اپنی یہ کل رام کہانی خچر والے کے آگے بیان کی اُسنے اُنکے ذرا تعجب نہ کیا بلکہ مجھ سے یہ کہا اب اس سے زیادہ تم کیا امید کر سکتے ہو۔ کیا وہ شہزادہ نہین ہی۔
جب وہ یا کوئی حاکم اپنے قبضہ مین کوئی چیز لے لیتے ہین تو پھر یہ کیا ممکن سمجھتے ہو کہ وہ واپس

کرد ینگے۔ استغفر اللہ بس تم بالکل خچر کو دیکھ لو ایک دفعہ ایک مٹھا یا بکٹا سبز گھاس کا تم اُسکے منھ مین دید د ممکن ہی کہ مُنھ مین جانے کے بعد اُس سے ایک تنکا بھی لے لو یہی حال شہزادہ کا ہی کہ جہان کوئی چیز قبضہ مین آگئی پھر کیا جاتی ہی۔

نوان باب

حاجی بابا کا اپنی مصیبت مین سقا بننا

ہم مشہد ایک معقول وقت مین پہونچے۔ شہزادہ مع اپنی تمام بھیر و بنگاہ شان و شوکت وغیرہ کے نہایت ہی سنجیدگی کی صورت مین داخل ہوا۔

اپنے کو مین نے ایک غیر شہر مین کھڑے ہوے پایا نہ کوئی یار نہ غمگسار اور نہ کوئی ایسا شخص جس سے مجھے مدد مل سکتی بنہ ایک جھٹ پٹ استرہ نکا جس سے کوئی صورت تسلی نمودار ہوتی جب مین نے اپنے حال کے وسائل پر نظر ڈالی تو مجھے معلوم ہوا کہ اسوقت بھی پانچ تومان باقی ہین جن کو مین نے کاروانسرا ے مین سے چرا کر بحفاظت تمام رکھلیا تھا۔ اور ان کو اپنی ٹوپی کے استر مین سی لیا تھا میرے پاس ایک بھوری اون کا کوٹ تھا بھیڑ کے چمڑے کی جاکٹ۔ ایک کرتا۔ دو پائجامے اور ایک جوڑا بھاری بوٹونکا خچر والا جبتک کہ مجھے روزانہ خوراک دیتا رہا مین بسر رہا لیکن جب یہان وہ علیحدہ کر دیا گیا تو اب مین یہ کیونکر اُمید کر سکتا کہ وہ میرے روزانہ کھانے کا بوجھ اُٹھائیگا کیونکہ جبتک وہ اور اُسکا خچر شہزادے کی نوکری مین تھے اُسے رسد ملا کرتی تھی اب دونون اپنی نوکری سے علیحدہ کر دیے گئے مین نے چاہا کہ پھر اپنا پیشہ حجامی کا کرنے لگون۔ مگر بھلا مجھپر کسکو اعتبار تھا کہ وہ اپنا گلا آگے کر دیتا کیون کہ میری شہرت ترکمان سپاہی کے نام سے ہو گئی تھی اور علاوہ اُسکے مین اگرچہ استرے بھی خرید سکتا تھا لیکن مجھ مین اسقدر وسعت نہین تھی کہ ایک دُکان کرایہ کی لیکر اُس مین اپنا کام چلاتا مگر اُسکے مقابل مین یہ منظور نہوا کہ بغل مین اُسترا دبائے گھر گھر حجامت بناتا پھرون میرے خچر والے دوست نے جو مشہد کے طریق اور عادات سے بخوبی واقف تھا مجھے مشورہ دیا کہ تو سقا بنجا۔ تم ایک نوجوان اور مضبوط شخص ہو۔ تمھاری آواز مین بھی بہت کڑک ہے

تم لوگون کو ذرا لہراتی ہوئی آواز مین سبیل پلا سکتے ہو۔ تم مین ذرا چرب زبانی اور چاپلوسی اور مسخراپن بہت ہی ایسے موقع کی یہ قابلیت بھی جان ہے

زائرین کا گروہ مقبرۂ امام کی زیارت کرنیکے لیے آتا ہے۔ اُسوقت خیرات کرنا گویا وہ اپنا سبب نجات تصوّر کرتے ہین، اور اُن لوگون کو وہ آزادانہ دیتے ہین جو اُن سے ثواب بخشوانے کا وعدہ کرتے ہین۔

تم اُن کے ہاتھ حضرت امام حسینؑ کا طفیل کہہ کر کے ایک ایک جرعہ بیچو ہمیشہ پہلے تو کٹورا آگے کر کے مفت ہی کی درخواست کرو مگر تم خوب یقین کر لو کہ وہ بغیر قیمت دیے تمھین نہین رہین گے جب تمھارا گاہک پانی پی لے تو تم ذرا زور ڈال کے کہو۔ خدا کرے تمھارا یہ جرعہ حسب دلخواہ ہو خدا کرے حضرت امام حسینؑ تمھین اپنی حفاظت مین لے لین۔ خدا کرے تمکو کسی طرح کی تکلیف نہو بس اس قسم کی باتین تم اس زور سے کہو کہ سب کے کانون مین یہ آواز گونجے غرض کہ ان زائرین کے آگے جو سیکڑون مین یہان عبادت گذاری کے لیے آتے ہین یقین ہے کہ جو کچھ تم کہوگے وہ اُسے باور کرینگے اور تم چاہو جو کچھ کہہ سکتے ہو۔ دیکھو مین خود مشہد مین سقا بنجاتا ہون کیونکہ یہان کی تجارت کو بخوبی جانتا ہون صرف اسی سقا پنے سے مین نے خچر بھی خرید لیے ہین اور جو کچھ میری حالت ہے تم دیکھتے ہی ہو۔

مین نے اپنے دوست کی نصیحت پر عمل کیا۔ مین نے ان تومان کی مشک اور ایک برنجی ٹونٹی خریدی، اور پانی پلانے کا ایک روشن پیالہ مول لیا اپنی مشک مین پانی بھر کر مین نے کچھ دیر اُسے یونہی رکھ دیا تاکہ بدبو چمڑے کی جاتی رہے۔ جب بو جاتی رہی مین اُسے بھر کے مقبرہ پہونچا اور فوراً ہی کام شروع کیا۔ جو صدا کہ پانی پلانے مین لگاتا تھا یہ تھی۔ سبیل ہے شہیدون کے نام کی پیاسا نجا، یہ آواز جہانتک مجھ مین قوت تھی خوب ہی زور سے نرخرے پھلا کر لگاتا تھا اور اپنے رفیق خچر والے کی نصیحت سے دو دن پہلے سے اسکی مشق بڑھا لی تھی۔ مجھے اسبات کا تو یقین تھا کہ پرانے تجربہ کار اشخاص سے ہرگز ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹاؤنگا

جون ہی مین جاکر وہان مشک لیکر کھڑا ہوا ان سقّون کی نگہ مجھپر پڑی جو وہان قدیم سے پانی پلاتے تھے۔ معلوم ہوا کہ وہ شاید مجھسے استحقاق کی بابت سوال کرینگے کہ تیرا کونسا حق ہے جو تو یہان پانی پلانے چلا آیا۔ جب مین حوض مین پانی بھرنیکے لیے گیا سب سقّے میرے ساتھ جھگڑنے لگے اور ایک سقّے نے تو یہی چاہا کہ مجھے اندر ہی دھکا دیدے کہ حوض مین پڑا رہ سے جا پڑون۔ لیکن جب اُنھون نے دیکھا کہ یہ ایک مضبوط اور قوی شخص ہی اور میری مضبوطی میرے بازوون سے ہویدا تھی۔ تو اب کر ہی کیا سکتے تھے۔ بس اور تو کچھ نہو سکا بُرا بھلا ہی کہنے پر قناعت کی اور جس کے وہ مالک ہی تھے۔ زبان اپنے قبضہ مین ہی جاہے جو کچھ ہانک دیا۔

مین فوراً پانی بھر کے اُن کے آگے بڑھا اور اُنھین سکتہ ہوا فطرت ہی کو یہ منظور تھا کہ مین مشک بھی کندھے پر رکھون اور سقا بنون۔ ایک ہی لمحہ گذرا تھا کہ مین غلیظ اور ناپاک حوض مین سے پانی بھر کے لایا تھا لیکن مین نے اُس کی مدح سرائی یون شروع کی "یہ پانی اُس دریا کا ہی جس کی ایک شاخ جنت مین جاکر گرتی ہی"

یہ امر ایک بعید الفہم ہی کہ یہ خوش ذائقہ کس قدر تھا اور یہ بھی دور از قیاس ہی کہ مین نے کس قدر روپیہ اُس کی سبیل پلانے مین حاصل کیا۔ مین ہر وقت اِس تاک مین رہتا تھا کہ کوئی نیا گروہ زائرین کا آئے اور جس وقت کہ وہ اپنے خچرون پر سے اُترتے تھے تمام رستہ کی خاک مین لت پت اور ترکمانون سے جان بچنے مین خوش۔ وہ اپنا حفاظت سے پہونچنا ایسا مبارک سمجھتے تھے کہ بہت کشادہ دلی سے وہ میرے پانی پلانیکا معاوضہ ادا کرتے تھے اور میرا زور زور سے تنبیہ آمیز الفاظ مین کہنا شاید یہی ہی کہ خالی گیا ہو۔

ماتم حسینؑ جو فارس مین مذہبی ارکان سمجھکر بہت دھوم دھام سے کیا جاتا ہی اب ختم ہونے کو تھا۔ مین نے ارادہ کیا کہ محرم الحرام کی دہم تاریخ کو بھی اپنی مشک سے سبیل پلاؤن۔ کیونکہ بس یہی روز نمایان غم والم کا ہوتا ہی اور ہر شخص ماتم حسینؑ مین سینہ فگار دکھائی دیتا ہی۔

بہر گامے کہ سنجی حوریان را مویہ گر بنجی		بہر سوے کہ بینی قدسیان را نوحہ خوان بینی

شہر کے ایک عظیم الشان وسیع میدان مین یہ ساری کیفیت اور مرثیہ خوانی ۔ ماتم وغیرہ
ہوتا ہی مجھے امید ہوئی کہ مین صرف اپنی قوت کے بل پر بہت کچھ فائدہ اُٹھاؤنگا ۔ اور میری شہرت
بھی پوری ہوگی مین نے پانی کی مشک بھر کر کندھے پر رکھی اور استقلال اور ہمت کو اپنے ساتھ لیا
ایک شخص میرا حریف بھی تھا جس سے گذشتہ تقریب مین مقابلہ ہوا تھا لیکن جب مین نے پانی
کی بھری ہوئی ایسی مشک اُٹھائی جو اُسکی مشک سے کہین بڑی تھی پھر لامحالہ وہ مجھسے کس بات
مین جھگڑا کر سکتا تھا مین اُس سے ہر حالت مین قوی تھا ۔ لیکن پھر بھی مجھے لوگون نے یہ سمجھایا کہ
بھئی ذرا اِس سے بچتے رہو کیونکہ یہ ایک حاسدانہ طبیعت رکھتا ہی ۔ اور یہ اُسکے آگے کوئی بات بھی
نہین ہی کہ جھٹ ہمین فوجداری کر بیٹھے ۔ غرض جب وہ دن آیا شہزادہ اپنے اُس کمرے پر جلوہ فرما
ہوا کہ جو محل کے دروازے پر بنا ہوا تھا ۔ تمام مخلوق اپنے مذہبی ارکان ادا کرنے کے لیے جمع ہوئی
مین بھی بدن سے کمر تک برہنہ کہ جس مین خون دوڑتا ہوا دکھائی دیتا تھا پہونچا اپنی بوجھل اور
وزنی مشک کے باعث سے آہستہ آہستہ قدم اُٹھائے ۔ جب مین اُس کھڑکی کے نیچے پہونچا
جہان شہزادے صاحب بیٹھے ہوے تماشا دیکھ رہے تھے مین نے زور زور سے اُن کو دعائین
دینی شروع کین اُنھون نے اوپر سے ایک اشرفی پھینکی وہ مین نے لپک کے اُٹھائی ۔ علاوہ
اشرفی دینے کے وہ میرے کام سے بھی بہت خوش ہوے اِسی بشاشت اور خوشی کے عالم مین
مین نے چند لڑکون سے جو مشکین لیے قریب ہی کھڑے تھے کہا کہ تم میری پیٹھ پر بیٹھ جاؤ چنانچہ
اُنھون نے ویسا ہی کیا لوگون کو سخت تعجب ہوا اور ایک غل و شور میری تعریف کا مچ گیا پھر
مین نے دوسرے لڑکے کو بلایا وہ بھی میری پیٹھ پر چڑھ بیٹھا میرا حریف موقع کی تاک مین تھا
وہ یہ دیکھتے ہی جلدی سے ایک بلند مقام پر جا کر کھڑا ہوا تا کہ وہان سے مجھے صدمہ پہونچائے
لیکن صرف اپنی قوت کے بل پر مین اُس وزن کو بھی بھیڑ مین ادھر اُدھر لیے پھرا اور کچھ
تکلف نہین کرنا پڑا ۔ گو اُس وقت جوش مین تو مجھے کچھ تکلیف نہین معلوم ہوئی لیکن جب گھر آیا
تو دیکھا کہ پیٹھ تو ایسی پکا پھوڑا ہوگئی کہ آیندہ مجھسے ہرگز مشک کندھے پر نہ اُٹھائی جائے گی

ناچار مین نے اپنی مشک اور جتنی چیزین اُسکے متعلق خریدی تھین سب بیچ ڈالین اور وہ روپیہ
جو مجھے سبیل پلانے مین ہاتھ لگا تھا اُسکے سبب سے یہ حالت میری اِس افسوس ناک حالت سے
بہتر تھی کہ جب مین اپنے سخت اور مصیبت زدہ سفر سے مشہد مین داخل ہوا تھا۔ میرا دوست خچروالا
چند روز کے بعد ایک قافلہ کی ہمراہی مین طہران روانہ ہوگیا۔ مین نے اپنے حریف پر جس سے
میری فوجداری ہوگئی تھی قاضی کے اجلاس مین دعویٰ دائر کیا لیکن پھر مجھے معلوم ہوا کہ
قانون ملکی مین کوئی بھی سزا ایسے جرم کی نہین ہے۔ اس مین تو یہ مرقوم ہے کہ دانت کے بدلے
دانت آنکھ کے بدلے آنکھ۔ لیکن کسی کو کچھ کچوک دینے کے بدلے کچوک دینا مرقوم نہین ہے۔
کاش میرا کوئی قوی دوست ہوتا تو ضرور میری اِس وقت پشتی کرتا اور پھر شاید مین دادرسی کو
پہونچتا۔ لیکن مجھ جیسا مصیبت زدہ شخص نہ جس کو کوئی جانتے نہ جسکا کوئی رفیق پھر مجھے کیا حاصل
ہوسکتا تھا ہان صرف روپیہ ایسے موقع پر کھونا تھا کھو دیتا کچھ حاصل ہونا خیر صلاح تھا۔

دسوان باب

حاجی بابا کا اپنے دل مین مشورہ کرکے پھیری پھر کر تمباکو فروخت کرنا

مین نے اپنے دل مین یہ مشورہ کیا کہ اب مجھے آیندہ زندگی بسر کرنے کے لیے کیا کرنا چاہیے
زندگی کے بہت سے راستے میرے لیے کشادہ تھے۔ مشہد مین گداگری کی راہ بہت ہی کھلی ہوئی ہے
جو سقا بننے کی کامیابی پر شاہد تھی۔ جو مین نے کس پھرتی سے نبھایا تھا۔ پہلے مین نے ایک ریچھ
نچانیوالا بننا چاہا۔ لیکن اس فن مین کچھ شاگردی بھی کرنی پڑتی تھی۔ اس مین اوّل تو ڈھنڈی
سیکھنی پڑتی تھی اور پھر تعلیم لینا پڑتا تھا کہ ریچھ کو کیونکہ سدھایا کرتے ہین۔ لیکن مین نے اس خیال کو
ترک کر دیا پھر مین نے ایک دُکان کرایہ پر لیکے اپنا پیشہ شروع کیا۔ مگر میرا ہرگز یہ منشا تو تھا نہین
کہ مین ایسے دور دراز شہر مین اپنی ریاست کرونگا اور یہین رہ پڑونگا۔ آخر کار مین نے
اپنی طبیعت کا رجحان اس طرف دیکھا اور جسکا خود بھی مجھے بہت شوق تھا کہ مین گلی در گلی
تمباکو بیچتا پھرون۔ اس ارادے پر مین نے مختلف قدر کے حقے خریدے۔ ایک لکڑی کی

کشتی کی جسمین ٹھنالین بھی تھین۔ جسکو تسمہ سے مین نے اپنی کمر سے باندہ لیا۔ مین نے
ایک ظرف آگ رکھنے کے لیے مول لیا۔ یہ میرے ہاتھ مین رہتا تھا۔ ایک جوڑا دست پناہ کا۔
ایک صراحی پانی کی۔ ایک آنگڑا پیچھے میری پشت پر ان سکو سنبھالے رکھتا تھا۔ کئی بڑے بڑے
تھیلے یے جنمین ہر وقت تمباکو بھرا رہتا تھا۔ جب مین ان سب چیزون سے اپنے کو لادتا تھا اور
ظاہر ہی کہ یہ سب چیزین میرے ہی جسم کی سواری کرتی تھین اُس وقت مین بالکل خار پشت
معلوم ہوتا تھا جو اپنے خار کھڑے کیے ہوئے چلا آتا ہی میرے پاس تمباکو کئی قسم کا رہتا تھا۔
تباس شیراز۔ سوسا۔ دمشق کا۔ یہ واقعی درست ہی۔ کہ مین صاف اور خالص تمباکو نہین
رکھ سکتا تھا۔ تمباکو کی تھوڑی اصلی پتیون مین مین کثرت سے ادھر اُدھر کی خراب ناپاک چیزین
کوڑا کرکٹ۔ ملا کر لوگون کو پلاتا تھا مجھے اس بات مین بہت ہی ملکہ ہو گیا تھا کہ مین گاہکون
مین اس کو بہت زور دے کر اصلی ثابت کر دیتا تھا غرض میرا کل نفع صرف میرے مختلف طریق
منحصر تھا جو اشخاص کہ متوسط درجہ کے مجھسے لیتے تھے اُنھین مین نصف میل کا تمباکو دیتا تھا اور
جو کم درجہ کے لیتے تھے انھین ایک حصہ تمباکو اور تین حصے کوڑا کرکٹ ملا ہوا ملتا تھا اور جو بہت ہی
کم درجہ کے ہوتے تھے اُنکو صرف فضلہ ہی پکڑا دیتا تھا۔ لیکن جہان مین نے دیکھا کہ مجھپر لوگون کا
یہ گمان ہی کہ اسکا تمباکو اچھا نہین ہوتا تو اُسیوقت مین نے اپنے اچھے تمباکو کی شہادت کے لیے
اصلی اور خالص پیش کر دیا مین عمدہ عمدہ نمونے دکھاتا اُنکے بڑے بڑے فوائد بیان کرتا اور
اُس باغبان کی تاریخ بیان کرتا جسنے اِس تمباکو کو بویا تھا اور اُسی کی نگہداشت مین اُسکے
پودے پرورش ہوے تھے اور پھر اُس زمین کا پتا دیتا جہان یہ بویا جاتا ہی۔

غرض مشہد مین مین اپنے حقون کی عمدگی مین مشہور ہو گیا۔ میرا خاص گاہک ایک
درویش تھا۔ جو ایسا پینے والا اور پرکھ تھا کہ مین اُسے ہمیشہ صاف و خالص تمباکو دیا کرتا تھا۔
اور اگرچہ اُس کی گاہکی سے مجھے کچھ نفع نہ ہوتا تھا کیون کہ ادائگی مین وہ کھرا نہ تھا لیکن وہ ایسا
چرب زبان تھا اور اپنے اکثر دوستون سے کہا کرتا تھا کہ بھئی اس نوجوان سے تمباکو لیا کرو۔ مین ہرگز

نہین چاہتا تھا کہ کوئی بات اُس کے خلاف مرضی ہو۔ یہ درویش جس کا نام درویش سفر تھا ایک
خاص ہیئت کا شخص تھا۔ اُس کی لمبی پکوڑا وان ناک۔ تیز تیز سیاہ آنکھین۔ ایک گنجان ڈاڑھی
دو طرفہ شانون پر بڑی بڑی زلفین چھوٹی ہوئین۔ اُس کی مخروطی ٹوپی پر چارون طرف
قرآن شریف کی آیتین اور پاک پاک دعائین مناجاتین کڑھی ہوئی تھین۔ ایک سرخ ہرن کا
چمڑا اُسکی پشت پر پڑا رہتا تھا۔ اپنے ہاتھ مین ایک فولاد کا ڈنڈا ہر وقت رکھتا تھا۔ اور اکثر جب
چلتا تو کندھے پر رکھ لیتا۔ دوسرے ہاتھ مین ایک فلابش رہتی تھی جسمین تین زنجیرین پڑی
رہتی تھین جب کسی مسافر سے سوال کرتا تو اُس زنجیر کو ہلا دیا کرتا۔ کمر مین ایک ہار سنگ سلیمانی کا
جسمین کثرت سے وزنی تسبیح کے دانے تھے لٹکتا رہتا تھا۔ اور جسوقت یہ فقیر بازارون شاہراہون
مین چکر لگاتا تھا ایک وحشت اور دیوانہ پن اُس کی باتون اور کامون مین ہوتا تھا جس سے خودبخود
ناظرین کی طبیعت پر ایک افسردگی چھا جاتی تھی۔ مجھے پھر معلوم ہوا کہ اس پر ایک استغنانہ ایک
عورت کیطرف سے وارد ہوا تھا۔ اِس لیے اُس نے اپنی یہ حالت بنائی تھی۔ کیونکہ جب یہ میرا حقہ
پیتا اور وہان اُسوقت کوئی نہوتا اور نہ کسی فردبشر کے آنے کا گمان ہوتا یہ خاصہ جون کا تون
آدمی بنجاتا اور وہ باتین کرتا جو آدمی کیا کرتے ہین غرض واقفیت سے بہت جلد میل وملاپ کی
صورت نکل آئی۔ آخر درویشون کے چھوٹے سے دائرے مین مجھے بھی لے گیا جو لوگ کہ اسی قسم
اور اسی پیشہ کے تھے یہ فقیر ان درویشون کے ساتھ بلاشرکت غیرے زندگی بسر کرتا تھا۔
اپنی کئی مجلسون مین اُسنے مجھے بھی مدعو کیا۔ یہ درست ہے کہ مجھے یہ نہ اچھا معلوم ہوا کہ مین اُنکی
شرکت تمباکو پلانے مین کرون کیونکہ وہ میرا تمباکو پی کر اس قدر تلف کر دیتے تھے جو تمام
میرے گاہک بھی اس قدر نہ پیتے مگر اُن کی صحبت اس قدر پسندیدہ تھی کہ مین اُن کی خواہش
انھین باز نہ رکھ سکتا تھا۔

درویش سفر نے ایک دن شام کو جب ہم سب بیٹھے ہوئے معمول سے زیادہ تمباکو پی رہے
تھے مجھ سے مخاطب ہوکے یہ کہا۔ حاجی بابا تم بڑے ہی تمباکو بیچنے والے ہو تم ہماری طرح درویش

کیون نہین ہوجاتے۔ ہمین آدمی کو تو بنا لینا کچھ بات ہی نہین ہی۔ گو ہماری زندگی دوسرون پر منحصر ہی تاہم ہم بہت ہی آزادی سے بسر کرتے ہین۔

اصل پوچھو تو ہماری زندگی صرف ان کی کمزوری طبیعت اور سریع الاعتقادی پر منحصر ہی۔ اور جو بات مین نے تم مین دیکھی ہی مجھے امید ہی کہ تم ہمارے فن کو ترقی دوگے۔ اور ایک وقت مین تم شیخ سعدی کیطرح مشہور زمانہ ہوجاؤگے۔ جب درویش سفر یہ کہہ چکا تو اور لوگون نے جو مجھے فقیر ہوجانے پر آمادہ کرتے تھے بہت ہی آفرین کہی اور اُسکی اِس تلقین کی دل سے تعریف کی۔ مین نے اس سے کچھ انحراف نہین کیا لیکن مین نے ان ضروریات باتون سے اپنی جہالت بیان کی جو اس فقیری حالت مین ضرور ہونی چاہیین۔

مین بھلا آپ خیال تو فرمایئے۔ یہ کیونکر ممکن ہوسکتا ہی کہ مجھ ایسا جاہل ناتجربہ کار شخص کیونکر فقیر بن سکتا ہی اور اس مین فقیر کی کل صفتین کیون کر آسکتی ہین۔ یہ حق ہی کہ مین کچھ لکھنا پڑھنا جانتا ہون۔ مین نے قرآن شریف بھی پڑھا ہی اور سعدی حافظ کی تصنیفات مجھے حفظ بھی یاد ہین اور اسکے علاوہ مین نے شاہنامہ کا ایک بہت بڑا حصہ دیکھا ہی لیکن اسکے سوائے مین محض جاہل کندۂ ناتراش ہون۔

درویش سفر۔ افسوس اے میرے دوست تم کچھ درویشی مین بھی جانتے ہو اور پھر بھی مخلوق اللہ سے کم ہو درویشی کے لیے کچھ بہت علم کی ضرورت نہین ہی۔ یقین۔ یہ اول مقام درویشی ہی۔ جس قدر واقفیت تم نے بیان کی ہی اُس کا ⅔ حصہ اور کچھ بیحیائی درکار ہی جسکا مین تم سے وعدہ کرتا ہون کہ اگر تم نہ صرف تھیلون پر بلکہ لوگون کے دلون کے مختار نہوجاؤ تو مجھ سے آئی۔ دیکھو صرف اسی خیرہ چشمی کے طفیل سے مجھے بڑے بڑے آرام اور عیش حاصل ہوے ہین اور مجھسے تم جیسے لوگ جو یہی نہین جانتے کہ درویشی کیا چیز ہی ڈرتے بھی ہین اور میری عزت کرتے ہین مجھے آنکھون پر بٹھاتے ہین۔

جب درویش سفر یہ باتین بنا چکا تو اُسکے ساتھیون نے بہت ہی تعریف کی اور اُس کے تو ایک

آفرین کہی۔ نہین اس قسم کے کرتب آتے تھے جو وہ لوگون کو کرکے دکھاتے تھے کہ مین ایسا حیران ہوا اور مجھے اُسکا ایسا خیال ہوا کہ یہ باتین ضرور سمجھنی چاہئین کہ یہ کسطرح عملدرآمد کرتے ہین اُنھون نے اقرار کیا کہ ہم آئندہ جلسہ مین اپنی تاریخ پوری بیان کرینگے اور اُنھون نے مجھے خوب زور شور سے تنبیہ کی کہ تو اپنے خیالات اس آسائش اور آرام کے موقع کی طرف بدل دے اور تیری یہ حالت اُس سے بہتر ہوگی کہ تو تمباکو بیچتا پھرے اور گلی گلی جوتیان چٹخادے۔

گیارھوان باب

درویش سفر کی معہ دو اور درویشون کے تاریخی حالت

جب ہم سب ملکے ایک جگہ جمع ہوے ہر ایک کے ہاتھ مین حقے تھے اور سب دیوارون سے پیٹھین لگاے ہوے بیٹھے ہوے تھے۔ ایک کمرے مین جسکی کھڑکی ایک چھوٹی مربع زمین کیطرف کھلی ہوئی تھی اور جہان پودہ گلدستہ وغیرہ لگے ہوے تھے ہمارا سب کا سرپنچ اور سردار گرد درویش سفر بیٹھا ہوا تھا اُس نے اپنی تاریخ ان مفصلۂ ذیل الفاظ مین بیان کی۔

مین لوتی باشی کا بیٹا ہون۔ جو شہزادہ شیراز کے دربار مین مسخرون کا افسر تھا۔ اور دربار مین وہ طاؤس کے نام سے مشہور تھا۔ ایسے والدین کے سایۂ عاطفت مین تم خیال کرلو کہ مین نے کیا تعلیم پائی ہوگی بچپن مین میرے دوست اور میرے ساتھی بندر اور ریچھ تھے جو میرے باپ اور اُس کے دوستون نے پالے تھے۔ ان ریچھون اور بندرون کو صدہا قسم کے فن فریب تعلیم کیے گئے تھے۔ ان کو تیزی اور ہوشیاری کی بھی تعلیم ہوتی تھی ان ہی کی دیکھم دیکھ مجھے نقالی ایسی آگئی تھی کہ جسکا استعمال مجھے اپنی تمام زندگی کرنا پڑا۔ پندرہ برس کی عمر مین مین ایک فاضل لوتی (ایران مین ریچھ نچانے والے کو کہتے ہین) بنگیا۔ مجھے خود بھی آگ پھانکنی آتی تھی پانی کا فوارہ منھ سے نکال سکتا تھا اور ہاتھ کی صفائی کے بہت سے اقسام کے کھیل مجھے آتے تھے۔ میرا شہرہ اسقدر بلند ہوا کہ روز نوروز کے جشن کے جلسہ مین اہل دربار کے سامنے مین ایک مضبوط رسے پر کھڑا ہوا ناچ رہا تھا کہ مجھے دیکھکے اُس شہزادے کی لڑکی جو اونٹون کے تو نچانہ کا جنرل تھا

فریفتہ ہوگئی ایک نوجوان اونٹ ہانکنے والا جو میرا بہت ہی گہرا دوست تھا اور جسکی بہن جنرل کے
گھر مین نوکر تھی ایک دن اُنکی بہن نے اپنے بھائی سے کہا کہ ہماری بیگم صاحبہ رستے پر ناچنے
والے شخص پر عاشق ہوئی ہین۔ جون ہی مجھے اطلاع ہوئی مین فوراً مرزا خط نویس کے پاس گیا
جو ایک گوشۂ بازار مین بیٹھا کرتا تھا۔ اور اُس سے کہا کہ تم مجھے ایک خط عشق و محبت کا لکھدو۔
سُرخ روشنائی سے ہو اور جسقدر جلے آئین سب سے فراق کی بیکلی اور شب وصل کی آرزو۔
اور دل کی بیچینی اور طبیعت کی بیتابی ٹپکتی ہو۔ اِس مضمون سے بہتر اور کچھ بھی نہین ہوسکتا
کہ مین بالکل مرگیا۔ اور مجھے یہ مرگ ناگہانی صرف تمھاری اُن آنکھون سے ہوئی ہی کہ جنمین
دو شعلے آتشین مشتعل رہتے ہین۔ اِسی آگ نے میرے جگر اور دل کو بھون کر کباب کردیا۔ باوجود
اِس بیان کے آخر مین مین نے یہ بھی تحریر کرادیا کہ چونکہ ابتک مین تمھارے دیدار انور سے نہین مشرف
ہوا۔ تم خود کوئی تدبیر ایسی نکالو جس سے مجھ پیاسے کو شربتِ دیدار پینے کا موقع ملے۔ بڑی
خوشی کی حالت مین مجھے کچھ سجھائی تو دیا نہین مطلب تو یہ تھا کہ کسی طرح چٹھی ہاتھ آئے مین نے
مرزا خط نویس کو اپنی معشوقہ کا بھی نام بتادیا۔ نام کا بتانا تھا کہ اُسنے یہ بھی راستہ نہین دیکھا
کہ مین اُس سے کچھ اُسکا معاوضہ تو لے لون۔ سیدھا اُٹھا ہوا جنرل کے پاس چلا گیا اور وہان سے
جاکر کہا کہ لوتی باشی کا بیٹا آپکی صاحبزادی پر نظر رکھتا ہی یہ ایسا گناہ ہی جو معاف ہی نہین
ہوسکتا جنرل کی دربار مین بہت رسائی تھی اور اُسکا خوب کہنا سنتا تھا اُسنے دربار سے حکم لے لیا
کہ لوتی باشی کا بیٹا شیراز چھوڑ کر چلا جائے۔ میرے والد نے شہزادے کی ناخوشی نہ چاہی اور میرے
باپ کا ساتھ ہی اُسکے یہ خیال تھا کہ اُسکی شہرت بہت ہوتی جاتی ہی اور یہ بڑا ہوتا جاتا ہی ایسا نہ ہو
کہ میرا رقیب بنجائے غرض ان ان صورت تو ہمہ کی وجہ سے مجھے شہر چھوڑنے پر آمادہ کیا صبح کے
وقت جب مین شیراز سے روانہ ہونیکو تھا اور اپنے دوستوں بندرون ریچھون اور اسی قسم کے
دوسرے جانورون کو رخصتی سلام کررہا تھا کہ میرے باپ نے مجھسے کہا۔ ”اے میرے بیٹے
سفر تیری مفارقت کا مجھے بہت ہی صدمہ ہی۔ وہ تعلیم جو تم نے یہان پائی ہی اور وہ خاص

منافع جو تمھین ہماری اور تمھارے جانورون کی سوسائٹی (انجمن) مین رہنے سے حاصل ہوے ہین واقعی تمھین اُن مین کامیابی ہوگی۔ مین تمھین اسوقت وہ شے وقف کرتا ہون جو کس تیزی سے دنیا کی دولت تمھارے پاس گھسیٹ کر لائیگی۔ مین تمھین اپنا خاص بندر دیتا ہون جو اپنی قوم مین سب سے کامل ہی۔ اسے تم اپنا سچا دوست سمجھنا اور اسے مجھے سمجھ کر محبت کرنا اور مجھے اُمید ہی کہ تم ایک وقت مین وہ ناموری اور شہرت۔ عزت پیدا کروگے جیسی مین نے کی ہی اُس کے بعد میرے باپ نے اس بندر کو میرے کندھے پر بٹھادیا اور باین ہیئت مجموعی مین اپنے محبت بھرے باپ سے رخصت ہوا مین یہان سے سیدھا اصفہان کیطرف روانہ ہوا اور میری یہ روانگی کچھ دل پسند طریقے پر نہین تھی کیون کہ مین یہ امر مشکل سے جانتا تھا کہ آیا طبیعت کی ان تغیری حالتون مین خوش ہون یا غمزدہ ہون۔ بندر اور خودسری یہ دو چیزین بیشک خوشنما اور شادمانی کی جان تھین لیکن اپنے جلیسون اور ان مقامون کو چھوڑنا کہ جنسے بچپن سے مجھے محبت ہوگئی تھی اور اُس شیرین تمثال کی محبت والفت و عشق کی تصویر جسوقت کہ میری آنکھونکے آگے کھنچتی تھی اُسوقت میرے دل کا حال کچھ نہ پوچھو اُسی غم والم کی صورت مین ایک درویش کے جھونپڑے پر پہونچا جو اللہ اکبر اس قدر تنگ تھا کہ توبہ۔ میرا دماغ رنج والم مین ڈوبا ہوا تھا اور مجھپر مایوسی اور رہراس طاری تھا مین اپنے دل مین یہ کہہ رہا تھا۔

کہان ہم اور کہان غم ہم کو غم سے کچھ غرض مطلب
ولے اے حضرتِ دل تم نے ہم پہ مہربانی کی

مین جھونپڑے کے قریب ایک پتھر پر بیٹھ گیا۔ ایکطرف بندر کو بٹھالیا۔ میری آنکھونسے اس غم کے جبر کے سے جو میرے دل پر بیٹھا تھا برابر آنسو بھرے تھے اور مین اس حالت رقت مین کس زور زور سے یہ کہہ رہا تھا آہ وائے۔ آہ۔ وائے۔ یہ وہ الفاظ تھے اور اس درد سے کلیجہ سے نکلتے تھے کہ سننے والے کو بھی رحم آئے۔ میری یہ دردناک آواز سنکر درویش باہر نکل آیا۔ اور میری ساری کیفیت سنکر مجھے اندر لے گیا جھونپڑے مین مین نے ایک اور فقیر کو دیکھا کہ جو سابق الذکر

بھی زیادہ رعب والا تھا - وہ ایسے ہی کپڑے پہنے ہوے تھا جیسے مین اسوقت پہن رہا ہون بلکہ یہ ٹوپی جو میرے سر پر ہے اُسی کی ہے لیکن اسکے دیکھنے سے وحشت ٹپکتی تھی - مگر بالکل وہ آنکھین فریب وہ معلوم ہوتی تھین یعنی یہ وحشت بناوٹ کی تھی -

میرے اور میرے ساتھی بندر کے پہلو مین یکایک وہ کسی خیال سے چونکا دونون فقیرون نے باہم نج کے طور پر باتین کر کے مجھسے کہا کہ مین تجکو اپنے ساتھ اصفہان لیجاؤن گا - اور مین تجھپر نظر شفقت سے دیکھتا ہون - ایسے رستہ پر تجھے ڈال دون گا کہ تو خوب دولت کمانے لگے گا - مین نے بہت خوشی سے یہ منظور کر لیا - پھر چھوٹرے والے درویش نے ہمین حقہ پینے کو دیا مین اور یہ فقیر جسنے مجھے اصفہان لیجانے کا وعدہ کیا تھا باہر اُٹھکر ایک اچھی جگہہ مین چلے آئے - اور جب تک کہ جگہہ مقصود پر نہ آگئے کچھ باتین نہ ہوئین اس درویش کا نام درویش بیدین تھا - اُسنے وہان بیٹھکر مجھ سے یہ سوال کرنا شروع کیا کہ تمھاری گذشتہ زندگی کیون کر گذری اور تم نے کیا تعلیم حاصل کی - جب مین نے اپنے کمال کا حال کہا کہ مجھے اس اس امر مین بہت ملکہ ہے تو وہ بہت ہی خوش ہوا پھر اس فقیر نے وہ وہ منافع جو درویشی مین حاصل ہوتے ہین بیان کرنے شروع کیے اور کہا اس کمبخت ریچھ بندر نچانے مین جو بہت ہی کمینہ پیشہ ہی کیا رکھا ہے - اور آخر مجھے یہان تک آمادہ کیا کہ مین نے اُسکے ہاتھ پر بیعت کر لی - اُس نے مجھ سے نصیحتاً یہ کہا کہ بھئی اگر تو نے مجکو اپنا آقا اپنا اُستاد سمجھا تو جو کچھ مجھے آتا ہے مین سب کی تجھے تلقین کر دون گا اور اُسنے مجھے یقین دلایا کہ مجھے کچھ علم نہین آتا اسقدر آتا ہے کہ فارس مین مین ایک کامل فقیر مشہور ہون پھر اُسنے مجھسے جادو اور نجوم کا ذکر کیا اور مجھسے یہ بیان کیا کہ مین نے اپنی زندگی مین بڑے بڑے جادو ٹونے کیے ہین یہ اُنہی کا صدقہ ہے کہ ایک دولت کثیر میرے ہاتھ لگ گئی - ایک خرگوش کی دم کو ایک بچہ کے پالنے مین رکھدو پھر تم یقیناً سمجھ لو کہ اُس کو نیند آجائیگی - اگر خرگوش ہی کا خون تم ایک گھوڑے کو پلا دو تو پھر دیکھو اُسے کسقدر تیز اور چابک قدم بنا دیگا آنکھ اور بھیڑیے کی انگلی کا جو لڑکے کے جسم سے چھوا دو وہ جری اور عالی ہمم بن جائیگا

اور بھیڑیے کی چربی کسی عورت کے جسم سے مل دو اُسکی تاثیر یہ ہوگی کہ اُس کا خصم خود بخود محبت کریگا اور اس قدر اُس سے بالفت پیش آئیگا کہ جسکی کوئی حد نہین۔ اگر اسکا پتا بھی اسی طرح عورت سے مل دیا جاے تو اُس کے ہان اولاد پیدا ہووے۔ چرخ کی مادہ کا چمڑا اگر تمام جسم پر لپیٹ لیا جاے تو اُس شخص سے تمام عالم محبت کرے اور خود بخود ہر ایک کا دل اُسکی طرف کھنچے اسی قسم کی اُسنے اور باتین بیان کرنی شروع کین یہانتک کہ اُسکی باتون سے میرے دل مین ایک دلچسپی کی آگ بھڑکی جبکہ اُسنے ظاہرا دولت کی ایک صورت مجھے دکھائی اور اُسنے مجھسے خود ہی کہا کہ مین تم سے یہ بات کہتا تو ہون لیکن شاید تمھین پسندیدہ نہ ہو۔

فقیر بیدین۔ سفر تم نہین جانتے کہ کس قدر خزانہ اس بندر مین ہی جس کے تم مالک ہو لیکن یہ میرا مطلب نہین ہی کہ جب تک یہ زندہ رہے اِس مین سے یہ خزانہ نکل آئے بلکہ میری یہ غرض ہی کہ جب یہ مر جائیگا تو وہ خزانہ اسمین سے نکل آئیگا۔ اگر یہ مر جائے پھر مین اسمین سے ایک مصالحہ نکالون کہ جس سے پھر پورا جادو ہو سکتا ہی۔ شاہ کی حرمون مین وہ سونے کے برابر وزن کرکے بیچا جائیگا۔ تم واقف ہو کہ صرف بندر کا کلیجہ اور خاص کر اس قسم کے بندر کا کلیجہ جو تمھارے پاس ہی اسقدر مفید ہی کہ تمھارا مطلوب تم پر خود عاشق ہو جائے اور اپنی جان نثار کرنے لگے۔ اسکی ناک کا چمڑا اگر ناک کے گرد آدمی لپیٹ لے تو پھر ممکن ہے کہ زہر اثر کرے اگر اس بندر کو دھیمی دھیمی آگ مین جلایا جاے اور اندر ہی اندر اُس مین جلتی چلی جاے اور پھر یہ راکھ ہو جائے اس کی راکھ اسی قسم کے بندرون کو فائدہ دیتی ہی۔ انھین چالاک عیار۔ اور مقلد بنا دیتی ہی یعنی قوت تتبع ایسی آجاتی ہی کہ جو کچھ اُن کے سامنے کرو وہ اُسی وقت سیکھ لین۔ اُس نے پھر یہ تجویز کیا کہ ہم اِس جانور کو ضرور ہی قتل کرین گے۔

مین واقعی اِس تجویز سے بہت گھبرایا۔ مین اور یہ دونون گویا گھر سے ساتھ نکلے تھے جو کچھ نامساعد بخت سے ہم پر گذرتی وہ ہم مل کر سہتے اور جو کچھ ہمین فراخی اور کشادگی یا سربلندی ہوتی ہم دونون پر برابر گذرتی اور پھر ایسی صورت مین اُسے اس وحشیانہ طریقہ سے کھونا ہر شخص

جان سکتا ہی کہ میرا دل کیا کہتا ہوگا۔ مین عنقریب درویش کو جواب خشک دینے کو تھا جب
مین نے دیکھا کہ کیا تو فقیر کا چہرہ ہنس مکھ سا تھا اور بخندہ پیشانی باتین کر رہا تھا یکا یک مارے غصّے
کے سرخ ہوگیا اور اب اُسکے رنگ گرگٹ کی طرح بدلنے لگے مجھے یہ ڈر معلوم ہوا کہ کہین یہ اُسے
زبردستی نہ چھین لے کیونکہ اسوقت مین کچھ بھی نہین کر سکتا تھا مین آخر بہت ہی بیدلی سے
اُسکے تعمیل حکم پر راضی ہوا۔ ہم پھر سڑک سے علیحدہ ہو گئے۔ اور اس بندر کو ایک تنہا پہاڑ
کے درہ مین لے گئے۔ ہم نے گیہون کے درخت کے سوکھے ٹھنڈ اور جڑین وغیرہ جمع کین اور
ایک آگ مشتعل کی جو فولاد کو بھی گلا دے۔ جب وہ آگ خوب مشتعل کی گئی میرا ساتھی اُس مین
بیجا یا گیا۔ اُسنے میرے مظلوم بندر کو پکڑ لیا اور آناً فاناً مین اُسے ہلاک کر ڈالا۔ پھر اُس درویش
بیدین نے اُسکی نعش کی قطع و برید کی اُس کا جگر نکال لیا۔ اس کی ناک کا چمڑا اُڑا لیا اور پھر
اُسی آگ مین اُسے جلا دیا۔ جب یہ جل بھن کر راکھ ہو گیا پھر بڑی ہوشیاری سے اُس کی کل
راکھ کو جمع کیا۔ اور یہ راکھ اُس فقیر نے اپنے رومال کے کونہ مین باندھ لی۔ پھر ہم دونون
مل کر سفر کی راہ پر روانہ ہوے۔

ہم ایک ٹھیک اور درست وقت مین اصفہان پہونچے وہان مین نے بھان متی کے
کپڑے اُتار ڈالے اور فقیری پوشاک پہن لی اور پھر ہم سیدھے طہران کی طرف بڑھے یہان
میرے آقا پیر کی بہت ہی آؤ بھگت ہوئی۔ جون ہی لوگون نے سنا کہ یہ آگیا ہی جوق جوق
اُس کی زیارت کے لیے آنے لگے۔ اور اُس سے تعویذ گنڈے لینے شروع کیے۔ ماؤن نے
اپنے بچون کو نظر بد سے بچنے کے لیے تعویذ مانگے۔ بہتون نے کہا شاہ جی کچھ ایسا کرو جس سے
میرا خاوند تابع دار ہو جاوے۔ جنگ آور سپاہی بھی برا جے کہ کچھ ایسی تنیے محافظ دیجیے کہ
جنگ مین ہمین تفنگ جگر دوز اور گولہ قلعہ شکن مطلق اذیت نہ پہونچا سکے۔ لیکن شاہی
محلسرا کی بیگمین اس فقیر کی خاص الخاص گاہکون مین سے تھین۔ اُن کا مدعا دلی یہ تھا
جسکے لیے وہ جان دیتی تھین کہ کسی طرح شاہ کی توجہ ہم پر مائل ہو۔ ان مطالب کے لیے

مادی اشیا جو اس درویش بیدین سے فراہم کین واقعی بہت ہی بڑی بات تھی اُسکے پاس سیاہ گوش کے بال تھے الو کی پیٹھ کی ہڈی - اور مختلف تیاریون کے لیے ریچھ کی چربی بھی رکھتا تھا - ایک بیگم کے ہاتھ جو بسبب اپنی زیادہ عمر ہونے کے نظرون سے گری ہوئی تھی اور بیگمون کی نسبت اس پر التفات شاہی نہوتا تھا میرے اُسی بندر کا کلیجہ بیچا اور اس بیگم کو یقین دلایا کہ جسوقت تم اس کلیجہ کو اپنے جسم کے کسی حصہ مین باندھکر شاہ کے آگے جاؤگی شاہ تمھاری اور رقیب بیگمون سے تم ہی کو ممتاز کرینگے اور نگاہ شاہی کی تم ہی مطمح ہوگی - ایک بیگم نے یہ شکایت کی کہ مجھپر شاہ کبھی نظر ہی نہین ڈالتے ہر چند مین بنی سنوری رہتی ہون کہ اُن کی توجہ اپنی طرف پھیرون لیکن وہان تیہ ہی نہین - درویش بیدین نے اُس بندر کی راکھ اُسے دی کہ اسکا جوشاندہ کرکے پی جانا - تیسری بیگم نے یہ کہا کہ میرے جھریان پڑ گئی ہین کوئی ایسا جادو کرو کہ جھریان مٹجائین درویش نے ایک تیل اُسے دے کر کہا کہ اگر اُسی طریقہ سے ملا گیا جس طرح سے مین نے رکھا ہی اور بیگم صاحبہ جب تک آپ ہنسین بھی نہین تو جسقدر جھریان پڑی ہوئی ہین وہ سب یکلخت دور ہو جائینگی اور چہرے کی کھال تن جائیگی -

مجھے ان تمام پوشیدہ باتون سے واقف کیا - جب کبھی میرا مرشد اپنا اعتقاد لوگون مین جمانے کے لیے جو اُسکے دام فریب مین پھنس جاتے تھے ایسی فوق العادت باتین کیا کرتا تھا کہ تو یعنی جسقدر اُسکی باتین ہوتی تھین سب بہت ہی بے سود جھکا سر نہ پیر - غرض جو کچھ نفع ان باتونسے وہ حاصل کرتا تھا اور یا میرے رفیق بندر کے ضایع ہونیسے اُسے ہوا وہ سب اُسیکا حصہ تھا مجھے ایک تانبے کا پیسہ تک بھی نہین ملا -

مین درویش بے دین کے ساتھ مختلف شہرون مین پھرا کہین ہم ولیون کی طرح سے سمجھے جاتے تھے اور کہین صرف ہرزہ گرد بھکاریون کی طرح زندگی بسر کرتے تھے - ہمارا سفر صرف پیرون ہی سے تھا یعنی پیدل ہی چلتے تھے - اسلیے مین نے ہر مقام کو بصراحت تمام

ملاحظہ کیا ہم طہران سے قسطنطنیہ چلے گئے اور قسطنطنیہ سے الیپو۔ اور دمشق مین ہوکر قاہرہ چلے گئے پھر قاہرہ سے ہم مکہ۔ مدینہ آگئے۔ اور وہان سے جہاز مین بیٹھکر جدہ پہونچے۔ جدے سے سورت مین اور سورت سے گجرات۔ اور گجرات سے کشمیر۔ ولاہور ملاحظہ کیا۔ کشمیر مین درویش نے چاہا کہ لوگون کو اپنے جل مین پھنساؤن لیکن وہ لوگ کچھ ہمین تاڑ گئے تھے آخر ہم بہت ہی بعزتی سے وہان سے جھیوان کھسکے۔ یہان سے ہم ہرات چلے آئے یہان ہم نے اپنی آرزوون پر پوری کامیابی حاصل کی کیونکہ افغان ایسے سریع الاعتقاد تھے کہ جو کچھ ہم کہتے تھے وہ سب پر ہی تو آمنا صدقنا کرتے تھے۔ لیکن یہان درویش نے عجیب جل کھیلا کہ ولی بننے کی تدبیر کی رجب معجزات تیار کرنے کے لیے ہمارے کرتب اور جنتر پورے ہو گئے درویش نے چاہا کہ جو کچھ وعدہ کیا تھا اُسکا جلوہ اُنھین دکھادون۔ درویش نے اپنے کو ایک جھونپڑے مین جو ایک پہاڑ پر بنا ہوا تھا اور جواہرات کے بہت ہی قریب تھا چھپایا یہین نے ان سریع الاعتقاد لوگون کو اس امر کا یقین دلایا کہ یہ فقیر وہی کھانا کھاتا ہی جو فرشتے یا جنات اسکے لیے لاتے ہین۔ لیکن یہ درویش بیدین سوء ہضمی سے وہین مرکر رہ گیا فرشتے کھانا دینے کیا آتے تھے اور ساتھ ہی گھسیٹ کر لے گئے اُسنے بھیڑ کے کباب اور مٹھائی بہت سی کھائی تھی نہ ہضم کر سکا۔

	افسوس کہ دنیا سے سفر کر گئے درویش آنکھین تو کھلی رہگئین پر مر گئے درویش	

مین نے ان سادہ لوحون مین صرف اپنا اعتقاد جمانے کے لیے یہ کہا کہ حضرت اصل امر یہ ہے کہ یہ جن ہماری صحبت کے ایسے بھوکے ہین کہ یہ ہرگز نہین چھوڑتے بھلا انکو ایسے ولی اللہ کی صحبت کہان نصیب ہو۔ اُنھون نے آسمانی کھانا اُنھین اسقدر کھلایا کہ روح کی آمد و رفت کی جگہ بھی نہین رہی وہ ان کے جسم کو چھوڑ گئے اور پانچوین آسمان مین اُنھین اس تیز جھکڑ مین اُڑا لے گئے کہ جو آجکل چل رہا ہی۔ یہ آندھی یا باد سموم کے جھکڑ موسم گرما مین بیرون تک

برابر چلا کرتے ہین اگر یہ ہوا نہ چلے واقعی باشندے گرمیون مین مرجائین - مین نے اس امر کی بھی فکر کی کہ ان کو اس بات کا یقین ہو جاوے کہ درویش کا یہ معجزہ صرف تمھارے ہی فائدے کے لیے ظہور پذیر ہوا ہے - مگر اُن بوڑھے اشخاص نے جو اپنے بچپن سے اس ہوا کو یون ہی چلتا ہوا دیکھتے تھے ہرگز یقین نہین کیا اور میرے کہنے پر وہ معتقد نہوے لیکن اُنکی بے اعتقادی کچھ بھی نہ چلی کیونکہ وہ ایسے تھے جیسے آٹے مین نمک اُن کی چل ہی کیا سکتی تھی - درویش بہت ہی بڑی عزت سے دفن کیا گیا - شاہزادہ ہرات اسحاق مرزا نے خود کندھا دے کر اُسکے تابوت کو قبر مین اتارا - افغانون نے ایک بہت بڑا مقبرہ بنوا دیا اور اب یہ ایک بہت بڑی زیارت گاہ ہے ہرات کے اردگرد کے حصص سے لوگ زیارت کرنے آتے ہین -

اپنے رفیق گرو کے مرنیکے بعد مین کچھ مدت ہرات مین رہا - اسلیے کہ جو کچھ منافع اور تعظیم و تکریم میری ہوس کا لطف اُٹھالون کیون کہ ایک تو مین ایسے نامی گرامی درویش کا دوست دوسرے شاگرد - باوجودے کہ فقیر یکایک مرگیا لیکن مین نے اپنے ارادے اور عندیے سے توبہ نہین کی اُسی طرح ثابت قدم رہا - مین نے اپنے افسون کی بہت ہی قیمت اٹھائی اور میرے پاس ایک زر خطیر اپنے متوفی دوست کا کنگھا - اور ناخن فروخت کرنسے جمع ہوگیا مین نے خریدارون کو یہ یقین دلایا کہ جب مین چلا جاؤنگا اور تم پہاڑون مین پھروگے تمھین کسیطرح کا آسیب نہین ستا سکتا گو اسوقت وہ میرے ہی سبب سے یہان جمع ہین - جب مین کنگھا اور ناخن فروخت کر چکا اور کنگھا معزز معزز ڈاڑھیون مین کیا جانے لگا تو مین نے یہ سوچا کہ ایسا نہو کوئی میری اس تجارت پر حجت کرے باوجودیکہ ان کو صرف اُنکی سریع الاعتقادی کے صدقہ مین مین نے فریب سے اپنا گرویدہ بنا لیا تھا لیکن مصلحتاً مین نے ہرات کو چھوڑ دیا اور فارس کے مختلف حصص مین ہوتا ہوا ہزارہ کے میدان مین آیا یہان لوگون کو صرف ڈیرے ہی مین رہتے ہوئے پایا - کابل اور قندھار کے بیچ مین یہ ایک کھلے ہوے ملک کے محیط آگر واقع ہوا ہے - یہان میری کامیابی اسقدر ہوئی کہ ہمُ کی ہرگز مجھے امید ہی نہین تھی ہرات مین جو کچھ

درویش بیدین نے کیا تھا یعنی اُسنے ولی بننے کی تدبیر کی تھی وہی مین نے یہان کی (حاجی بابا کہتا ہی)۔ پھر درویش سفر نے اپنا ہاتھ اُس فقیر کے کندھے پر رکھا جو اُس سے دوم نمبر پر بیٹھا ہوا تھا اور کہا کہ اس موقع پر یہ بھی میرا ساتھی تھا۔ اور اُسے یاد ہوگا کہ ہم نے ایک ایسی تدبیر کی تھی کہ جس سے ہزارہ کے باشندون کو یقین کامل ہوگیا تھا کہ ان کے پاس ایک ایسی دیگ ہے جو ہر وقت پکے ہوے جانورون سے پُر رہتی ہی یہ وہ معجزہ ہی کہ جو لوگ ان باتون کا اعتقاد نہین کرتے وہ بھی اُس وقت تک سر تسلیم خم ہی کرینگے کہ جب تک اُن پر اس کی اصلیت نہ کھولی جائیگی فی الجملہ مین یہان حضرت اسحاقؑ کے نام سے مشہور ہون جسکی نسبت تم پہلے ہی خراسان مین بہت کچھ سُن چکے ہوگے باوجودیکہ شاہ نے میری کرامتون پر بہت حملہ کیا لیکن پھر بھی میری کرامتین ویسی کی ویسی بنی رہین۔ مین نے صرف اپنے معتقدین کی سرگرمی اور سریع الاعتقادی سے اسقدر سامان مہیا کرلیا ہی کہ اپنی زندگی بآرام گذارون۔ کچھ مدت سے مین یہان مشہد مین رہتا ہون ایک ہفتہ گذرا ہوگا کہ ہمنے ایک عجیب کرامت دکھائی یعنی ایک اندھے لڑکے کی آنکھون کو روشن کردیا اسلیے اب ہماری اور بھی زیادہ پرستش ہوتی ہی۔

یہان درویش سفر نے اپنی تاریخ ختم کی اور اپنے دوسرے ساتھی سے کہا کہ اب تو اپنی تاریخ بیان کر۔

یہ وہ فقیر تھا جو ہزارہ مین اسکا ساتھی رہ چکا ہی اسنے اپنی تاریخ حسب ذیل بیان کی وہو ہذا شہر قم مین میرا باپ بڑا قانونی مشہور تھا اسکی ناموری زیادہ تر اسکی عبادت گذاری اسکی صفائی اور اسکے صوم الدوامی کے سبب سے تھی جو فارس مین اول نمبر کی گنی جاتی تھی میرے باپ کے بہت سے لڑکے تھے ہم سب کو ہمارے مذہب کے اندرونی حصص کی بہت ہی مضبوطی سے مشق کرائی جاتی تھی۔ جس سختی اور تشدد سے کہ ہمکو مشق کرائی جاتی تھی وہ صرف ہمارے ہی نفس پر بسبب عیاری اور فیلسوفی کے مخالف تھی۔ یہ خاصتین رفتہ رفتہ ہماری طبیعت مین بیٹھتی چلی گئین اور ہمارے طرق مین خوب ہی گندھ گئین۔ ہماری حالتون پر

کسی دوسرے خیال کے بغیر ہم پر پہلے ہی گویا فریب اور دغاؤن کے چھتے کا داغ لگا یا گیا گویا ہم بہت بڑے جھوٹے اور جنمی فریبی بنگئے۔ مین بجاے خود تو ایسا فریبی اور دغا باز بنا کہ آخر کو درویش بن بیٹھا اور جو کچھ ناموری اور شہرت مین نے حاصل کی وہ اِن خوش قسمت حالتون مین حاصل کی ہی جو مین ذیل مین بیان کرتا ہون۔

مین طہران مین پہونچا ہی تھا اور مین ایک عطار کی دوکان کے سامنے ہی اپنی جگہ قیام تجویز کرکے بیٹھا ہی تھا کہ اتنے مین ایک بڑھیا عورت دوڑی ہوئی میرے پاس آئی اور کہا کہ میرے آقا عطار کو ابھی معمول سے زیادہ کھانے کے باعث سے مرض لاحق ہو گیا ہی۔ جو دوا کہ اُسنے کھائی ہی اُسنے کچھ بھی فائدہ نہین کیا اُسکے لواحقین چاہتے ہین کہ اُسکے لیے کچھ تعویذ گنڈا کرین۔ شاید اُس سے فائدہ ہو اِس عورت نے مجھسے تعویذ لکھنے کے لیے کہا۔ چونکہ وہان میرے پاس نہ کاغذ تھا نہ قلم تھا۔ نہ دوات تھی مین نے اِسی بات پر زور دیا کہ وہ بڑھیا مجھے اپنے گھر لیجائے اور مین نے وہین تعویذ لکھنے کا وعدہ کیا۔ وہ عورت رضامند ہو گئی۔ اور پہلے مجھے ایک چھوٹے سے مربع احاطہ مین لے گئی۔ پھر مین وہان سے کمرے مین گیا جہان مین نے دیکھا کہ وہ مریض پلنگ پر سے نیچے اُتار لیا گیا ہی اُس کو کثرت سے عورتین گھیرے ہوے ہین اور جہانتک کہ اُس جگہ کی وسعت تھی عورتین ہی عورتین نظر آتی تھین جو واویلا مچا رہی تھین اور اُنکا یہ رونا تھا وائے۔ وائے۔ یہ چلا یہ چلا۔ دوائی کا سامان اِدھر اُدھر پھیلا ہوا تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اُسکے تندرست کرنے خواہ مار ڈالنے کی سب تدابیر ہو چکی ہین۔ ایک بڑا ظرف جسمین کثرت سے اطبّا کے نسخے رکھے تھے ایک الماری مین رکھا ہوا تھا ایک کونہ مین ایک بینی بنفشی کی نلی جو ایک جانکنی کا اوزار تھا پڑی تھی۔ اور دوسرے سائبان مین حضرت ڈاکٹر بھی ایک جگہ بیٹھے ہوے نہایت ہی بے پروائی سے اپنا پائپ پی رہے تھے اور سب یہ معلوم ہو گیا تھا کہ اب انسانی تدابیر غیر مفید ہین اور وہ بیان کر چکا تھا کہ طلسم سے اچھا کرنا یہ اسکا آخری علاج ہی۔ اور وہ طلسم میری تقدیر مین لکھا ہوا تھا کہ مین لکھ کر اُسے دون۔ یہ ایک قاعدہ ہی کہ نیا فقیر زیادہ امیدین

دلاتا ہی جون ہی مین مریض کے کمرے مین داخل ہوا مین نے دیکھا کہ وہان بہت ہی گڑبڑ
مچنے لگی۔ مین نے بطور حکومت کے ایک ٹکڑا کاغذ کا مانگا گویا یہ معلوم ہوا کہ اسے اپنے تعویذون پر
بہت ہی بھروسہ ہی (گو پہلے مین نے کبھی تعویذ نہین لکھا تھا) ایک بڑا النبا چوڑا کاغذ لایا گیا جو
نسخہ لکھنے کا بیٹھن ہو۔ قلم اور روشنائی بھی مجھے دی گئی۔ مین اپنے پورے جذبہ مین بھر آیا
اور مین نے کاغذ پر بہت بدخط نرالے طریقے سے لکھنا شروع کیا۔ اور اس کاغذ پر اللہ محمد علی حسن حسین
کے اور اور اماموں کے نام لکھے۔ اور اُن کو مختلف صورتون مین رکھا اور کاغذ پر بجاے حروف کے
نقش کاڑھنے لگا۔ اور مختلف شکلین بنائین پھر مین نے اُسے بڑی تعظیم اور ادب سے ڈاکٹر کو دیا
اُسنے اسی وقت پانی اور ظرف مانگا اور اُن تعویذون کو پانی سے اس ظرف مین گھولا۔ پھر
وہ لوگ جو پاس کھڑے ہوے تھے اُنھین نے ہاتھ پھیلا پھیلا کر دعائین مانگین کہ یا امام حسین
ان تعویذون مین اثر دینا کہ مریض کو شفا حاصل ہو جاے پھر ڈاکٹر نے یہ کہا کہ لو اس مریض کو
یہ جاکر پلادو۔ اگر اسکی قسمت مین جینا ہی یہ مبارک نام جو وہ اب نگل جائیگا اُسے چنگا کر دینگے
اور اگر اسکی زندگی نہین ہی تو پھر میری ڈاکٹری اور نہ کسی شخص کا کوئی اور کرتب اُسے فائدہ بخش ہوگا
ایک گھونٹ اُسکا پلایا گیا اور ہر ایک کی نگہ اُس کے کمبخت چہرے پر پڑنے لگی کہ شاید اُسکے دیے
سے کچھ افاقہ کی صورت نظر آتی ہی۔ کچھ دیر تک یہ اسی طرح سے پڑا رہا گویا اسمین زندگی کی کوئی علامت
ہی نہین ہی۔ نہ صرف مین اور ڈاکٹر بلکہ اور لوگ بھی اچنبھے مین رہے لیکن پھر اُسنے ایک چیخ ماری
اور آنکھین کھول دین اپنا سر اُٹھا کر اپنے بازو پر رکھا اور ایک ظرف منگایا اور اسمین قے کر دی۔
اور اچھا ہو گیا۔ مین فوراً اپنی طبیعت مین خوش ہوا اور مین نے سمجھ لیا کہ یہ صرف اُس نسخہ کا
اثر ہی جو مین نے اُسے گھول کر پلایا تھا اور یہ متلی اور ابکائی صرف روشنائی کا اثر تھا جس نے
اُسے تندرست کر دیا۔ اب مین نے ان لوگون سے کہا کہ آپ جانتے ہین کہ یہ صحت صرف
میرے تعویذ کی برکت سے ہوئی ہی۔ ورنہ اُس کا جینا ہرگز ممکن نہ تھا۔ اُسکے مقابل مین
ڈاکٹر نے یہ کہنا شروع کیا۔ کہ یہ تندرستی صرف میری ہی دوائی سے حاصل ہوئی ہی کیون کہ

جون ہی اسکے مریض نے آنکھین کھولین اُس نے یہ کہا۔ مین نے تمھین ایسا نہیں کہا تھا۔ یہ صرف میرے ہی نسخہ کا اثر تھا کہ یہ اچھا ہوگیا ورنہ اِس کا جینا محض نا ممکن تھا۔ مین نے بھی مگر اُس کو ذرا نہ چلنے دیا۔ مین نے کہا کہ جب اے ڈاکٹر صاحب آپ اپنے مریض کو اچھا کر سکتے تھے پھر یہ تو فرمائیے کہ مجھے بلانے کی کیا ضرورت تھی۔

	شرط انصاف ہی ہر بات مین اے بندہ نواز	

بس آپ اپنی حکمت لبیٹ رکھیے اور جس کا آپ سے تعلق ہی نہین ہی اُس مین دخل در معقولات نہ دیجیے۔

ڈاکٹر۔ مسٹر درویش مجھے اسمین شک نہین ہی کہ تم پُر تاثیر تعویذ لکھ سکتے ہو اور اس کے معاوضہ مین تم بڑی قیمت لے سکتے ہو لیکن ہر شخص اِس بات سے واقف ہی کہ درویش کون ہین اور کیسے ہوتے ہین اگر ہمیشہ ان کے تعویذون مین اثر ہی ہو اور کبھی خطا ہی نہ کرین تب بھی اُس مین کچھ ان کی بزرگی نہین ہی کہ جو تعویذون کو پُر تاثیر بنا دیتا ہی۔

مین تو ہی کون کُتا۔ اور مجھ خادم پیغمبر سے تو یہ کیا بکتا ہی۔ ڈاکٹرون کی جہالت کون نہین جانتا کہ ضرب المثل نہین ہی۔ تم اپنی جہالت کو تقدیر پر ڈال کر چھپاتے ہو اگر اتفاقاً اور حیاتاً باشد مریض اچھا ہوگیا پھر تو تم یہی کہتے ہو کہ یہ صرف ہمارے ہی نسخہ سے اچھا ہوا ہی اور اگر وہ مرجاے تو کہتے ہو خدا کے بھیدون مین کون دخل دیسکتا ہی اسکی تقدیر ہی مین مرنا لکھا ہوا تھا آدمی کی کوشش اُس سے کیونکر مفید ہوسکتی ہی۔ اب تو آپ مہربانی فرماکر تشریف لیجائیے جب کسی دوسرے مریض کو تم قریب مرگ کردوگے اور پھر تمسے اُسکا کچھ نہو سکیگا مجھے بلا بھیجنا اُسوقت مین تمھاری ڈھیٹھ جہالت کی اصلاح کرکے اسیطرح اُس مریض کو بھی کو بھی اچھا کردونگا جیسا مین نے اِس عطار کو کیا ہی۔

ڈاکٹر۔ تیری اور اپنی جان ایک کردونگا مین وہ شخص نہین ہون کہ مین نے آج تک کسی سے بھی یہ کلام ناشائستہ سنے ہون کہ آج مین فقیر کے کہنے سے بھی کمتر بنایا گیا بس تو کہنے ہی

وہ فوراً اُٹھا اور کپکپاتی ہوئی صورت مین میرے پاس آیا اور جہانتک اُس سے ممکن ہوا مجھے خوب ہی بُرا بھلا کہا۔ مین نے بھی اُسکے جواب مین اسکی اہانت مین کوئی کسر نہین رکھی یہانتک کہ گھونسے بازی ہونے لگی۔ اسنے اس زور سے میرے سر کے بال پکڑ کر کھینچے اور مین نے اسکی ڈاڑھی اُسی طاقت سے اینچی کہ مین نے مٹھی بھر کر اُسکی داڑھی اُکھیڑ لی اور اُسنے میرے سر کے بال صاف کیئے۔ ہم نے ایک دوسرے کے منھ پر تھوک دیا۔ اور کاٹ بھی کھایا۔ غرض اسقدر تیزی سے لڑائی ہوئی کہ تو بہ مریض بیہوش ہوگیا۔ اور عورتون نے غل مچانا شروع کیا۔ بڑا زبردست واویلا مچنے لگا اور شاید اس فساد اور غل وشور کا انجام بخیر نہ ہوتا اور یہ معاملہ بہت ہی طول کھینچ جاتا کہ ایک عورت ہماری طرف دوڑی اور اُس نے کہا کہ ارے غضب کرتے ہو پولیس مین دروازہ کھٹکھٹا رہے ہین۔ اور دریافت کر رہے ہین کہ یہ جھگڑا کہان ہو رہا ہے۔

بس یہ سنتے ہی ہم علٰحدہ ہوگئے اور اسوقت مین یہ دیکھ کر بہت ہی خوش ہوا کہ پاس کھڑے ہوے اشخاص میری طرف تھے۔ اُس لیے کہ اُنھون نے ڈاکٹر کی دوائی اور ہنر کی توہین کی کہ طبیب ہمیشہ اِسی خیال مین رہتا ہے کہ مریض اچھا ہو یا نہ ہو اُس کو روپیہ دیدو۔ اُن لوگون نے اسوقت میری طرف اس طرح سے دیکھا کہ گویا مین اُن کو ولی اللہ معلوم ہو رہا ہون کہ جس خدا نے میرے ہاتھ کے لکھے ہوے مین وہ تاثیر بخشی ہے گویا مین سب مرضون کو اچھا کر سکتا ہون۔

جب ڈاکٹر نے دیکھا کہ یہ معاملہ پیش آیا جہان تک اُس سے جلدی ہو سکا وہ وہان سے سٹکا کمرے کے چھوڑنے سے پہلے اُسنے جھک کر جسقدر کہ اس کی داڑھی کے بال گرے تھے اور جن کو مین نے نوچ کر پھینکا تھا سب چُن لیئے اور کچھ بال میرے سر کے بھی اسمین شامل کر لیے اور اُن کو ہاتھ مین لیکر میرے منھ کے آگے نچایا اور یہ کہا۔ اسوقت ہم دیکھینگے جب کل آپ قاضی کے پاس آئینگے کہ کس کی طرف خندہ زنی ہوتی ہے اسلیئے کہ ٹھہر مین داڑھی کا ایک بال ایک ایک کرکے

کی قیمت رکھتا ہے اور مجھے آپ کے طلسم پر شبہہ ہے کہ جسقدر میرے ہاتھ مین یہ بال ہین آیا آپ اُنھین خرید لیتے ہین یا نہین یہ ایک صریح امر تھا کہ جب اُسکا غصہ ٹھنڈا ہو جائیگا یہ ہرگز صرف اپنے ہی نامی کے سبب سے قاضی کے اجلاس مین مقدمہ دائر نہین کرنے کا کیونکہ اس سے اس کی ناموری مین بٹہ آتا ہے۔ اس لیے مجھے اسکا کبھی ڈر نہ ہوا کہ مین عدالت مین گھسٹون گا۔ اس کا تردد ہی میرے دل سے جاتا رہا۔ اور مین نے صرف یہ خیال کیا کہ کیسا خوش قسمت موقع پڑا ہے کیا کہنا

آفرین باد برین ہمتِ مردانۂ من

اب یہ شہرت سارے مین ہوئی کہ عطار (جس کا طہران مین اول نمبر تھا) جان بلب تھا ایک فقیر نے کہ جو نووارد تھا اُس کو اچھا کر دیا ورنہ اُس کے مرنے مین باقی ہی کیا رہگیا تھا۔ اس شہرت سے میری طرف عوام الناس کا رجحان ہونیلگا۔ صبح سے شام تک بیٹھا ہوا مین تعویذ لکھا کرتا تھا جس قسم کا کوئی شخص مانگتا اُسی قسم کا دیتا چند ہی روز مین میرے پاس سیکڑون روپیہ ہوگیا۔ لیکن مین اپنے کو بد قسمت خیال کرتا ہون کہ روزانہ اُس عطار سے میری ملاقات نہوتی تھی۔ صرف اس کی کرامت سے جو اُسکے زندہ کرنے مین ظہور پذیر ہوئی تھی مین نے ناموری پوری حاصل کرلی تھی جس سے میرے تفکرات دن بدن کم ہوتے جاتے تھے۔ اب میرا ارادہ ہوا کہ فارس کا سفر کرنا چاہیے مین نے فوراً طہران چھوڑ دیا۔ جہان کہین میرا منھ اٹھا اور جس شہر کی طرف جاہتا مین چل دیتا لیکن کسی شہر مین پہونچنے سے پہلے مین اپنی چالاکی سے یہ تدبیر کرتا کہ اس شہر مین داخل ہونے سے پہلے میری ناموری اور ولایت کی شہرت ہوجائے عطار نے مجھے اپنی مہر لگاکر ایک تصدیق دی تھی اور اُس مین یہ مرقوم تھا کہ صرف شاہ صاحب کے تعویذ کے صدقہ مین میری دوبارہ زندگی ہوگئی ورنہ میرا بچنا محال تھا۔ تو جس مقام اور جگہ پر کہ میرا گذر ہوتا تھا اُسی تصدیق کو مین پیش کرتا تھا تاکہ ان رپورٹون کو اور بھی مضبوطی ہو جو میری تعریف اور توصیف مین مشتہر ہو رہی تھین۔ اس وقت اسی ناموری اور نیکنامی کا تمغہ پہنے ہوئے مین کس عمدگی سے زندگی بسر کر رہا ہون۔ اور اسی ناموری کے صدقہ مین روزمرہ کی کاربراری

کے قابل مجھے حاصل ہوجاتا ہے۔ لیکن جب مین دیکھتا ہون کہ آمد مین کچھ فرق آیا بس جہان کہین میرا دل چاہا مین چلا گیا۔ بس یہ کہ کے اُس فقیر نے بھی اپنی ہتی ختم کی۔

جب تیسرا درویش موجود ہوا اور اپنی رام کہانی کہنے لگا تو اس نے یہ کہنا شروع کیا۔

"وہ اب نئی رنگ کی ہوتی ہین دلیل وبرہان"

بھائیو۔ میری کہانی تو بہت ہی چھوٹی ہے۔ اگرچہ قصہ گوئی میرے پیشہ مین داخل ہے جہان مین ایک اسکول ماسٹر کا بیٹا ہون۔ اُس نے صرف اس خیال سے کہ میری قوت حافظہ بہت ہی بڑھی ہوئی ہے مجھے صدہا قسم کی کہانیان بزبان حفظ کرانی شروع کین اور جب میرے باپ نے ملاحظہ کیا کہ اب میرے بیٹے کا دماغ کافی تربیت سے پورا ہوگیا اور اُسے قصص کا پورا علم ہوگیا تو اُسنے فقیری کی پوشاک مین مجھے دنیا مین جانے کی اجازت دی اور کہا کہ تو لوگون مین جا کے ان کہانیون اور قصص کو سنا تا کہ تیری قابلیت اور لیاقتون کا جہان مین ڈنکا بجے۔

اول ہی اول تو مجھے کچھ حاصل نہ ہوا۔ میرے سامعین میری رام کہانی سنتے تھے اور سن سُنا کر یون ہی چلے جاتے تھے مگر اسکا معاوضہ وغیرہ کچھ بھی نہین ملتا تھا رفتہ رفتہ مجھے تجربہ بھی ہوگیا اور اب مین نے اپنے پہلے طریقہ کو بدل دیا کہ لذت مین قصہ کہے چلے گئے اور جب اختتام ہوگیا تو سامعین اپنے اپنے گھر کو لینے ہوے اور ٹکا بھی کسی نے ہاتھ پر نہین رکھا اب مین نے یہ کیا کہ جب سب جمع ہوگئے۔ مین نے اُن سے کہا کہ بھائیو جو کچھ مین کہتا ہون آپ لوگ بھی ذرا مجھ مسکین کی عرض کو فیض بخش توجہ سے گوش زد فرمائین گے چنانچہ پھر مجھے ایسا کبھی بھی اتفاق نہین ہوا کہ مین نے مٹھی بھر پیسے ہر ایک قیام مین نہ کمائے ہون مثلاً جیسے شہزادہ ختا اور شہزادی سمرقند کا قصہ ہے کہ جب عفریت اہرمن نے شہزادہ ختا کو پکڑا ہے اور اُسے نگلنے کو ہوا جب شہزادہ عفریت کے منہ مین اٹکا اور اُسنے اسکو اپنے اوپر اور نیچے کے جبڑے مین دبایا اور شہزادی مو پریشان بایوسانہ اُسکے پیرون پر گر پڑی اور کہا خدا کے لیے

اے دیوؤن کے بادشاہ تو اسے بخشدے اور اسکی جان بخشی کر۔ اور جب اسکے تمام نوکر چاکر سپاہی و پائی اپنے برچھون کو دبکا کر مارے ہر اس کے سناٹے مین رہگئے اور سوارون نے اس خوفناک آفت سے پہلے ہی روگردانی کی تھی۔ اور جسوقت کہ دیو اپنی دہشت ناک آواز سے غل مچاتا تھا تو رعد و برق کی گرج کو بھی پرے ہٹھاتا تھا۔ یہ کہانی یہانتک کہکر مین ٹھہر گیا۔ اور مین نے اپنے معزز سامعین کیطرف مخاطب ہوکر کہا حضرات اب آپ ذرا اپنی تھیلیون اور کیسون کے منھ کھولیے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ کس کرامت سے شہزادہ ختا نے الٹا اس دیو مست کا سر اُتار لیا۔ بس اِن کرتبون اور ترکیبونسے لوگونکی تعجبانہ طبائع سے مین نے بہت کچھ کما لیا اور جہان مین نے دیکھا کہ میری کہانیون کا سرمایہ ختم ہوگیا اس جگہ کو چھوڑ دیا اور آگے روانہ ہوگیا۔ اور پھر وہان نیا دانہ نیا پانی نئے سننے والے اور ہمارا اُن کے کانون مین نیا بیان۔

بارھوان باب

حاجی بابا نے فریب و دغل کو مناسب سمجھکے دوسری تازہ تدابیر کین ؎

جب تینون فقیر اپنی اپنی بیتی کہ چکے مین نے اُن کا شکر یہ ادا کیا کہ صرف آپ کے صدقہ مین مجھے کسقدر باتون کا علم ہوگیا ہی۔ جہانتک مجھ سے ممکن ہوا مین نے اُنسے ہر قسم کی تعلیم پائی اور صرف اُس خیال سے کہ میری یہ حالت بدل جائے اور اپنا حال کا کام مین ترک کردون اور پھر خود بھی ایک فقیر بنجاؤن درویش سفر نے جس قدر کہ اُسے فریب اور دھوکے بازیان آتی تھین سب مجھے تعلیم کین اور یہ وہ فریب تھے جنکی خود اُس نے مشق کی تھی۔ تاکہ لوگ مجھے ایک مقدس شخص خیال کرنے لگین۔

دوسرے درویش سے مین نے تعویذون کے لکھنے کی ترکیب سیکھی اور قصہ گو درویش نے چند کہانیان مجھے حفظ کرادین جو اُسکے دماغ مین ٹھساٹھس بھری ہوئی تھین عاریتاً اُسنے مجھے اپنی کتابین دیدین اور مجھے چند قواعد کی تعلیم کی کہ کس روش اور کس ترکیب سے سامع کا

دل اپنے اوپر انسان مائل کر سکتا ہے یہانتک کہ اُسکا روپیہ گرہ سے نکل آئے۔
اُسوقت مین نے پھر اپنا تماکو بیچنا اور حقہ پلانا شروع کیا۔ لیکن جب بسبب ارتباط اور میل جول کے یہ درویش میرا سارا نفع پی جاتے تھے اور مین یون ہی لٹو بیان مار کر رہجاتا تھا مین نے آخر کار یہ کرنا شروع کیا کہ اپنے ہمیشہ کے گاہکون سے جس قسم کا تماکو دیتا تھا اُس مین اور بھی میل زیادہ کرنے لگا تو اب اُن کو بھوس خشک پتون اور خشک غلیظ کے دھوئین مین کیا خاک مزا آتا۔
ایک دن شام کا وقت تھا آفتاب رخصت ہو چکا تھا گھٹا ٹوپ اندھیاری کی چادر عالم پر پھیل چکی تھی۔ بازار بند ہونے کو تھی کہ ایک جھکی ہوئی کمر کی بڑھیا گدڑی پہنے ہوے میرے سامنے آئی اور مجھے ٹھہرا کر کہا کہ میرے پینے کے لیئے ذرا اپنا حقہ بھر دے۔ اس عورت کے چہرے پر نقاب پڑی ہوئی تھی اور اُسکے منھ سے بلا ضرورت ایک لفظ بھی نہین نکلتا تھا مین نے اُس کو اپنے سب سے برے تماکو دُن مین سے بھر دیا۔ جون ہی اُسنے حقہ کی نہال لے کے ایک گھونٹ پیا۔ بس پینا تھا کہ اُسنے اخ اخ تھو تھو کرنا اور برا بھلا کہنا سننا شروع کیا کہ فوراً چھ آدمی جمع ہو گئے۔ ان سب کے ہاتھون مین رسّیان تھین مجھے گرفتار کر لیا۔ وہ عورت جسکے چہرے پر نقاب پڑی ہوئی تھی جب اُسنے اپنی نقاب اُٹھائی تو معلوم ہوا کہ حضرت کوتوال ہین نقاب اٹھاتے ہی کوتوال نے مجھ سے یہ کہا اے بدبخت اصفہانی آج مین نے تجھے گرفتار کر لیا ہے تو نے مشہد کے آدمیون کو اپنا زہر آلود ملغوبہ پلا پلا کے بہت دنون سے تہ و بالا کر رکھا تھا اب جسقدر آپ نے کمایا ہے سب دیکھیے ناکون کے راستہ سے نکلوا لیتا ہون ایسے زیر بند بچہ تمھارے پیرون پر پڑین کہ تم بھی یاد کرو سب چھٹی کا کھایا بھول جاؤ۔ یہ کہکر اُسنے اپنے ماتحت افسرون سے کہا کہ لاؤ بہت جلد اس کا کاٹھ مین پیر دیدو۔ اسی وقت میرے دونون پیر کاٹھ مین دیدیے گئے اور پھر میرے پیرون پر زیر بند اڑنے شروع ہوے۔ اُسوقت کی بھی عجیب حالت تھی۔ دس ہزار محتسبون کی صورتین مع دس ہزار نقاب پوش عورتون کے

مین نے اپنی آنکھون کے سامنے پھرتی ہوئی اور ناچتی ہوئی ہنستی ہوئی دیکھین کہ وہ میرے اُس پیچ و تاب پر خندہ زن ہین۔

مین نے اپنے عذاب کرنے والے سے اُسکے باپ کی روح کے صدقہ مین۔ اُسکی مان اور داوا کے طفیل سے اُسکے بال بچون۔ اُس کے شہزادہ۔ پیغمبرؐ۔ علیؑ۔ اور سب اماموں کے واسطے سے رحم کی استدعا کی اور مین نے اپنے تماکو کو بہت ہی بُرا بھلا کہا۔ مین نے حقہ پلانے سے انکار کیا مین نے اپنے ان ناظرین سے اپیل کی جو میرے ارد گرد کھڑے ہوے تھے۔ اور نیز اپنے ان تین درویشون سے کہ وہ بھی موجود تھے شاید اُن کے دلون مین کچھ رحم پیدا ہو اور یہ میری نجات کی شفاعت کرین جنھون نے میری اس غمناک حالت کو دیکھ کے نہ تو اپنے بازو اور نہ اپنی زبان کو حرکت دی۔ غرض مین نے ہی اس قدر زور زور سے چلانا اور چیخنا واویلا کرنا شروع کیا کہ آخرکار مین بیہوش ہو گیا اور پھر مجھ مین کچھ حس و حرکت باقی نہ رہی۔

جب مجھے ہوش آیا۔ مین نے دیکھا کہ مین رستہ کے کنارے پر ایک دیوار کی طرف منھ کیے بیٹھا ہوا ہون اور لوگ مجھے گھیرے ہوے میری مصیبت ناک حالت کو ہکا بکا دیکھ رہے ہین لیکن اُس غول مین کوئی شخص ایسا نہین دکھائی دیا کہ جو مجھپر رحم کرتا۔ میرے حقہ وغیرہ جو کچھ میرے پاس سامان تھا وہ سب مجھسے لے لیا گیا تھا آخر جسطرح سے کہ مجھ سے ممکن ہوا مین گھسٹتا ہوا اور رگڑتا ہوا اپنے گھر کی طرف چلا۔ خوش قسمتی سے میرا گھر بہت دور نہین تھا گھٹنیون گھٹنیون مین روتا ہوا اور اس پُر درد آواز سے نالہ ہاے جگر دوز نکالتا ہوا کہ جنبر خواہ مخواہ رحم ہی آے اپنے گھر مین آیا۔

جب اس مصیبت زدہ حالت مین ایک دن تک پڑا رہا میرے تمام پیر سوج گئے تھے اور اُن کا گوشت پوست سب اوپر اُبھر آیا تھا اور بہت ہی جانکنی کی حالت تھی تو اُن تین درویشون مین سے ایک درویش سے میری ملاقات ہوئی وہ بہت ہی جراءت کر کے میرے

قریب آیا لیکن بہت ہی خوف زدہ تھا۔ درویش نے کہا کہ تم میرے رفیق ہو اس لیئے اتنی جلدی مین تمھاری مدد کے لیئے آیا ہون۔ چونکہ اول اول یہ درویش بھی اسی سختی سے پیرون کی مار کھا چکا تھا اس لیئے یہ بخوبی واقف تھا کہ کس کس علاج سے پیر اچھے ہوتے ہین اور ان زخمون مین کونسی دوا نوش دارو کا حکم رکھتی ہی۔ تھوڑی ہی مدت مین اس درویش نے میرے پیرون کو اپنی اصلی حالت پر کر دیا۔

اپنی گرفتاری کے زمانہ مین مین اس حالت پر خیال کرتا تھا۔ میرا قصد ہوا کہ مین مشہد کو چھوڑ دون کیون کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ تو یہان ایک کمبخت ساعت مین داخل ہوا تھا۔ ایک دفعہ تو میری پشت کا چورا ہوا اور ایک بار میرا لکڑی سے بکل اڑایا گیا مین نے پہلے ہی کچھ زر نقد جمع کر لیا تھا اور مین نے بڑی ہوشیاری سے اپنے کمرے کے ایک کونہ مین جس مین کہ مین رہتا تھا اس زر نقد کو دفن کر دیا تھا۔ بس صرف اسی روپیہ سے مین نے ارادہ کر لیا کہ جو کاروان جاے بس اسی کے ساتھ طہران روانہ ہون۔ مین نے اپنی راے کا درویشون سے اظہار کیا انھون نے میری اس تدبیر پر تحسین کہی اور اسکے علاوہ درویش سفر نے کہا کہ مین تمھارے ہی ساتھ طہران چلتا ہون۔ کیونکہ جسقدر لوگ میرا اعتقاد رکھتے ہین اور فقیر ہین ان کو میری اس حالت پر بہت ہی حسد ہو گیا ہی اور رات دن ان کی یہی خواہش ہی کہ وہ مجھے برباد کر دین۔ چون کہ یہ ناممکن ہی کہ مین ان کی تاب مقاومت لا سکون پھر کیا ضرور ہی کہ مین یہین پڑا رہون اور کہین اپنی قسمت آزمائی کرون گا۔

	جہان کو رست جاے بیتوان کند	

یہ امر طے پایا اور باہم اس بات کا سمجھوتہ بھی ہو گیا کہ مین بھی فقیری کپڑے زیب تن کرون بازار سے ایک فقیرانہ ٹوپی۔ تسبیح اور ایک بکرے کی کھال جس کو مین نے اپنے کندھون پر ڈال لیا خریدا اور اب تیار ہو ہوا کے مین سفر پر ایک ہی لمحہ کی کوشش مین مستعد ہو گیا۔ جب ہم سب طرح سے تیار ہو گئے تو کچھ ہمارے دلون مین ایسا بے صبراپن سمایا اور

طبیعتین ایسی اُچاٹ ہوئین کہ ہم نے باہم یہی ارادہ کیا کہ اکیلے ہی چلو، چلو چلو تو سہی جو کچھ
کرے میرا مولےٰ کرے"

ہماری اچھی تقدیر خود ہمین راہ کے خطرون سے محفوظ رکھے گی لیکن ہم نے یہ صلاح کی کہ
سفر کا ارادہ کرنے سے پہلے سعدی کی کتاب مین فال نکالو دیکھو وہ کیا صلاح دیتے ہین درویش
سفر نے کچھ اپنی معمولی پڑھنت پڑھکر کتاب کو کھولا۔ اُسنے ہمارے مدعاے دلی کے خلاف رائے
زنی کی۔ اس مین یہ لکھا ہوا تھا۔

کہ "بغیر بھروسہ اور اعتبار کے دوائی پینا۔ خلاف نتیجہ پیدا کرتا ہی۔ یا بغیر کاروان کی ہمراہی
کے سفر کرنا بھی وہی مصیبت برپا کرتا ہی"

بس جون ہی ہم نے یہ دیکھا ہمارے دل مین یہ نصیحت نقش کالحجر ہوگئی اور ہم نے
اُسی پر سر تسلیم خم کیا۔

مین یہ دریافت کرتا پھرتا تھا کہ طہران کاروان کب روانہ ہوگا کہ مین نے اپنے دوست
خچر والے کو دیکھا کہ جو ابھی مشہد پہونچا ہی تھا۔ اس کا ایک سوداگر سے معاملہ ہوگیا تھا کہ تجارتی
اشیا کو جسمین بھیڑ کا چمڑا بھی شامل تھا دار الخلافت تک پہونچا دے جون ہی میرے
دوست خچر والے کی نگہ مجھپر پڑی اُسنے بہت ہی خوشی ظاہر کی اور فوراً اپنا ناریل مجھے
اتار کر پینے کو دیا جب سے کہ اُس سے جدائی ہوئی تھی اور مجھپر جو کچھ گذرا۔ تھا سب حرف
بحرف کہ سنایا اور یہی طرح سے جو کچھ اس پر بیتا تھا اُس نے مجھ سے اپنی رام کہانی بیان کی
ایک کاروان کے ساتھ مشہد سے ہم اصفہان روانہ ہوے اس کے خچر پر کچھ تو چاندی کے
ظروف لدے ہوے تھے اور کچھ بھیڑون کی کھالین تھین ۔ راہ مین ترکمانون کے خوف سے
دم خشک ہوا جاتا تھا مگر خدا خدا کرکے ہم منزل مقصود پر امن سے پہونچ گئے۔

شہر اصفہان مین اب تک ترکمانون کے گذشتہ حملہ سے جسکا مین ذکر کر چکا ہون گڑبڑاہٹ
مچ رہی تھی اور تمام اصفہانیون کو یہ یقین کامل تھا کہ جن لوگون نے ملکر حملہ کیا تھا وہ ایک ہزار سے

ہرگز بھی کم نہیں تھے۔ اور صرف اپنی جمعیت کے گھمنڈ پر وہ بہت ہی جرأت سے یہاں حملہ آور ہوئے تھے اور قریب تھا علی حسین حجام خود ایک سردار کو اپنے ہاتھ سے بہت ہی سختی سے زخمی کر کے اپنی جان بچاکر بھاگا تھا۔

ہمیشہ مین نے اپنی سرگذشت کا راز چھپایا اور کسی پر اصلا ظاہر نہ کیا اور یہانتک کہ خچر والے سے بھی تو کسی بات کا کبھی ذکر تک نہین آیا۔ صفہان سے میرا دوست روئی کا اسباب تماکو۔ تانبے کا سامان یزد کو لے گیا اور وہان چند روز قیام کیا۔ اُس وقت ایک کاروان مشہد جانے کے لیے جمع ہو رہا تھا اور یہ اپنے خچرون کو یزد کی اشیا سے لاد رہا تھا خیر جب چیزین بکجھ [illegible] تو ہم تینون طہران روانہ ہوئے یعنی مین درویش سفر اور خچر والا جب ہم دونون چلتے چلتے تھک جاتے تھے تو خچر والا اپنے خچرون پر ہمین بیٹھنے کی اجازت دے دیتا۔

تیرھوان باب

حاجی بابا کا مشہد سے روانہ ہونا

جب مین اس دروازے سے بچ کر نکلا جس مین سے راستہ سیدھا مشہد سے طہران جاتا تھا تو ایک شخص نے زائرین مین سے میری طرف مخاطب ہو کر یہ کہا کہ خدا کرے تجھ پر مصیبت پر مصیبت برپا ہو۔ میرا رفیق درویش سفر جسکو مین اپنا بازو سمجھتا تھا میری دل سوزی کرنے لگا اور ہم دونون نے ملکر شہریون کی مخالفت مین گلے کی رگین پھلا پھلا کر باتین کرنی شروع کین۔ جو کچھ اُنھون نے میرے ساتھ کیا تھا اور مجھ سے پیش آئے تھے اُسکا مین نے پھر رونا رویا اور جو کچھ مشہد کے ملانون سے اُسے ایذا پہنچی تھی اُسنے بھی ایک ایک حرف کہہ ڈالا۔

درویش سفر۔ مین تمھاری نسبت کہتا ہون کہ تم ابھی نوجوان ہو ابھی جب تک کہ تمھین پورا پورا تجربہ نہ حاصل ہو جائیگا اسی قسم کی بہت بہت تکالیف تمھین سہنی پڑینگی۔ پھر تم کہین جا کر سمجھوگے کہ زندگی کیون کر گذارا کرتے ہین اپنی اس پہلی مار پر نہ کڑھو کیونکہ یہ ایک ہی دفعہ کی مار تمھین اور بہت سی مارون سے بچائیگی اور دوسرے وقت تمھین محتسب کو دکھائیگی۔ اگرچہ

اُسکے منھ پر نقاب بھی پڑی ہوئی معلوم ہوگی۔ مگر تم صرف اِس مار کے صدقہ مین اسے تاڑ لوگے کہ ہان یہ نقاب پوش محتسب صاحب ہین (اپنی داڑھی مٹھی مین لے کے) مجھ جیسے مُسن آدمی کی طرف خیال کرو جسنے بہت کچھ دنیا کا حال دیکھا ہی دیکھو پھر سفر پر آمادہ ہوا جو دنیعی میرے لیے ایک بہت ہی مصیبت ہی۔

مین (یعنی حاجی بابا) تو پھر آپ کے لیے یہ بہتر ہوگا اور آپ کو اہی مین آرام ملے گا کہ آپ یہین مشہد ہی مین رہین۔ اگر آپ اپنی عبادتون اور طہارت وظیفہ وظائف مین پختہ ہوے تو بلاشک ملانون کا کچھ بھی افسون نہ چل سکے گا۔ اور وہ آپ کا بال بھی بیکا نہ کر سکین گے۔

درویش سفر۔ یہ تو تم سچ کہتے ہو۔ مگر سبب یہ ہی کہ حضرت رمضان تشریف لے آئے ہین اور ان روزون کے زمانہ مین ملّانے بہت ہی میری تاک جھانک مین لگے رہتے ہین اور جب تک کہ مین حقہ نہ پیون کہ جو ایسا ہی میرے لیئے ہی کہ جیسے ایک جاندار کے لیے ہوا کا کھانا اور شراب میرے لیے روٹی ہی کہ لغیر اُسکے مین زندہ نہین رہ سکتا تو اب لامحالہ مجھے سفر کرنا لازم آیا کیونکہ مذہبًا حالت سفر مین روزہ رکھنے کی رخصت نہین دی گئی ہی اور ہمارا شب و روز یہ عالم ہی۔

ما ہمانیم و سیہ مستی ہر روزہ ہمان	نہ شب جمعہ شناسیم نہ ماہِ رمضان

گو مین انھین اب بھی دھوکا دے سکتا ہون کہ جیسے مین نے پہلے کئی بار کیا تھا کہ چھپوان سب کچھ کر لیا اور کسی کو خبر بھی نہین ہوئی لیکن مجھ جیسا مشہور و معروف شخص جسکی نسبت لوگون کا پاکی اور تقدس کا خیال ہی اور وہ چھپوان بھی دیکھا جاے تو پھر تم ہی بتاؤ کہ وہ کیونکر اپنی آزادی پوری طرح سے برت سکتا ہی۔

غرض ہم دونون شخص سمنان پہونچے کوئی مشہور واقعہ ظہور پذیر نہوا ہان ہان سمنان پہونچنے سے دو ایک دن پہلے یہ تو ہوا تھا کہ راہ مین مین نے اپنے علی قطیر دوست خچر والے کے خچرون پر اسباب لدوانے مین مدد کی تھی اور اپنی کمر پر اسباب رکھ رکھ کے لادا تھا

کہ پھر کمر مین سخت درد ہونیلگا۔ تکلیف ایسی سخت ہوئی کہ اب میرے لیے یہ محض ناممکن ہوا کہ مین کاروان کے ساتھ راہ طے کر سکون اور مین نے یہی ارادہ کر لیا کہ جب تک اچھا نہو جاؤن یہان سے نہ سرکون۔ ترکمانون کی دہشت دلون مین سما رہی تھی کاروان روانہ ہو گیا درویش جسکو شراب کی دھت اور دارالخلافہ کی خوشیون اور عیش و آرام کا چسکا لگا ہوا تھا وہ بھی کاروان کے ساتھ روانہ ہوا فیصلہ شد۔

مین نے ایک قبر پر جو شہر کے کنارے پر تھی رہنا شروع کیا۔ ایک کونہ مین بکرے کی کھال کو بچھا لیا۔ اور مین نے اپنا گذرمثل سیاحی درویشون کے بیان کیا۔ اپنا نرسنگھا بجایا اور صداہاے حق حق۔ اللہ اکبر انت جیسی نکالین۔ مین بالکل ایک وحشیانہ صورت بنگیا۔ اور مین نے اپنی شیخی بگھارنی شروع کی کہ مین یون کر سکتا ہون اور یون کر سکتا ہون اور جس قدر لوگونکو کہ دھوکا دہی اور فریب کی مجھے تعلیم دیگئی تھی سب مین نے وہان خرچ کی چند عورات میرے پاس آئین اُن کو مین نے تعویذ لکھ کے دیے اُنھون نے اسکے عوض مین مجھے کچھ میوہ۔ دودھ۔ شہد۔ اور کچھ پکوان دیا۔ میری کمر مین اسقدر درد ہونا شروع ہوا کہ ناچار مین نے یہ دریافت کیا کہ سمنان مین کوئی بھی ایسا شخص ہی کہ جو میرے اس درد کو اچھا کر دے معلوم ہوا کہ سمنان مین صرف ایک بیطار ہی اور ایک حجام ہی جنمین طبی قابلتین ہین۔ حجام کا کام تو فصد کھولنا دانتون کا نکالنا اور کسی اُترے ہوے عضو کا موقع سے بٹھانا۔ اور بیطار جو ہی وہ گھوڑون کے امراض کا علاج کرتا ہی اور کبھی کبھی انسانی امراض مین بھی مشورہ دیتا ہی۔ اور ان دو شخصون کے علاوہ ایک اور بڑھیا بھی ہی جس کی عمر امان حوّا سے کسی طرح کم نہین ہی۔ سر سے پاؤن تک کھنکڑ ہی اور وہ یہان گویا غیب دان اور بہت ہی ولی مشہور ہی اگر یہ دونون شخص کہین ناکامیاب ہوتے ہین تو پھر یہ عورت صدقہ کی حیل کیطرح سے بلائی جاتی ہی اور اس بڑھیا کے پاس قسم قسم کے مفردات اور مرکبات دوائیان ہر طرح کے درد کی ہین۔ باری باری سے انمین سے ہر ایک شخص میرے پاس آیا سب نے یہی تشخیص کیا

کہ میری کمر کا یہ درد صرف ٹھنڈک کے سبب سے ہونے لگا ہی۔ چونکہ آگ ٹھنڈک کو دور کرنے کا حکم رکھتی ہی تو انھون نے بالاتفاق یہ بات قرار دی کہ جس حصہ مین درد ہوتا ہی وہان داغ لگایا جاے۔ بیطار کو چونکہ اِس قسم کے کام بارہا پڑ چکے تھے اور اُسنے ٹھنڈے اور گرم لوہے مین اکثر تجربہ کیا تھا تو گویا وہ داغ لگانے والا مقرر ہوا وہ اپنا کام انجام دینے کی غرض سے ایک کوئلے کی کڑاہی۔ ایک جوڑا دھونکنی۔ اور چند چھوٹی چھوٹی سیخین لایا۔ ایک کونہ مین بیطار نے بیٹھ کے آگ سُلگائی اور اپنی سیخین آگ مین دہکانی شروع کین۔ جب یہ خوب دہک گیئین۔ تو مجکو زمین پر اوندھا لٹایا اور بہت ہی سنجیدگی اور آہستگی سے اِن جلتی ہوئی سیخون سے میری کمر جلائی اور اُسپر داغ دیا گیا اُسوقت جسقدر لوگ کھڑے ہوے تھے سب بہت زور زور کہہ رہے تھے خدا شفا دے امید ہی۔ میرے معالجون نے میری پیٹھ پر تیرہ داغ پیغمبر اور بارہ اماموں کے نام لے لے کر لگائے۔ اب گویا مجھپر نصف عمل ہوا تھا اسکو تو مین نے بہت ہی سختی سے برداشت کیا لیکن جب میری پیٹھ بھننے لگی۔ اور بُرا حال ہوا تو مین مارے تکلیف کے غل مچانے لگا کہ ہاے مار ڈالا ارے مر گیا۔ بچانا توبہ ہی۔

عجب تو نے جبر کے ڈھاے ہین ظالم
رہی جان ذرا بھی نہ روح روان مین

مگر وہ معالج صاحب کیا چھوڑنے والے تھے توبہ توبہ ہرگز نہ اُٹھنے دیا اور جب تک کہ اپنا پورا علاج نہ کر لیا مجکو زمین پر سے نہ ہلنے دیا۔ یہ گہرے زخم مدت کے بعد اچھے ہوے۔ اور ابھی تک یہ بالکل اچھے نہ ہوے تھے اور نہ انکا اندمال ہوا تھا کہ مین خاموش ہو رہا اور مین نے اپنے کو ایک کوٹھری مین گوشہ نشین کیا اور یہان ایک وقت بعید تک مراقبہ کیا اس کوٹھری مین سے جبتک کہ میرے زخم اچھے نہ ہو گئے اور مجھ مین پوری قوت نہ آگئی۔ اور کمر کا درد مطلق نہ جاتا رہا مین نہ نکلا۔ البتہ میری صحت صرف تیرہ بزرگ ناموں سے ہوئی جو عمل کے وقت لیے گئے تھے۔ یہ حال تمام شہر کا ہوتا ہے کہ جہان کمر مین درد ہوا اور

بیٹھ داغی گئی لیکن ہان ایک بات تو ہے اور اسکا مجھے ضرور ہی خیال ہوا کہ میرا سب سے اچھا طبیب ایک پالیسی سے بہت ہی آرام مین تھا اور اسکی قیمتی راے کو مین نے اپنی گرہ مین باندھ لیا۔ مجھے اسپر کوئی اعتراض نہین ہے کہ تمام عالم خیال کرے کہ حاجی بابا پاک ناموں کی حفاظت مین تمام عمر رہا ہے۔

اب مین نے ارادہ کیا کہ طہران کا سفر کرون لیکن جب مین نے فقیرانہ صورت بنائی تو اب مجھے لازم ہوا کہ سمنان کے لوگون کے سامنے کہانی کہون جس سے کچھ مدعاے دلی حاصل ہو۔ مین ایک چھوٹی سی کھلی ہوئی جگہ مین چلا گیا یہ مقام بازارون مین داخل ہونے کی راہ پر واقع تھا جہان شہر کے بہت سے کاہل آوارہ گرد لوگ غول کے غول دوپہر کو گشت لگایا کرتے ہین اور اپنی ادھر ادھر کی گپین شپین اڑایا کرتے ہین۔ مین نے جلدی سے بہت سے آدمی اپنے پاس جمع کر لیے وہ سب زمین پر بیٹھ گئے اور مین نے کھڑے ہوکر قصہ کہنا شروع کیا۔ ایک چھوٹی سی کہانی بغدادی حجام کی مجھے یاد آگئی جو مین نے درویش سے سنی تھی ان سب کے بیچ مین مین نے قیام کیا جنھون نے آنکھین اٹھاکر اور پھاڑ سا منھ کھول کے میرا مفصلۂ ذیل قصہ یون سننا شروع کیا۔

بغداد مین خلیفہ ہارون الرشید کے سرسبز اور قابل یادگار زمانہ مین ایک حجام علی سکل نامی رہتا تھا۔ یہ حجام اپنی پھرتی اور کاریگری سے حجامت مین اسقدر مشہور تھا کہ اگر اسکی آنکھون پر پٹی بھی باندھ دو جب بھی یہ سر کو مونڈ دیگا۔ ڈارھی اور رخسارون کے بالون کو درست کر دیگا مگر کیا مقدور ہے کہ کہین استرا لگ جائے اور ایک قطرہ بھی خون کا نکل آے۔ بغداد مین کوئی بھی ایسا شخص نہین تھا جو اس سے حجامت نہ بنواتا ہو۔ اسقدر اسکے پاس کام ہر وقت رہتا تھا کہ یہ آخر مغرور اور سرکش ہوگیا اور اب اسنے ایسے شخص کے سر کو مس ہی کرنا چھوڑ دیا جسکا مالک میرزا۔ اور آغا نہو۔ بغداد مین ایندھن کی ذرا کمی ہے اسلیے اسکی کچھ قدر ہوتی ہے چونکہ اسکی دکان مین لکڑیون کا بہت ہی خرچ رہتا تھا تو لکڑی والے اپنی لکڑیون کے

گٹھے اسی کی دُکان مین زیادہ لاتے تھے کہ یہ ذرا ہاتھ کے ہاتھ خرید کرتا تھا۔ ایک دن ایک بوڑھا شخص جسنے نیا نیا ہی یہ پیشہ ہیزم فروشی شروع کیا تھا اور جو علی سکل کی عادات سے بھی محض نابلد تھا ایک لکڑیون کا گٹھا اسکے پاس بیچنے لایا جو وہ ابھی اپنے گدھے پر بہت دور سے لیے چلا آتا تھا علی سکل نے اس سے یہ لفظ کہکر قیمت کہی کہ بھئی یہ تمام لکڑیون کی قیمت ہی کہ جو گدھے پر ہی۔ یہ لکڑی والا بوڑھا راضی ہوگیا۔ اپنے گدھے پر سے بوجھ اُتار لیا اور اسکی دُکان پر ڈال کر خواستگار قیمت ہوا جب اُسنے قیمت مانگی تو حجام نے یہ کہا کہ ابھی پوری لکڑیان تو نے نہین ڈالین۔ کیونکہ میرا اور تیرا یہ اقرار ہوگیا ہی پھر تو سب لکڑیان کیون نہین ڈال دیتا۔ یہ پالان بھی لا۔ اسکو کیون گدھے پر رکھ چھوڑا ہی کیا یہ لکڑی کا نہین ہی۔

لکڑی والا ۔ ذرا سراسیمہ ہوکر۔ ایسا سودا تو آج تک کسی نے بھی نہ سُنا ہوگا۔

چہ خوش حرانہ باشد

یہ محض ناممکن ہی۔ جب بہت تو تو مین مین ہوئی حجام نے جو بہت غرایا ہوا تھا اس غریب بوڑھے لکڑی والے کا پالان جبراً چھین لیا اور اسکا وہ ناک مین دم کیا کہ وہ دوڑا قاضی کے پاس گیا اور جو کچھ گذری تھی اور حجام نے ظلم کیا تھا سب کہہ سنایا۔ قاضی صاحب خود بھی حجام کے گاہکون مین سے تھے انھون نے اپنی عدالت مین مقدمہ لینے سے انکار کیا لکڑی والے نے اعلیٰ افسر کو عرضی دی۔ یہ بھی علی سکل سے حجامت بنوایا کرتا تھا اُسنے بھی اس بوڑھے کو وہی خشک جواب دیا جو قاضی جی نے دیا تھا پھر اس مظلوم ہیزم فروش نے مفتی سے جا کے شکایت کی اور اپنی عرضی گذرانی۔ اسنے اس مقدمہ کو اپنی عدالت مین لے تو لیا لیکن پھر اُسنے یہ کہا کہ مین اسکا ہرگز فیصلہ نہین کرسکتا اسلیے میری سمجھ مین نہین آتا کہ اس جرم مین سزا کیا دیجاے یہانسے بھی صاف جواب ملا مگر اب بھی بوڑھا لکڑی والا شکستہ خاطر نہوا اور ایک عرضی لکھ کے جمعہ کے دن جامع مسجد مین خلیفہ کی خدمت مین پیش کی

یہ ایک مشہور امر ہی کہ خلیفہ نہایت توجہ سے ہر شخص کی عرض کو غور فرماتا تھا اور اگر کوئی

عرضی دیتا تھا خود آپ ایک ایک حرف پڑھ لیا کرتا تھا جونہی اسنے عرضی دی اسی وقت خلیفہ کے سامنے بلایا گیا۔ جب بوڑھا ہیزم فروش خلیفہ کے سامنے گیا جھک کے زمین کو بوسے دئے اور اپنے دونون ہاتھ سیدھے خلیفہ کے آگے پھیلا دیے اُسکے دونون ہاتھ اُسکے جبہ کی آستینون سے ڈھکے ہوئے تھے اور اسی سے اُسکے پیر بھی پنہان تھے۔ اب یہ منتظر ہوا کہ دیکھیے یہ آخری منزل ہی میرے مقدمہ مین کیا تجویز ہوتا ہی۔

خلیفہ۔ میرے بوڑھے دوست۔ حجام بھی اپنی جگہ سچا ہی اور تو بھی اپنی جگہ حق پر ہی قانون مین صرف الفاظ دیکھے جاتے ہین اور اقرار بھی الفاظ ہی سے ہوتے ہین۔ حجام جو کچھ دعویٰ کرتا ہی وہ صحیح ہی اور جس امر کا وہ دعویٰ کرتا ہی اسکا اقرار تم دونون مین ہو چکا ہی پھر اب اسکا علاج کیا۔ بس اگر قانون گواہی دیتا ہی تو یہی دیتا ہی کہ حجام اپنے پاس لکڑیان رکھے۔ لیکن یہ کہتے ہی خلیفہ نے اُسے آگے بلایا اور اس کے کان مین کچھ دیر تک چپکے سے کہا جو سوائے ہیزم فروش کے کسی نے بھی نہ سنا۔ سُن سُنا کر خوشی خوشی باطمینان یہ بوڑھا چلا گیا۔

یہان تک کہکر مین خاموش ہو رہا اور مین نے اپنا چھوٹا سا ٹین کا پیالہ پھیلا کر کہا کہ اے میرے معزز سامعین اگر تم مجھے کچھ دلواؤ گے تو مین تمھین بتاؤنگا کہ خلیفہ نے اس بوڑھے ہیزم فروش کے کان مین کیا کہدیا تھا چونکہ مین نے تعجب کی آگ سب مین بھڑکا دی تھی شاید مشکل سے کوئی شخص ایسا بچا ہوگا کہ جسنے مجھے کچھ نہ دیا ہو جب روپیہ لے چکا تو مین نے کہا بہت اچھا کہتا ہون۔ خلیفہ نے لکڑی والے کے کان مین پھُسپھُسے کہا تھا کہ یہ کرنا چاہیے اور اب تو جا کر پہلے حجام کا اطمینان کرا۔ اب جو کچھ خلیفہ نے ترکیب بتائی تھی اسکو مین آگے بیان کرتا ہون۔ غرض لکڑی والا آداب کرکے اپنے گدھے کے پاس آیا اور اسکو ساتھ لے کے گھر پر گیا چند روز کا بھلاوا دے کر اسی حجام کے پاس گیا اور اس سے یہ کہا کہ مین اور ایک میرا ساتھی ایک ملک سے آیا ہی جو تیری چالاکی کی بالکل دیکھنا چاہتا ہی اور اسی طرح سے باتین لین گویا کبھی کچھ اس سے چقلش ہی نہ ہوئی تھی۔ غرض دونون کی حجامت بنوائی ٹھہر گئی

جب یہ بوڑھا حجامت بنوا چکا علی سکل حجام نے پوچھا کہ تمھارا ساتھی کہان ہی۔

بوڑھا وہ ابھی یہین کھڑا ہوا تھا۔ ابھی آتا ہی۔ بوڑھا یہ کہ کے دُکان پر سے اُترا اور جہان اپنا گدھا کھڑا کیا تھا اسکا کان پکڑے ہوے لیے چلا آیا۔ یہ میرا ساتھی ہی اسکی آپ حجامت بنا دیجیے۔

حجام۔ نہایت حیرت زدہ ہو کر۔ اسکی حجامت۔ لاحول ولاقوۃ۔ کیا تم یہ کافی نہین سمجھتے کہ مین نے تمھاری بھی حجامت بنادی ورنہ مین کبھی پاس تو ایسے شخصون کو کھڑا نہین ہونے دیتا اور اسپر طرہ یہ ہی کہ مجھ سے اس قسم کی درخواست کیجاتی ہی کہ گدھے کی حجامت بناؤ۔ بس خیر اسی مین ہی کہ آپ شرافت سے سیدھے تشریف لیجائیے ورنہ تم دونون کو جہنم واصل کردونگا۔ یہ کہ کے دونون کو اپنی دُکان کے باہر نکال دیا۔

بوڑھا ہیزم فروش بھاگا ہوا خلیفہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور یہ ساری کیفیت بیان کی۔ یہ سنتے ہی حامی دین مبین اور سالک عدل و انصاف نے کہا بس اب کام بن گیا اُسیوقت حکم دیا کہ علی سکل مع اپنے اوزار وغیرہ کے ابھی دربار مین حاضر ہو۔ حکم ہوتے ہی چوبدار دوڑا ہوا گیا دس منٹ مین حجام صاحب خلیفہ کے آگے کھڑے ہوے دکھائی دیئے۔

خلیفہ۔ اے حجام تو اس بوڑھے کے گدھے ساتھی کی کیون نہین حجامت بناتا کیا تم دونون مین باہم یہ قرار نہین ہوا تھا۔

علی سکل۔ زمین خدمت بوسید و گفت۔ ہان قرار ہوا تھا مگر حضور آج تک پہلے کبھی کسی نے ساتھی سے مطلب گدھا بھی رکھا ہی اور بھلا کسنے پہلے اس گدھے کو سچّا معتقد خیال کیا ہی۔

خلیفہ واقعی تمھارا کہنا یہ بہت ہی اچھا ہی لیکن یہ بتاؤ کہ آج تک کسی نے بھی لکڑیونکے گٹھے کے ساتھ پالان کو بھی شمار کیا ہی۔ نہین نہین بس اب اس بوڑھے ہیزم فروش کی ر

جلدی گدھے کی حجامت بناؤ ورنہ جو کچھ اسکی حجامت نہ بنانے کے نتائج ہونگے وہ تمھین سہنے پڑین گے ۔

آخر کو حجام مجبور ہوا اور اسنے کثرت سے صابون جمع کیا گدھے کے تمام جسم پر سر سے دم تک اور بیرون تک صابون کو خوب رگڑا ۔ اور گدھے کی خلیفہ اور تمام دربار کے سامنے حجامت بنائی اپنی حجامت بنانے مین پاس کھڑے ہوے اشخاص سے طعن سنتا جاتا تھا سب ملامت کر کے ہنس رہے تھے اس غریب لکڑی والے کو بہت کچھ روپیہ لوگون نے رحم کھا کر دیا اور خلیفہ کے اس عدل و انصاف کا شہرہ تمام شہر بغداد مین ہوا ۔

چودھوان باب

حاجی بابا کا ایک شخص سے ملنا اور اسکی ملاقات کے نتائج کا اظہار

مین نے خوشی خوشی سے سمنان کو الوداع کہا ۔ جو کچھ درد وغیرہ تھا وہ سب اچھا ہو گیا تھا ۔ اور اسوقت مین نوجوان چاق و چست تھا ۔ بیس تمن جو مشہد ہی مین میرے پاس جمع ہو گئے تھے میری جیب مین کھنکھنا رہے تھے ۔ مجھے اب دنیا مین کچھ تجربہ بھی حاصل ہو گیا تھا ۔ یہ میرا ارادہ ہوا کہ مین جون ہی طہران پہونچون فقیری کپڑے تو علیحدہ اُتار کے رکھون اور نفیس عمدہ شریفون کے سے پہن کر اعلیٰ اعلیٰ وسائل سے کچھ روپیہ حاصل کر دن

	خضر اگر نیست قدم میزن و میکوش کہ من رستم اگر بحرم از رہ خذلان رفتم	

طہران ایک دن کی راہ پر رہ گیا تھا کہ مین اپنے رستہ چلنے مین لیلیٰ مجنون کے عشقی اشعار گا رہا تھا ۔ مجھسے اسی اثنا مین ایک ہرکارے سے ملاقات ہوئی وہ مجھسے باتین کرنے لگا اور میرے کھانے کی صلاح کی ۔ یہ کھانا وہ ہرکارہ کسی منزل پر سے اپنے ساتھ ہی لایا تھا ۔ چونکہ گرمی کی بہت ہی شدت تھی مین نے اسکی دعوت منظور کر لی ۔ ہم دونون ایک نہر کے کنارے پر جو آہستہ آہستہ اناج کے کھیت کے قریب بہ رہی تھی بیٹھ گئے اسوقت ہرکارے

نے اپنے گھوڑے کا زین اُتار لیا اور اُسے گیہون کے سرسبز کھیت مین چرنے چھوڑ دیا
ہرکارے نے اپنی خرجی کو اِدھر اُدھر سے ٹٹولا - ایک رومال نکالا جو دستی رومال کے برابر تھا -
اُسمین کچھ لونڈے ٹھنڈے پکے ہوے چاولون کے لپٹے ہوے تھے - اور اسمین تین چار ٹکڑے
روٹی کے بھی جلوہ دے رہے تھے - یہ رومال اُسنے آگے پھیلا دیا - اُسی خرجی مین سے جسمین
اُسکے جوتے بھی براج رہے تھے کٹورا پانی پینے کا اور تماکو نکالا اور اُسکے علاوہ کئی چیزین اسی
خرجی مین سے برآمد ہوئین اسکے ساتھ اُسنے چھ پیاز کی گٹھیان نکالین - ہم دونون نے اس
خواہش سے اِس کھانے کو کھایا کہ کچھ بیان نہین ہوسکتا جسقدر کہ سفر کی ماندگی اور جنگل کی
آفت تھی گویا ہم نے اپنی انگلیان چوستے ہی دفع کردی - ہم نے نہر مین سے جھک جھک کر
ہاتھ منھ دھویا - اور پھر ہم باہم دریافت کرنے لگے کہ تمھارا اُس سفر سے کیا تعلق ہی کہان سے
آئے ہو اور کہان جاتے ہو - میری پوشاک سے تو اسنے سمجھ لیا کہ یہ ایک درویش ہی گویا
میری کیفیت سفر ختم ہوگئی - مگر یہ شخص گورنر استرآباد کا ہرکارہ تھا - اس امر کی خوشخبری
لیے جاتا تھا کہ عسکر ملک الشعرا شاہ کی ترکمانون کی قید سے رہائی ہوگئی مجھے یہ سنتے ہی اسقدر
خوشی اور شادمانی حاصل ہوئی کہ میرا ہی دل جانتا ہی -

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد ز پس پردہ تقدیر پدید

مین نے ہرکارے کو اس راز سے آگاہ نہونے دیا کہ مجھے خاص اس معاملہ سے کسقدر
دلچسپی ہی کیونکہ گوناگون تجارب نے مجھے سکھا دیا تھا کہ اپنا راز اپنے ہی تک رکھنا کسقدر
عمدہ نتایج دیتا ہی - مین نے اس سے یہان تک لاعلمی ظاہر کی کہ مین عسکر ہی سے
واقف نہین ہون -

ہرکارے نے کہا کہ عسکر ملک الشعرا استرآباد بحفاظت تمام پہونچ گیا چونکہ اُسوقت وہ
ہر طرح سے تہی دست ہی اسلیے مین اُسکے کنبہ کو خبر پہونچانے جاتا ہون - جو چٹھیان اُسکے

پاس تھین وہ سب اُسنے مجھے دکھائین - یہ چٹھیان ایک رومال مین لپٹی ہوئی اُسنے اپنی چھاتی سے نکالین گو یہ شخص کچھ پڑھا ہوا نہین تھا لیکن اِسے اس امر کا بہت شوق تھا کہ معاملے کا افشا ہو جاے - وہ بہت خوش ہوا جب اسنے دیکھا کہ مجھے ایسا شخص ملا ہی جو خطونکو پڑھ سکتا ہی اور مجھے اسکے مضامین سے اطلاع دیسکتا ہی - اول ہی جس چٹھی کو مین نے ملاحظہ کیا وہ چٹھی شاہ شاہان کے نام تھی - اسمین اُسنے اپنے شاعرانہ پہلو سے تمام اُن مصائب اور تکالیف کو بیان کیا تھا جو اسپر ترکمانون کا قیدی بنکر گذری تھین - بھوک پیاس وحشیانہ برتاؤ جو اُس کے ساتھ کیا گیا تھا اُس نے ان سب کا خاکا کھینچ کر لکھا ہی - وہو ہذا -

عالیجاہا - اگر مین تکالیف اور شدید مصائب کا اُن نوازشات سے مقابلہ کرون جن سے مین اتنی مدت تک محروم رہا اور مجھے شاہ عالیقدر کے گوہر تابان کی زیارت نہوئی جاہ و جلال کے جھم جھم کرتے ہوے جواہر - تکمیل زمین کا اصلی جوہر یعنی شاہ شاہان تو واقعی وہ مصیبت کچھ بھی نہین ہی - جیسے کہ سب حقیر و رحقیر ایک کیڑے کو چمکتے ہوے آفتاب کی روشنی مین آنے کی اجازت ہی کہ وہ اس سے فیضیاب ہو اسی طرح سے مین بھی آپکی رعیت مین سے ایک نہایت ہی ناچیز ہون کیا عجب ہی جو مجھے بھی جلال شاہی سے منور ہونے کے لیے اجازت دیجاے -

گرچہ خردیم نسبتیست بزرگ		ذرۂ آفتاب تابانیم	

کس عاجزی اور ادب سے مجھے امید ہی کہ میری اتنی مدت کی غیر حاضری پایہ بوسی تخت فلک رفعت سے ہرگز باز نہ رکھے گی - اور جو کچھ کہ خداوند بندگان ہمچو ماکی حضور مین مجھے پہلے خدمت عطا ہوئی تھی - اُسی پر مین اب پھر بحال کیا جاؤن اور بلبل شیدا کی طرح ایک دفعہ اور بھی اجازت ہو کہ اپنے دلربا گلُ کے آگے دل لبھانے والے گیت گاؤے -

دوسری چٹھی وزیر اعظم کے نام تھی - جسمین اُس مشہور و معروف وزیر کو جو باوا آدم کا ہمجولی اور سخت فسادی اور بدباطن شخص تھا سارے سے تعبیر کیا ہی یعنی آپ تاروَن مین -

(جو اور امرا سے مطلب ہی) سیارے ہین اور ریاست کے سب سے بڑے اور عظیم الشان لنگر ہین اور پھر اِس شاعر نے وزیر اعظم سے استدعا کی ہی کہ میری پھر باریابی درگاہ معلی مین ہو جاوے۔

دوسری چٹھیان جو مین نے دیکھین اُنمین ایک تو اسکی بیوی کے نام تھی اور ایک لڑکے کے اتالیق کے نام۔ اور ایک داروغہ کے نام لکھی تھی۔ اپنی بیوی کو کچھ خانہ داری کے معاملات کی نسبت تحریر کیا تھا۔ کہ مجھے امید ہی کہ تم اپنی خانہ داری کے معاملات مین جزرس ہو گی اور تمنے لونڈی غلامون کو بہت خوبی سے رکھا ہوگا۔ تم بہت جلد لونڈیون مغلانیون سے میرے پہننے کے کپڑے تیار کرادو۔ اسلیے میرے پاس ایک دھجی بھی نہین ہی۔ اب مین بالکل بے سروسامان ہون۔

جو چٹھی اتالیق کے نام تھی اسمین بڑی تاکید لکھی تھی کہ آپ میرے بیٹے کی تعلیم مین بہت ہی توجہ کیجیے گا مجھے امید ہی کہ اسے نشست و برخاست کے طریقے اور آداب مجلسی اچھی طرح سے آگئے ہونگے۔ اور یقین ہی کہ وہ اپنی نماز پنجگانہ سے کبھی پہلو تہی نہ کرتا ہوگا۔ اسوقت امید ہی کہ وہ گھوڑے پر بھی خوب منجھنے لگا ہوگا۔ اور اُسے بھالہ مارنے کی مشق بھی بخوبی ہو گئی ہوگی اور بندوق بھی نشانہ پر لگا سکتا ہوگا۔

اور جو چٹھی کہ داروغہ کے نام ہی اسمین شاعر نے کاروبار کی بابت کچھ تعلیم کیا ہی کہ ہمیشہ کفایت شعاری اپنے کامون مین رکھنا۔ اور تمھین چاہیے کہ روزانہ وزیر اعظم کی خدمت مین حاضر ہوا کرو۔ اور ذرا اُنکی چاپلوسی اور تعریف کردیا کرو کہ وہ ہز مجسٹی کی خدمت مین ہماری طرف سے کچھ لگادے بجھادے نہین۔ اور تمکو لازم ہی کہ تم میری بیگم اور غلامون کی کامل نگہداشت کیا کرنا۔ اور جب بیگم یا اُس کے لونڈی غلام ہوا خوری کے لیے جایا کرین تو تم ضرور اُس کے ساتھ جایا کرو۔ مجھے امید ہی کہ دغاباز فریبی ضعیفہ عورتین اور خصوصاً یہودنین، ہرگز ہرگز گھر مین نہ آتی ہونگی اور دیکھو اسکا تم بہت خیال رکھنا کہ بیگم کے

کمرے کی دیوارین برابر مرمت ہوتی رہین کہ ہمسایہ کی عورتین نہ چڑھ سکین - اور خبردار میرا حبشی غلام ہرگز ہرگز حرم مین قدم نہ رکھے - اور اگر کسی کام کو جاے تو زیادہ دیر تک نہ ٹھہرے اگر تم اسے کسی لونڈی سے بات کرتا ہوا دیکھو تو خوب کوڑے بازی کرنا اور یہ ہرکارہ جو خط لاتا ہی اُسکو تم معقول معاوضہ دینا اسلیے کہ یہ تمھین اور میرے کبنہ کو کیسی خوشی آمیز خبرین پہونچائیگا - مین نے اِن چٹھیون کو جنپر مہرون پر مہرین لگی ہوئی تھین پھر اسی طرح سے بند کر کے اُس ہرکارے کو دیدیا - ہرکارہ اِس بات کو مکرر سہ کرر بیان کرتا رہا کہ مجھے اُسکے بدلہ مین بہت بڑا معاوضہ ملیگا کیونکہ مین اسکے بال بچون مین اُسکی حفاظت کی خبر پہونچاؤنگا - اور اِس ہرکارے نے یہ بھی مجھ سے کہا کہ مجھے خوف ہی ایسا نہو کہ کوئی اور یہ خبر نہ لے اڑے اسلیے مین دن رات چلتا ہون اور یہ گھوڑا جو تم میرے پاس دیکھتے ہو یہ مین نے راہ مین ایک کسان کا چھینا ہی اور اپنا گھوڑا جِس کو صدمہ پہونچا تھا پیچھے چھوڑ دیا ہی - میرے بعد وہ بھی آجائے گا -

جب ہم دونون کچھ دیر باتین چیتین کر چکے تو اُس پر تکان وماندگی راہ بہت ہی غالب آگئی اور وہ وہین گھاس پر لیٹ گیا اور ایک گہری نیند مین سوگیا - جون ہی وہ زمین پر لیٹا مجھے اسکا خیال لڑا رہا اور مین یہ فکر کرنے لگا کہ کس ترکیب سے مین اُسپر سبقت لیجاؤن کیونکہ شاعر کی پوری پوری تاریخ مجھے معلوم تھی - اور مین اِس راز سے بخوبی آگاہ تھا - مین نے خود اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ اصل مین پہلا استحقاق اسکا مجھے حاصل ہی اور جب اِس گھوڑے پر خیال کرتا ہون تو یہ بالکل میرے گھوڑے کی طرح ہی اور خصوصاً وہ کسان بھی جِس کا اُس نے گھوڑا چھینا ہی عنقریب پہونچ جائیگا - مین نے اُس رومال کو کھولا جو اُس کے زانو پر رکھا ہوا تھا اور چٹھی کہ داروغہ کے نام کی تھی وہ مین نے نکال لی اور مین گھوڑے پر سوار ہوا موقع سے رکابین لگالین اور ذرا مہمیز ین لگا کر اُس کو تیز کیا - اور تھوڑی دیر مین اُس سونے والے کو بہت دور چھوڑ دیا اور بہت جلدی

پھرتی سے دارالخلافت کی سڑک پر ہولیا۔

جب مین گھوڑے پر سوار جاتا تھا مین نے دل مین خیال کیا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے اور کس طریقے سے شاعر کے بال بچے میرے ساتھ بعزت پیش آئین۔ مین نے اپنی طبیعت مین خوب گڑھ لی کہ اسکی حالت یون یون بیان کرون گا اور جو معاوضہ کہ ہرکارہ کو ملتا اب وہ مجھے ملے گا یہ تو مجھے یقین ہی تھا کہ مین اس سے زیادہ راہ طے کرونگا اور جب وہ کہین جاگے گا اور دیکھیگا کہ درویش صاحب گھوڑا لے اُڑے تو لامحالہ جب تک دوسرا گھوڑا اُسکے ہاتھ نہ لگ جائے گا پیدل ہی چلے گا اور شاید یہ بھی ہو کہ اُس کو اپنا گھوڑا ابھی نہ ہاتھ لگے اسلیے کہ یہ ایک مشتبہ امر تھا۔ اور جب وہ پیدل یہان تک پہونچے گا تو یہ ایک امر محال ہو کہ وہ اپنی رام کہانی بیان کرے اور کوئی اُس کو یقین بھی کرے۔

این خیال است و محال است و جنون

میرا یہ مصمم ارادہ ہوگیا کہ مین طہران پہونچتے ہی گھوڑے اور اُس کے سارے سازو سامان کو فروخت کر ڈالون کیونکہ اگر یہ رہ گئے تو ضرور گرفتار کرادینگے اور نیز درویشی کپڑے اُتار کے ملک کے عوام الناس اشخاص کے سے کپڑے زیب تن کرون اور شاعر کے دروازے پر اس صورت مین پہونچون گویا وہ یہ سمجھین کہ یہ ہرکارہ بہت ہی دور سے آرہا ہی اور اُنسے اس عمدگی اور ہتہ سے تمام کیفیت بیان کرون کہ وہ بھی سمجھین کہ یہ رتی رتی بات سے کیسا واقف ہی۔

پندرھوان باب

حاجی بابا کا طہران پہونچنا اور شاعر کے مکان پر جانا

شاہ عبدالعزیز کے دروازے سے جو ابھی کھلا ہی تھا مین علی الصباح طہران مین داخل ہوا۔ اور فوراً گھوڑے کو اس بازار مین لے کے پہونچا جہان گھوڑے فروخت کی غرض سے روزمرہ آیا کرتے تھے مین نے وہان جاکر کہا کہ یہ گھوڑا نہایت ہی عمدہ

اور قدم باز ہے۔ اور اسی طرح کی دو چار تعریفین اور کین کہ یہ کتنی راہ طے کرتا ہے اور ہوا کی طرح اُڑتا ہے اور پھر بھی تکان نہین مانتا کیونکہ مین خود ہرکارے کے پاس سے لیکر آنًا فانًا مین منزلین طے کرتا ہوا یہان آپہونچا تھا اور جب مین نے اُس گھوڑے کو ذرا دلال کو دکھایا تو اُسنے جو جو کچھ اُسکے معائب تھے وہ سب آئینہ کرکے دکھا دیے اب مجھے یہ سوچ ہوا کہ یہ میری بہت بڑی خوش قسمتی ہے اگر اُسکا کچھ بھی مجھے مل جاے۔ اوّل تو یہ گھوڑا چپ تھا دوسرے حضرت ابلقہ بھی تھے۔ تیسرے بڈھا ایسا تھا کہ دانت سب رخصت ہو چکے تھے گویا گھوڑون کا باوا آدم معلوم ہوتا تھا۔ غرض جو باتین کہ ایک گھوڑے مین ہونی چاہئین جس سے کہ اسے گھوڑا کہہ سکین وہ اس مین عنقا صفت تھین اسنے پانچ تمن اسکی قیمت مجھسے کہی مجھے سخت تعجب ہوا کہ گھوڑے کی پانچ تمن قیمت خیر مین نے یہی سمجھا کہ اسکا کچھ تو ملتا ہے لیکن مین نے بے چون وچرا منظور کر لیا تو اسے بڑا خیال ہوا کہ پانچ تمن کہتے ہی یہ راضی کیونکر ہو گیا۔

اڑھائی تمن غرض اسنے مجھے دیے اور اُڑھائی باقیماندہ کے بدلے ایک گدھا دیتا تھا مین نے کہا کہ بھائی یہ گدھا تو مین نہ لونگا۔ اُسنے کہا اچھا ابکی اگر آپ ملینگے تو اڑھائی تمن بھی دیدونگا اسوقت میرے پاس نہین ہین۔ مجھے تو جلدی بہت تھی مین وہی اڑھائی تمن بازار مین لیکر آیا ایک کالی ٹوپی خریدی اور درویشی تاج اُتار کر اُس ٹوپی کو زیب سر کیا اور مین نے اس طرح پر اپنے کو بنایا گویا دیکھنے والا یہ سمجھ جاے کہ یہ بہت ہی دور دراز سے آرہا ہے یہ شکل وصورت بنا کر مین نے شاعر کے گھر کا راستہ لیا۔

شاعر کا گھر شہر کے نہایت ہی خوشنما اور نفیس حصہ مین بنا ہوا تھا۔ اُسکے چارون طرف باغات لگے ہوے تھے جن باغون مین چنار اور انار کے درخت بہت ہی کثرت سے تھے اور ایک خیابان ہر مین جہان نہر ہو کر نکلی ہے اسکے بھی کنارون پر چنار ہی چنار نظر آتے تھے لیکن بیشک مکانکی صورت حال گویا تھی کہ اُس کا مکین کہین چلا گیا ہے۔ پھاٹک نصف بند تھا۔ ذرا بھی کسی قسم کی

بالکل نہین معلوم ہوتی تھی جب اول ہی مین نے اسمین قدم رکھا مجھے آدمیون کی علامتین معلوم ہوئین اس سے مجھے اس معاوضہ سے کچھ ناامیدی سی ہوگئی جسکے لیے مین نے اسقدر جتن کیا تھا آخرکار مین اوپر کے کمرے مین گیا۔ مین نے وہان ایک شخص جسکی عمر پچاس برس کی ہوگی نمدے پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ یہ قلیان پی رہا تھا۔ مین اسکی صورت دیکھتے ہی تاڑ گیا کہ ضرور وہی شخص ہی جسکی مجھے تلاش ہی مین نے جاتے ہی یہ خوشخبری سنائی کہ خان آرہے ہین۔

بوڑھا شخص۔ یعنی چہ کون سا خان۔ کہان سے آتا ہی۔ اور کب آئیگا۔

مین نے اسکے نام کا خط دیا اور کہا کہ مین ہرکارہ ہون۔ یہ سنتے ہی اُسے خوشی بھی ہوئی اور غم بھی ہوا سراسیمہ بھی ہوا اور اُسے اندیشہ بھی زیادہ ہوا۔

بوڑھا۔ واقعی یہ درست ہی کہ خان زندہ ہی۔

مین۔ ہان جناب یقیناً یہ امر ہی کہ وہ زندہ و سلامت ہین اور پرسون آپکے پاس دوسرا قاصد بھی آجائیگا جو آپکو اُسکی حفاظت کی پوست کندہ کیفیت بیان کردیگا اور اُس کے پاس شاہ وزیر۔ اور اشخاص کے نام کے خط ہین جو وہ لیے آرہا ہی یہ سُن کے وہ کچھ بے جوڑ سی گفتگو کرنے لگا کہ یہ ایک بہت بڑی تعجب انگیز بات ہی۔ دیکھیے اب ہمارے سر پر کیا بلا نازل ہوگی۔ اب مین کہان چلا جاؤن۔ اب مین کیا کرون۔

جب اسکے اوسان کچھ درست ہوے تو مین نے کوشش کی کہ اُس سے مین اس امر کو دریافت کرون کہ یہ معاملہ کیا ہی کہ ایسی خوشی کے موقع پر یہ گھبرا کیون گیا۔ اور اسنے اسقدر فکر و تردد کیون ظاہر کیا۔ جو کچھ مین نے اُس سے سُنا وہ یہ تھا۔

”وہ ضرور مرگیا ہی۔ ہر شخص کا یہی مقولہ ہی کہ وہ مرگیا ہی اُسکی بیوی نے خواب مین دیکھا تھا کہ میرا اسباب مین بڑا اونٹ لوٹ گیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اب زندہ نہین ہی علاوہ اسکے شاہ نے اس امر کو اور بھی یقین دلوا دیا۔ وہ اب کبھی بھی زندہ نہین ہی۔ ہرگز زندہ نہین ہی“۔

مین بہت خوب اگر آپ یہی سمجھتے ہین کہ وہ مرگیا ہی خیر یون ہی سہی۔ جو کچھ مین کہ سکتا ہون وہ یہ امر ہی کہ مین استرآباد مین بہت ہی صادق القول ہون۔ چھ روز ہی نہ گذرنے پائینگے کہ کہ وہ یہان داخل ہوجائینگے اسوقت آپ بخوبی یقین کرینگے۔

بوڑھا ناظر ذرا غور و تامل کرکے۔ تم ہرگز میری اس اضطرابی پر تعجب نہ کروگے۔ جب مین تمھین جو کچھ یہان ہوا ہی سب کہدونگا کہ میرے مالک کی موت کی خبر آتے ہی کیا غضب برپا ہوگیا۔

اول۔ یہ کہ شاہ نے اسکا تمام مال و اسباب قرق کرلیا۔ اسکا مکان۔ اسکا اسباب اور سارا سامان مع جارجیا کے غلامون کے شاہ نے اپنے چھوٹے بیٹے خودعلی مرزا کو دیدیا۔ اسکا گاؤن وزیر اعظم دبا بیٹھے اور اسکی جگہ مرزا فضول کو اب مرحمت ہوجائیگی۔ اسکی بیوی نے اپنے بیٹے کے اتالیق سے نکاح کرلیا ہی۔ اچھا اب مین تم سے ہی دریافت کرتا ہون کیا یہ باتین ایسی نہین ہین کہ مجھے تعجب نہ آئے۔

مین نے دل مین خیال کیا کہ میرے معاوضہ مین تو کچھ جھگڑا نہین اگر واقع ہوگا مین نے اسیوقت اس سے کہا کہ حضرت یہ تو سب کچھ ہوچکا اب بتائیے کہ میرا معاوضہ کہان ہی۔

ناظر او ہو۔ بس آپ اسے رہنے دین بابا مجھسے کسی چیز کے لینے کی ہرگز امید نہ رکھنا اسلیے تم میرے لیے کچھ خوشخبری کی باتین نہین لیکر آئے ہو۔ ہان یہ بات ہی کہ اسکا دعوے تم میرے مالک سے کرسکتے ہو جب وہ یہان آجائین اُن سے تم قطعی اپنا معاوضہ بخوبی لوگے۔ کچھ نہین دیسکتا مین نے یہ سنکر ناظر سے کہا بہت اچھا جناب اسی دن آؤنگا جب شاعر صاحب یہان تشریف لے آئینگے۔ یہ کہکر مین پھر اپنی اسی دھن مین چلدیا کہ اپنے گھوڑے کی باقیماندہ قیمت جاکر وصول کرون۔

سولھوان باب

حاجی بابا کا جھگڑے مین پھنسنا اور آیندہ کے لیے تدابیر سوچنا

اب میرا ارادہ ہوا کہ شاعر کے آنے کا رستہ دیکھون اور اُسکے آنے تک کسی ایسے مقام پر رہنا چاہیے کہ جہان باعزت مجھے روٹی کھانے کو ملے اور مجھے بغیر ریا و مکر و دغل کے وہ موقع ملے کہ مین اپنی زندگی مین ترقی کرسکون مین کمین اور نیچ قوم سے گھبرا گیا تھا۔ کہ اُنکے ساتھ اُدھر کا اُدھر مارا مارا پھر رہا ہون مین نے اس قسم کی بہت سی مثالین دیکھی تھین کہ لوگون نے میرے آگے آگے ترقی کرکے بڑے بڑے مدارج حاصل کر لیے تھے۔ اور اپنی سعی ہاے نمایان سے دولت و عزت دونون اُنھین حاصل ہوئی تھی اور مین یہ بھی سوچتا تھا کہ اور کون شخص مجھ جیسے کمبخت اور زبون زشت حالت سے ترقی پاکر اعلیٰ درجہ پر پہونچ گیا ہی۔ ہنوز میرے دماغ سے یہ خیال نہین گیا تھا کہ اگر مین وزیر اعظم ہو جاؤن تو انتظامی معاملات کو کیونکر بھگتاؤن اور کس طریقہ سے کام کرون۔

مین خود ہی یہ کہتا تھا کہ شاہ کا سب سے پیارا کون شخص ہی اسماعیل بیگ طلائی ہی جو اصل مین ایک فراش ہی۔ نہ وہ ایسا خوبصورت ہی اور نہ میری طرح سے عمدہ گفتگو کرسکتا ہی اگر وہان کبھی ایسا موقع آجاے کہ ہماری جابک سواری کا مقابلہ ہو تو مین خیال کرتا ہون کہ جس شخص نے کہ ترکمانون مین تعلیم پائی ہو وہ موقع پر دکھا دیگا کہ سواری گھوڑے پر کیونکر کیا کرتے ہین۔

اچھا اسکو بھی جانے دو شاہ کے خزانے کے وزیر ہی کو خیال کیا جاے کہ اصل مین وہ کون ہی صرف ایک حجام کا بیٹا ہی۔ اور جب اپنی نسبت خیال کرتا ہون تو مین لکھا پڑھا بھی ہون اور ہز اکسلنسی تو الف کے نام بے بھی نہین جانتے۔ اُنکو سواے میخواری اور نفیس نفیس کھانون کے ہوش ہی نہین ہی۔ روز دیکھ لیجیے نئی پوشاک زیب تن کرتا ہی اور شاہ کے بعد ہی کا حسن پرستی مین نمبر ہی۔ اور علاوہ اسکے ہر بات مین مجھ سے سب قابلیتون مین نصف ہونے کے اُسکی نسبت لوگون کی یہ راے ہی کہ جہان کہین اس کا ذکر آیا ہی اور اُنھون نے کہا کہ وزیر خزانہ خر بے تشدید ہت۔

ان خیالات کی ہانڈی مین اپنے دل مین بٹھا ایک راستہ مین جس کے دو طرفہ درخت تھے دیوار سے پیٹھ لگائے ہوے بیکار رہا تھا۔ جس مقام پر مین بیٹھا ہوا تھا اُس کا رستہ سیدھا شاہی محلات کے دروازہ مین جاتا تھا۔ یہ خیال کرتے کرتے آیندہ شوکت و عظمت کا خیال پھر میری طبیعت پر ایسا غالب آیا کہ مین یکایک اٹھ کھڑا ہوا اور آگے کی طرف روانہ ہوا مین نے اِس غول کو جو میرے آگے کھڑا ہوا تھا زور سے ڈھکیل دیا جیسے ایک بہت بڑے زعم والا بھیڑ یا چیرتا ہوا چلتا ہی۔ بعض اشخاص میری طرف دوڑے بعض نے مجھے گالیان والیان دین اور بعض نے کہا کہ یہ دیوانہ ہی۔ واقعی جب مین اپنے آپے مین آیا اور مین نے اپنے فقیری کپڑے اور گدڑی کو خیال کیا اور اپنی شکل کو دیکھا تو سوا اسکے اور کیا کر سکتا تھا کہ خود اپنی حالت پر خندہ زن ہون اور اپنی حماقت پر ہنسون مین سیدھا اس بازار کی طرف چلا گیا جہان کپڑا فروخت ہوتا تھا تاکہ شائستہ پوشاک لیکر اپنی ہیئت تبدیل کرون جب مین نے غول مین سے اپنا رستہ کیا تو یکایک مجکو ایک جھگڑے کے باعث سے ٹھہرنا پڑا کہ جو تین آدمیون مین ایسی سختی سے ہو رہا تھا کہ توبہ۔ مین بھی اس گھیرے کو ڈھکیل ڈھکلا کر عین موقع واردات پر پہونچا اور دیکھا کہ تین شخص باہم گتھ رہے ہین ایک دلال ہی جسکے ہاتھ مین نے گھوڑا فروخت کیا تھا ایک وہی ہرکارہ ہی اور ایک وہ کسان ہی جسکا گھوڑا ہرکارہ چھینکر لایا تھا۔ ادھر سے وہ گھوڑے کو اپنی طرف گھسیٹتا ہی اور اُدھر سے وہ کھینچتا ہی۔

کسان۔ یہ میرا گھوڑا ہی۔

ہرکارہ۔ یہ میرا پالان ہی۔

دلّال۔ دیوانہ تو نہین ہوے یہ سب میرا ہی۔

جب مین نے یہ معاملہ دیکھا تو میرے اوسان باختہ ہوے مین چاہتا تھا کہ وہان سے سٹک جاؤن کہ دلّال نے مجھے دیکھ لیا لپک کر میرا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ دیکھو یہ شخص ہے جس سے مین نے گھوڑا خریدا ہی جون ہی ہرکارہ نے مجھے پہچانا بس پھر کیا تھا ایک غضب ہی

مجھپر آپڑا گرجتے ہوئے بادلون کی طرح سے سب مجھپر ٹوٹ پڑے۔ میرے اوسان باختہ ہو گئے
شیطان۔ چور۔ دغاباز۔ بس یہ آوازین تھین جو میرے کانون مین زور سے آرہی تھین
کسان۔ کہو بچہ میرا گھوڑا کہان ہے۔
ہرکارہ۔ میرا زین تو مجھے دیدو۔
دلاّل لائیے میرے ثمن وائین ہاتھ سے رکھ دیجئے۔
لوگ۔ ارے میان اسے قاضی کے پاس کیون نہین لیجاتے۔
جب یہ نوبت ہوئی تو پہلے مین نے غل مچایا۔ قسمین کھائین اور کچھ بھبکی بھی بتائی۔
مگر بیسود پھر مین بہت ملائم اور نرم پڑگیا۔ اسقدر شور و غل مچا کہ دس منٹ تک یہ بھی
ممکن نہین تھا کہ ایک شخص کی صاف آواز سُنائی دیتی۔ ہر شخص اپنی اپنی ہانکتا تھا۔
ہرکارہ کے غصہ و غضب کا کچھ عالم نہ پوچھو۔ کسان کہہ رہا تھا کہ دیکھو اس ہرکارہ نے میرے
ساتھ بے انصافی کی۔ اور دلاّل صاحب جو تھے وہ اپنے ڈیڑھ چانول الگ ہی پکار رہے
تھے جو اسکا جی چاہتا تھا لام کاف مجھے کہہ رہا تھا اور کہتا تھا کہ دیکھو حرامزادہ نے میرا روپیہ
ٹھگ لیا۔ مین اسوقت سہ کھالڑ رہا تھا کسی کو تھپکتا کسی کو دلاسا دیتا اور کسی سے کچھ کہتا
ہرکارہ سے تو مین نے یہ کہا تم اسقدر خفا کیون ہوتے ہو آپ کا زین وغیرہ محفوظ ہے
لے لو۔ فیصلہ ہوا کسان سے مین یہ گویا تھا۔ مرد آدمی سُن تو سہی تم اسوقت بھی کچھ نہ کہہ سکتے
تھے اگر تمھارا جانور راستہ ہی مین مرجاتا خدا کا شکر کرو کہ کوئی سانحہ پیش نہین آیا اور اپنے
گھوڑے کو تھامو اور چلتے بنو۔ اس کے بعد دلاّل سے مین یون مخاطب ہوا۔
کس احمق کے بچہ الّو کے پٹھے نے تیرے دام ٹھگے ہین۔ تم جو کہتے ہو کہ صاحب مجھے فریب دیا
مجھسے دغا کی یہ سمجھ مین نہین آتا تم اگر اب بھی خیال کرو گے تو تمھین خود معلوم ہو جاے گا کہ
تمنے مجھے صرف گھوڑے کی آدھی قیمت دی ہے اور آدھی کے بدلے آپ چاہتے تھے کہ ایک مرا
ہوا گدھا دیدون کیا یہ فریب نہین ہے۔

تو تم اپنا روپیہ لے لو۔ مگر دلّال نے روپیہ لینے سے انکار کیا اور کہا کہ مجھے تو گھوڑا دلوائیے۔
نیا جھگڑا اور بیچ مین کھڑا ہو گیا۔ اور ادھر ادھر جھتم بجتا ہونے لگی آخر نوبت بانیجا رسید
کہ ہم سب مجسٹریٹ کے پاس گئے کہ وہ ہمارا فیصلہ کر دے گا۔

ہمنے مجسٹریٹ کو اُسکی عدالت مین بیٹھا ہوا دیکھا۔ چارون طرف سے اسکے ماتحت افسر اُسے گھیرے ہوے تھے سب کے ہاتھ مین لکڑیان تھین اُنکی صورتون سے معلوم ہوتا تھا گویا یہ کسی مجرم کو سزا دینے کے لیے مستعد ہین۔ مین نے تمام مقدمہ کی مشرح کیفیت بیانکی اور مین نے اسپر بہت زور دیا کہ مجھے اُس دلّال نے بے وسطہ فریبی اور چور کہا ہی۔ اسپر دلّال نے جواب دیا کہ جب یہ گھوڑا اسکا تھا ہی نہین اور یہ دوسرے کا چرایا ہوا تھا پھر اُس کا استحقاق اسے کیا پہونچ سکتا تھا اور یہ اسکو رکھنے والا کون تھا۔

اس سوال و جواب نے دار وغہ پولیس کو کچھ ایسا تنگ کیا کہ اُسنے اُس مقدمہ سے دست برداری کرنی چاہی اور وہ عنقریب حکم ہی دینے کو تھا کہ یہ مقدمہ قاضی صاحب فیصلہ کرینگے اُنکے پاس لے جاؤ کہ ایک ضعیف شخص نے جو وہین کھڑا ہوا تھا یہ کہا۔ تم ایسے صاف مقدمہ مین الجھیڑا کیون ڈالتے ہو۔ جسوقت دلّال حاجی کو باقیماندہ روپیہ ادا کر دیگا اسوقت حاجی بھی دلّال کو جو کچھ کہ گھوڑے کے دانے وانے مین خرچ ہوا ہی دیدیگا۔

یہ سنتے ہی چارون طرف سے بارک اللہ بارک اللہ کی آوازین گوش زد ہونے لگین۔
چاہے یہ صحیح تھا یا غلط وہان ہن شتبہ فیصلہ سے باہم پھر زور و شور سے جھگڑنے لگے۔
لیکن دار وغہ نے ہم سے کہا کہ تم باہم صلح کر لو۔ تو بہتر ہی۔

اب کیا تھا مین نے فوراً ہی دلّال کو اُس کے ثمن واپس کر کے رسید لے لی جب یہ ساتھ اسکا فیصلہ ہو چکا اُسوقت وہ اُس روئداد مقدمہ پر خیال کرنے لگا۔ کہ یہ کیونکر فیصلہ ہو گیا اور وہ سخت متحیر تھا کہ یہ معاملہ یکایک کیسے ہو گیا کیونکہ اگر مین یہ سمجھون کہ گھوڑے کی حفاظت حاجی بابا پر صادق آتی تھی اگر وہ مجھے نصف یا ساری قیمت بھی

واپس دیدیتا جب بھی اُسکو یہ حق نہین پہونچتا تھا معلوم ہوتا تھا گویا اسکو دفعۃً دھوکا دیا گیا ہے
خوش قسمتی سے اسکا غصہ وار وغہ پولیس پر پلٹ پڑا اور اسکو دلال نے بہت آزادی سے
یہ کہا عجب خرنا شخص اور اندھا دھند دماغ کا شخص ہی فیصلہ کرنے بیٹھا ہی بڑا کہین کا
ایماندار بنکر نکلا ہی۔

سترھوان باب

حاجی بابا کا جون بدلنا

اب مین خود اپنی اس حماقت پر خیال کر رہا تھا کہ مجھ سے یہ ناموزون کام کیون سرزد
ہوا اور پھر مین خود اپنے کو مبارکباد دیتا تھا چلو سستے چھوٹے نہین دھر دیے جاتے جان بچی
لاکھون پائے اب پھر مین بزازے مین چلا اور اول ہی دکان پر جو دروازہ کے قریب واقع
تھی جاکر سرخ کپڑے کی قیمت چکائی میرا ارادہ تھا کہ اُسکا ایک چغہ بنواؤنگا۔ کیونکہ مجھے خیال
تھا کہ یہ پوشاک مجھے بھی ویسا ہی معزز بنادیگی جیسا اُن لوگون کو بنادیتی ہی جو اسے پہنتے
ہین بزاز نے بغور اوپر سے نیچے تک مجھے دیکھا اور کہا۔ چغہ آپ کس کے لیے لیتے ہین اور اُسکی
قیمت کون ادا کریگا۔

مین۔ یقیناً مین اپنے ہی لیے لیتا ہون۔

بزاز۔ تم جیسا نامعقول شخص ایسے کپڑے پہنکر کیا کریگا ارے احمق اسکو تو سب مرزا در خان ہی
زیب تن کرتے ہین۔ اور یہ بھی مجھے یقین ہی کہ تم اُس قسم کی شخصیت کے نہین ہو۔
مین ایک خشمناک جواب دینے کو تھا کہ اتنے مین ایک دلال پاس ہو کر گزرا جو استعمالی کپڑے
لادے ہوے آواز لگاتا پھرتا تھا۔ مین نے اسی کو آواز دی باوجودیکہ یہ بزاز تڑپ تڑپ گیا
کہ میان صاحب مجھسے ہی لین اور اپنی اُس للکار پر جو مجھے دکان سے پرے چلے جانے کو کی تھی
بہت ہی پشیمان ہوا ہم دونون ایک متصل کی مسجد کے کونہ مین جا بیٹھے دلال نے اپنے کپڑونکی
گٹھری اُتاری اور جو کچھ اس کے پاس تجارتی سامان تھا سب میرے آگے پھیلا دیا۔ مین نے

ایک نہایت ہی نفیس ریشمی جامہ پسند کیا جسکے آگے کی طرف سنہری لیس ٹکی ہوئی تھی اور سونے
کے بٹن جگ جگ کر رہے تھے۔ اسکو پسند کرکے مین نے اُس سے قیمت دریافت کی دلال نے
اُسکی صفت اور میرے پسند کی تعریف کرنی شروع کی اور کہا بخدا یہ شاہ کی ایک پیاری جاریہ
کا ہی اُسنے اُسے صرف دو ہی بار الگ سے پہنا ہی اور پھر اُسنے فروخت کرنے کے لیے مجھے دیا ہی
میرے چارون طرف پھرتا تھا اور یہ کہتا جاتا تھا ماشاءاللہ ماشاءاللہ کیا ہی تمھین بھلا
معلوم ہوتا ہی۔ مین اس سے بہت ہی خوش ہوا مین نے پھر ایک شال کمر پر لپیٹنے کے لیے اُس
سے مانگی۔ اُس نے ایک پرانی کشمیری شال جسمین چھید ہی چھید ہو رہے تھے اور یہ معلوم
ہوتا تھا کہ شاید بابا آدم اسے اوڑھتے ہونگے مجھے دکھائی اور یہ مجھے یقین دلایا کہ یہ شال شاہ
کی ایک بیگم کی ہی اُسنے مجھے یہ فروخت کرنے کو دی ہی کہ اسکو معقول قیمت پر بیچ ڈالنا میری
خود بینی اور حماقت نے کرمانی شال کو اسپر ترجیح دی کیونکہ مین نے یہ سوچا کہ جس قیمت مین
پرانا شال کشمیری آئے گا اسی قیمت مین کرمانی نیا آجائے گا۔ اور یہ مین اسلیے لیتا تھا کہ وہ
زخم جو میری پیٹھ پر پڑے ہوئے تھے بالکل چھپ جائین دوسرے کمر مین مین کٹار اڑس
سکون جس سے میری وردی پوری ہو جائے جب مین نے یہ خواہش کی دلال نے اشیاء
مطلوبہ بھی حاضر کین اور جب مین اُن کو زیب تن کرکے ساز و سامان سے درست ہو گیا
تو خواہ مخواہ مجھے اُس سے اپنا اطمینان ظاہر کرنا پڑا کیونکہ وہ مجھے اس امر کے یقین دلوانے
مین قاصر نہین تھا کہ آپ جیسا جامہ زیب شخص طہران مین بھی نہین دیکھا جب مین نے
یہ سب پسند کر لیا اور قیمت دریافت کی تو اسمین بڑی ہی رد و کد ہوئی دلال صاحب
اول تو اپنی ایمانداری کا مجھے یقین دلوانے لگے کہ حضرت مین اُن دلالون مین سے نہین
ہون کہ تلو مانگتے ہین اور پچاس پر راضی ہو جاتے ہین۔ مین آپ سے ایک ہی بات
کہونگا بس پھر آپ اُس سے کم پلٹ کر نہ کہیے گا دلال نے غرض پانچ تمن کوٹ کی قیمت مانگی
اور پندرہ تمن شال کی اور چار تمن کٹار کی کل ملکر چوبیس تمن ہوئے۔

یہ سنتے ہی میری تمام اشتیاق کی بھڑکتی ہوئی آگ دھیمی پڑگئی اسلیے کہ کل بیس ہی
ثمن اُسوقت میری گرہ مین تھے مین وہ کپڑے اُتارنے ہی کو تھا کہ پھر اپنی وہی پُرانی درویشانہ
گدڑی زیب تن کردن اور یہ کپڑے دلال صاحب کے واپس دیدون کہ اُسوقت دلال نے
مجھے ٹھہرایا اور یہ کہا شاید آپ نے یہ خیال فرمایا کہ قیمت کچھ بہت زیادہ ہے آپ کی جان اور میرے
سر کی قسم کہ مین نے انکو انھین دامون خریدا ہے آخر آپ بھی تو فرمائین کہ آپ کیا قیمت دلائینگے
مین اجی حضرت کیا عرض کرون اتنی قیمت کے آگے میرا تو منطقہ نہین لڑتا خیر کہے دیتا
ہون گر آپ مانین مانین نہ مانین آپکا مال ہے مین صرف پانچ ثمن مین سب چیزین لیتا ہون

کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے

یہ سنکر اُسنے کچھ حقارت آمیز صورت سے انکار کیا۔ مین نے اسکے کپڑے اتار کر اُس کے
حوالہ کیے۔ مانجیر شما بہ سلامت۔ جب اُسنے کپڑے تہ کیے اور ہماری باہم سب باتین طے
پاگئین اُسنے پھر دوبارہ مجھسے کہا مین تمھارے ساتھ دوستانہ برتتا ہون اور دوستی کی
نظر سے تمھین دیکھتا ہون جو کچھ تمھارے ساتھ بھلائی کرون گا اپنے بھائی کے ساتھ بھی
نہین کرنے کا اچھا مین صرف آپ کو دس ثمن مین دیدونگا مین نے پھر بھی انکار کیا اب ہم
دونون مین جھک جھک ہونیلگی خیر مین نے کہا کہ اچھا چھ ثمن سہی بھئی اس سے زیادہ
اور مین ایک پیسہ بھی نہین دونگا۔ یہ سنتے ہی اُسنے منظور کرلیا اور مین نے وہ کپڑے
لے لیے۔

وہ قیمت لے لواکر روانہ ہوا مین نے کپڑے اٹھالیے اور میرا ارادہ کیا کہ حمام مین چلکر
غسل کیجیے اور وہان ان کپڑون کو پھر زیب تن کر درستہ مین مین نے ایک سبز باناتی جوتا
ایک نیلے ریشم کی قمیص اور ایک جوڑا قرمزی رنگ کے ریشمی پاجامون کا لیا یہ سب رومال مین
باندھکر حمام کی طرف بڑھا۔

مین حمام مین اندر تک چلا گیا کسی نے بھی آنکھ بھر کر نہین دیکھا کہ یہ کون شخص ہے کیونکہ

میری صورت ہی ایسی مرزغل بنی ہوئی تھی کہ جنسے اُن مین کوئی حسن حرکت نہین پیدا کی
مین نے یہ دیکھکر اپنے دل کو آزردہ ہونے دیا اور خوب اطمینان دلایا کہ جون ہی کپڑے
پہنون گا یہ سب حالت بدل جائیگی اور پھر ان حقارت آمیز نظرون سے دیکھا جاؤنگا مین نے
ایک کونہ مین رکھ دیے اور مین برہنہ ہوگیا۔ اور ایک تولیے کی تہبند باندھکر حمام مین گیا
یعنی یہان اس خاص نہانے کے مقام مین سب بابن ہیئت آتے تھے مین نے خود اپنے
دل مین ذرا دون کی لی کہ میری اچھی صورت۔ میرا چوڑا سینہ۔ میری تپلی کمر خود بخود مجھے
قابل مدح بنا لے گی۔ مین نے جاتے ہی ایک حمام والے کو آواز دی اور اُس سے کہا کہ تم مجھے
اچھی طرح سے نہلاؤ۔ ہاتھ سے ملنا۔ کیسہ سے جسم کو رگڑنا حجامت بنانا اور مین نے اسکو یہ بھی
حکم دیا کہ تو میری داڑھی۔ گلمچھون اور زلفون کو کھلی بین وغیرہ سے صاف کر غرض اس طرح
سے مین نے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ مین کمال طہارت اور پاکی سے نہانا چاہتا ہون جون ہی
وہ حمام والا مجھے مل مل کر نہلانے لگا اسوقت اُس نے بار بار میرے چوڑے سینہ کی تعریف
کی۔ اور اپنے خیال مین نئے کپڑون کی تاثیرات نیک سمجھ کر جو غالبًا نئی پوشاک پہنکر پیدا
ہوتی ہی مجھے بھی اُسی تعریف و مدح کا مستحق کیا کہ جو ایک شخص کو نئی پوشاک پہنکر ہوئی تھی
اُسنے کہا کہ آپ کیا ہی خوش قسمت وقت مین تشریف لائے ہین ابھی مین ایک خان کو نہلا کر
آیا ہون جسکو شاہ نے فصل کے پہلے سردے اصفہان سے لانے پر خلعت عطا کی ہی۔
نجومیون نے اسے یہی وقت مبارک غسل کرنے کا بتایا تھا اور یہی وقت نئی پوشاک
پہننے کے لیے بھی بہت ہی مبارک ہی۔

جون ہی مین غسل کر کرا کے فارغ ہوا حمامی نے میرا جسم کتانی کپڑے سے پوچھا اور
مجھے اُس مقام پر لے آیا جہان میرے کپڑے رکھے ہوے تھے کس خوشی اور شادمانی سے
مین نے اپنے کپڑون کے بنڈل کو کھولا ہی اور کس خرمی سے مین نے اپنی ٹیپ ٹاپ کو ملاحظہ
کیا ہی جب مین نے ہر شے کو زیب تن کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ گویا اب مین از سر نو آدمی

بنا مین نے ریشمی کپڑے کبھی نہ پہنے تھے۔ جب مین نے زرا پاجامہ پہنا و عمامہ باندھا اور اوپر سے جامہ کو زیب تن کیا اور اسکی کچھ کھڑکھڑاہٹ ہوئی تو اب میرا دماغ آسمان پر پہونچا اور مین چارون طرف نظربازی کرنے لگا کہ بھلا اب میری طرف نظر بھر کر کون دیکھ سکتا ہے۔ مین نے ایک نئے طریقہ سے اپنی شال کو کمر سے لپیٹا ایک سرا اسکا آگے چھوٹتا ہوا اور اس سے زیادہ دوسرا سرا پیچھے چھوٹتا ہوا اور جب مین نے کٹار کو کمر مین اڑسا بس اوس وقت کا عالم کچھ نہ پوچھیے مین نے خیال کر لیا کہ بس اب کسی چیز کی کسر باقی نہین رہی۔ مین نے اپنی ٹوپی کی نوک کو کاجاری یا اصلی طریقہ شاہی پر پچکایا۔ اور اسکو سر پر یکطرفہ زیبایش دی جب اس حمامی نے مجھے آئینہ لاکر دکھایا جس سے یہ غرض تھی کہ مین اسکا معاوضہ دون۔ مین نے پہلے اس سے اپنی زلفین سنوارنے کو کہا کہ وہ انھین ٹپکر دونون کانونکے نیچے شانونپر ڈالدے اور میری موچھون کو پھیرا دیکر یا انکا حلقہ بناکر رخسارونکے ارد گرد کردے جب وہ میرے حکم کی تعمیل کرچکا مین نے اسکو معقول معاوضہ دیا اور اپنے درویشانہ کپڑے یا گدڑی بھی اسکی نگہبانی مین سونپی۔ اور پھر مین وہان سے ذرا اکڑتا ہوا روانہ ہوا۔

اٹھارھوان باب

شاعر کا اپنی قید سے واپس آنا اور حاجی بابا کا اس سے ملنا

مین سیدھا اس امید پر شاعر کے گھر کی طرف روانہ ہوا کہ اس کی کچھ وہان سے جاکر خبر لون جب مین نے راہ کو ختم کیا تو دروازہ کے گرد دیکھا کہ ایک غول آدمیون کا اس کو گھیرے ہوے کھڑا ہے معلوم ہوا کہ شاعر ابھی داخل مکان ہوا ہے اور یہ چھت پر سے ہوکر مکان مین داخل ہوا ہے بجاے اسکے کہ دروازہ مین ہوکر جاتا ایران کا یہ دستور ہے کہ اگر کسی شخص کی یہ خبر اُڑ جاے کہ وہ مر گیا اور پھر وہ واپس آجاے تو دروازہ مین ہوکر گھر مین نہین گھستا بلکہ چھت پر سے ہوکر داخل مکان ہوتا ہے۔

مین فوراً بھیڑ کو چیرتا ہوا اُس کمرے مین پہونچا جہان شاعر بیٹھا ہوا تھا اور ہین نے جاتے ہی

اُسکے آنے پر بہت بہت مبارکباد دی اُسنے مجھے اصلا نہین پہچانا۔ لیکن جب مین نے اُس سے یہ کہا کہ مین فلان شخص ہون تو اُسنے مجھے جب بھی مشکل سے پہچانا کہ کیا یہ وہی میلا کچیلا قزاق ہی جسکو مین نے دیکھا اور جواب کس آراستگی اور شان و شوکت سے نمودار ہوا ہی۔

شاعر کا کمرہ ہر قسم کے آدمیون سے پُر تھا اُنمین بعض وہ بھی شخص تھے جو اُسکے آنے سے خوش تھے اور وہ بھی تھے کہ جو اُسکے صحیح و سالم آنے پر بہت ہی مایوس معلوم ہوتے تھے۔ موخر الذکر لوگون مین سے جو ظاہر ا تملق اور چاپلوسی کر رہے تھے اور جنھون نے اوپری دل سے اُسکے آنے پر مبارکباد دی تھی ایک مرزا فضول بھی تھے کہ جو اس شاعر کے عہدہ پر نامزد کیے گئے تھے۔ مرزا فضول یہ کہ رہے تھے کہ آپ کی جگہ خالی تھی ہماری آنکھین آپ نے اپنے روشن دیدار سے منور کین اور یہ بات جب ہی تک تھی جب تک وہ کمرے مین بیٹھا رہا۔ آخر کار شور و غل کی آوازین سنائی دین۔ دروازے کھول دئے گئے شاہ نے ایک افسر کو بھیجکر شاعر کو یاد فرمایا تھا۔ شاعر اُسی حالت مین سفری کپڑے سفری بوٹ پہنے ہوے تمام گرد آلود شاہ کے پاس روانہ ہوا۔

اُسوقت بھیڑ چھٹ گئی تھی۔ مین بھی وہان سے اُٹھ کھڑا ہوا کہ اب کل آکر ملاقات کرونگا محل کے احاطہ ہی مین تھا کہ مجھسے اُسی ناظر سے ملاقات ہوئی کہ جس سے پہلے گفتگو ہوئی تھی مجھے یہ شخص بھی کچھ خوش و خرم نہ معلوم ہوا اُداسی کے آثار اُسکے چہرہ سے ہویدا تھے مین۔ اللہ کا نام لیکر۔ دیکھا حضرت مین نے جو کہا تھا کہ خان زندہ ہین۔ صحیح نکلا یا نہین

ناظر۔ ایک آہ بھر کر۔ ہان واقعی سچ نکلا بیشک وہ زندہ ہی اور خدا اُسکو ہمیشہ ہمیش زندہ و سلامت رکھے۔ لیکن ان اللہ علی کل شی عظیم اللہ سب سے بزرگتر ہی۔ اسطرح کی دو تین باتین بنا کر چلتا بنا صورت سے اُسکی مصیبت اور آفت نمایان تھی۔

مین باقیماندہ دن گشت لگاتا ہوا اور اپنی ہوا باندھتا ہوا پڑا پھرا بازار و نکی سیر کی مسجدون کی زیارت کی۔ اور سست اور کاہل اشخاص کے پاس بھی ہرزہ گردی کرتا ہوا

پہونچا کہ جو غول کے غول کثرت سے شاہی دروازہ کے ادھر اُدھر پھرا کرتے ہین۔ یہان شاعر کے آنے اور شاہ کا اسکا استقبال کرنے کی خبرین اُڑ رہی تھین۔ بعض تو یہ کہتے تھے کہ جب شاہ عالیجاہ نے یہ سنا ہی کہ شاعر آگیا اُنھین ہرگز یقین نہ آیا کیونکہ اُنھون نے یہ حکم لگا رکھا تھا کہ وہ مر گیا اور پھر اُسکا صحیح و سالم پہونچنا یعنی چہ۔ بعض کا بیان تھا کہ جسوقت شاہ کجکلاہ کو خبر پہونچی ہی کہ عسکر آگیا اُسوقت اُنھون نے بہت ہی خوشی ظاہر فرمائی اور فوراً دس تمن فقرا کو خیرات دیے۔ مگر حق امر یہ تھا کہ شاہ عالیجاہ شاعر کی اس بعث و نشر سے بہت مایوس اور آزردہ خاطر ہوے تھے کیونکہ شاعر نے شاہ کے اس انتظام کو برباد کر دیا کہ جو اُنھون نے اُسکے گھر اور سامان کی نسبت کیا تھا اسلیے شاہ نے اس بیچارہ شاعر کی کچھ آؤ بھگت تواضع مدارات بھی نہین کرنی چاہی تھی۔ مگر عسکر جو بخوبی واقف تھا کہ شاہ کی طبیعت نظم کی طرف بہت ہی مائل ہی اور خاص نثر کے ایسی نظم کی طرف جسمین انکی مدح سرائی ہو وہ اس بات کو پہلے ہی جانتا تھا اُس نے ایک فی البدیہ قصیدہ اپنے ممدوح کی شان مین اُسی وقت سے موزون کر کے تیار کر رکھا تھا کہ جب وہ ترکمانون کی قید مین تھا۔ یہ ایک مناسب موقع پر اُسنے پڑھکر سنایا۔ اس مدح سرائی سے عسکر نے شاہ کی اس نامہربانی اور ناراضی کے خیال کو بدلا کہ جو پیشتر جھکا ہوا تھا اور اُس سے منفعت حاصل کی۔ آخرش شاہ نے اسکو تکالیف کے صلہ مین اُسکا مُنھ سونے سے بھر دیا اور ایک خلعت فاخرہ سے ممتاز فرمایا۔ اور جسقدر چیزین اور سامان وغیرہ قرق کر کے دوسرون کو دیدیا تھا وہ بھی اُسکا واپس پھیرا اور نیز اُسکے قدیمی عہدہ کا بھی شرف بخشا مین نے اپنے پسندیدہ مربی کو پھر جا کر مبارکباد دی اور اُسکے علی الصباحی دربار مین بغیر پس و پیش کے جا دھمکا۔ جب معلوم ہوا کہ یہ مجھپر بہت ہی عنایت و نوازش کرتا ہی تو مین نے پہلے اپنی جگہ قیام سے اطلاع دی اور پھر یہ عرض کیا کہ اول تو آپ اپنے ہی مکانمین مجھے رہنے کی جگہ بتائیے اور دوسرے اپنے کسی واقفکار سے سفارش کر دیجیے کہ مجھے کوئی ملازمت ملجائے۔ مجھے اس امر سے اطلاع ہوئی کہ ناظر جو اپنے آقا کے آنے پر مایوس و مغموم دکھائی

دیتا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ اُسنے اُسکے مال مین کچھ ہاتھ چھانٹی کی تھی اب اسے یہ ڈر تھا کہ کہین اس امر کا افشا نہو جائے اس سے مجھے اُمید ہوئی کہ شاید مین اُسکی جگہ پر متعین ہو جاؤن مین نے بہت شوق سے شاعر کی خدمت مین یہ عرض کیا اور نیز ساتھی اسکے مین نے اُسکے خادم کے قصور وغیرہ کی نسبت جس سے مین واقف تھا اُسکو آگاہ کیا۔ مگر مین اپنی آرزو پر کامیاب نہین ہوا۔ یا تو یہ امر تھا کہ ناظر کی طرف اسکا برا گمان نہین تھا اور اُسکے عادات اور طریقون کو وہ برا نہین سمجھتا تھا یا یہ امر ہوگا کہ اُس نے اپنی نیکنامی اپنے آقا کے آگے ظاہر کی تھی اور شاید اُسنے مجھے مشتبہ شخص گردانا تھا۔ غرض یہ کہ وہ تو اپنی ہی جگہ پر قائم رہا اور مین اُسکے صبح کے دربار کا حاضر باش بنا۔

ایک دن بوقت فجر عسکر نے مجھے اپنے پاس بلایا اور یہ کہا۔ اے میرے دوست حاجی تم جانتے ہو کہ مین تمھاری اُن عنایات اور احسانمندیون کا کسدرجہ کا ممنون ہون جو تمنے اُسوقت مجھپر کی تھین کہ جب ہم دونون ترکمانون کی قید مین تھے۔ اب اسوقت مین اپنی شکرگزاری کا ثبوت دونگا۔ مین نے بہت زور دیکر تمھاری سفارش مرزا احمق جو شاہ عالیجاہ کا حکیم اور افسر الاطبا ہے کردی ہے اُسے ایک ملازم کی ضرورت ہے۔ مجھے اس امر مین کچھ بھی شک نہین ہے اگر تمنے اُسکی خدمت کو بخوبی انجام دیا اور وہ تمھاری طرف سے مطمئن خاطر ہوا تو تمھین اپنا فن طبابت تعلیم کرنے مین دریغ نہ کریگا۔ اور تمھین ایسے راستہ پر ڈالدیگا کہ تم بخوبی دولت کما لوگے تم اُنکے پاس چلے جاؤ اور اُس سے یہ جا کر کہو کہ مجھے عسکر نے بھیجا ہے پس وہ تمھین ملازمت سونپ دیگا۔ علم حکمت سیکھنے کا میرا ہرگز ارادہ نہین تھا کیونکہ اُس درویش کی مجھے کہانی یاد تھی کہ اُسکی اور طبیب کی لپاڈگی ہوئی تھی اس نظر سے مین اس پیشہ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ لیکن میری حالت بہت ہی مایوسانہ تھی۔ میری گرہ مین کچھ بھی نہ رہا تھا اسلیئے خود بخود مجھے طبیب کی ملازمت منظور ہی کرنی پڑی۔ آخر مین صبح کو طبیب کے مکان کی طرف چلا۔ جو محلات کے پڑوس مین واقع تھا۔ مین ایک افسردہ اور بے مرمت بارگاہ

مین داخل ہوا مین نے وہان جاکر چند مریض دیکھے بعض تو آلتی پالتی مارے ہوے پشت بدیوار بیٹھے ہوے تھے اور بعض مریضون کے دوست وغیرہ انکی تیمارداری مین مشغول تھے اور بعض ہاتھون مین بوتلین لئے بیٹھے تھے کہ طبیب صاحب عورتونکے دالان سے نکلین تو ہمین بھی پوچھنے گچھنے کا موقع ملے۔ مین ایک کھلے ہوے دروازہ کی طرف چلا جہان وہ اشخاص جو اندر نہ جا سکتے تھے کھڑے ہوے تھے مین بھی وہین کھڑا ہوگیا کہ جب تک کوئی اندر نہ بلائے یہین قیام رکھئے۔ کمرے مین چند وہ اشخاص بیٹھے ہوے تھے کہ جو ڈاکٹر کی دربارداری کرنے آئے تھے کیونکہ ایران مین یہ قاعدہ ہیکہ ہر افسر اپنے ہان فجر کا دربار کرتا ہی۔ ڈاکٹر دروازہ کی طرف بیٹھا ہوا اپنا دن کا کام کر رہا تھا۔

یہ حکیم ایک ضعیف کھوسٹ شخص تھا۔ ایک آنکھ وہ بھی گڑھے مین گھسی ہوئی رخسارونکی ذرا اٹھی ہوئی ہڈیان۔ بکرے کی سی قلیل ڈاڑھی۔ خمیدہ پشتی کی صفت حضرت مین بدطولے رکھتی تھی۔ اور آپ کی مدامی وضع یہ تھی جب بیٹھتے تھے تو زنخدان کو آگے کی طرف ابھارے ہوے بیٹھتے تھے۔ جناب کے سر مبارک نے دو شانون کے بیچ مین پشت کی طرف تکیہ لگالیا تھا۔ ماشاء اللہ آپ کے دونون ہاتھ ہر وقت دو طرفہ کمر پر رکھے ہوے ہوتے تھے اسوقت حکیم صاحب کی دونون کہنیان جسم کے ہر طرف ایک مثلث بناتی تھین (اقلیدس سیکھنے والون کے بوڑھے حکیم مطلب کے تھے) یہ بہت ہی تنک مزاجی سے مختصر چھوٹے چھوٹے سوال کرتا تھا اور اگر جواب دینے کا موقع آتا تھا تو بہت گنگنا گنگنا کر دیتا تھا۔ جب حکیم صاحب ان لوگون کے امراض کی کیفیت سن چکے کہ جو حکیم صاحب سے نسخہ وغیرہ تجویز کرانے آئے تھے۔ اور اپنے چھوٹے سے خوشامدیون اور شورہ پہ چون کے دائرہ سے چند الفاظ کہکر انھون نے میری طرف دیکھا۔ تو مین نے یہ کہا کہ مین وہ شخص ہون اور مجھے شاعر نے بھیجا ہی تو وہ بوڑھا اپنی تیز نظرون سے منٹ دو منٹ میری طرف دیکھتا رہا اور چاہا کہ کچھ دیر بن تامل کرون کیونکہ انکی خواہش تھی کہ مجھ سے علیحدہ

مقام مین گفتگو کرینکے۔ غرض حکیم صاحب وہان سے اُٹھ بیٹھے اور اس کمرے سے باہر نکل آئے اور پھر مجھے ایک علٰیحدہ چھوٹے سے قصر مین بُلایا۔ اسکے سب طرف پاس پاس دیوارین محیط تھین مگر جہان کمرۂ خلوت تھا وہ دیوارون سے معرّا تھا اور یہین ڈاکٹر صاحب تشریف رکھتے تھے۔

اُنیسوان باب ۷۹

حاجی بابا کا حکیم کا ملازم ہونا

جون ہی مین براجا ڈاکٹر نے مجھے بلایا اور بیٹھنے کے لیے اشارہ کیا مین اس انکساری اور اطاعت کی صورت بنا کر بیٹھا کہ جیسے کم درجہ کا آدمی کسی بڑے عالیقدر اور شان و شوکت والے کی ظاہر التعظیم و تکریم کرتا ہی۔ اُسنے مجھسے کہا کہ ہمارے دوست عسکر نے تمھاری بہت ہی تعریف کی ہی اور کہا ہی کہ یہ شخص قابل اعتبار ہی اسپر بھروسہ کر سکتے ہین خصوصًا اس امر مین تمکو بہت ہی محتاط کہا ہی جسکی مین نے تجویز کی ہی۔ اسلیے کہ تمنے زمانہ کا بہت کچھ گرم و سرد دیکھا ہی اور ہمیشہ اپنی تدابیر لائقہ اور چارہ گری مین تم کامیاب اور بارآور رہے ہو اگر کوئی مآل اندیشی اور رازداری کا کام تمھین سپرد کیا جائے گا اُس کو تم بڑی قابلیت اور اُس لیاقت سے انجام دوگے جس لیاقت اور قابلیت کی اُس مین حاجت ہوگی۔ جون جون وہ میری تعریف بیان کرتا تھا مین بار بار اپنی کمر کو خم کر کرکے سر اُسکے آگے جھکا دیتا تھا اور اُسکے آگے دونون ہاتھ دونون زانوؤن پر رکھے ہوے اسطرح سے باادب بیٹھا ہوا تھا کہ میرے ہاتھ آستینون کے کنارون سے ڈھکے ہوے تھے نہ صرف ہاتھ ہی بلکہ میرے پیر بھی جامہ سے پوشیدہ تھے اسکے بعد وہ بوڑھا حکیم یہ گویا ہوا کہ مجھے تم جیسے شخص کی ٹھیک اس موقع کے لیے حاجت ہوئی ہے اور جب مجھے اپنے دوست عسکر کی سفارش پر بہت بھروسہ اور اطمینان ہی تو مین چاہتا ہون کہ تمھین تمھارے کامون مین ایک لائق اور قابل شخص بنا دون جبقدر کہ میری آرزدئین اور امیدین ہین اگر اُنکے موافق تم کامیاب ہوگے تو تم اس بات کا یقین کامل

کرو کہ یہ تمھارے لیے از حد بہتر ہوگا اور پھر مین بھی تمھاری خدمات لائقہ سے پہلوتہی نہین
کرونے کا اور اُنکا مجھے برابر خیال رہے گا پھر مجھے حکیم نے اور بھی اپنے پاس بلایا اور ایک
نہایت ہی دبی اور رازداری کی آواز مین مجھسے کہا۔ حاجی تمھین اس امر سے واقف
ہونا چاہیئے کہ ایک فرانسیسی ایلچی کچھ عرصہ گزرا دربار مین آیا ہی اسکے ساتھ ایک
ڈاکٹر بھی وہین کا ہی۔ اس کافر ڈاکٹر نے یہان بہت کچھ ناموری اور شہرت پیدا کرلی
ہی۔ یہ اپنے مریضون کا اس طریقہ سے علاج کرتا ہی کہ جو ہمارے آگے بالکل نیا ہی اور
وہ اپنے ہمراہ ایک صندوق دوائیات کا رکھتا ہی جنکا نام بھی ہم نہین جانتے۔
یہ ڈاکٹر بہت سی ایسی اشیا کے علم کے جاننے کا دعوی کرتا ہی۔ جنکو ہمنے تو کبھی فارس
مین نہین سُنا۔ یہ فرانسیسی گرم و سرد امراض مین کوئی فرق ہی نہین کرتا اور نہ ٹھنڈے
اور گرم معالجہ مین غیریت تصور کرتا ہی۔ جیسا کہ جالینوس اور ابن سینا نے برابر اپنی
کتابون اور تجارب مین کیا ہی۔ پیٹ مین اپنا تیز آلہ بھونکتا ہی کہ معدے مین ہوا
پہونچے اور یہ بھی دعوے ہی کہ مین چیچک کا مرض برابر اچھا کر سکتا ہون اور یہ سب مین
ہی بُرا اور بدنما ہی کہ ہماری سرشت مین خاص ایک خلاصہ اور جوہر کسی شے کا منسلک
کر دیتا ہی جسکا عمل الحال اُنکے فلسفیون مین سے ایک فلسفی نے کیا ہی۔ مگر اب یہ کبھی
نہوگا حاجی چیچک ہمیشہ میرے لیے ایک اطمینان بخش سلسلہ آمدنی کا ہی۔ بھلا تم ہی
خیال کرو کہ مین اسے کیونکر ضائع کر دون۔ ایک کافر تو یہ پسند کرتا ہی کہ یہان آئے
اور ہمین مویشیونکی طرح ہانکے بھلا ہم کیونکر اُسے اجازت دے سکتے ہین کہ ہمارے
مُنھ مین سے وہ روٹی چھینکر چلتا بنے۔ لیکن وہ سبب اور وجہ جسکے باعث سے مین
تمھاری مدد کا طلبگار ہوا ہون یہ ہی۔ کہ دو دن ہوے کہ وزیر اعظم اپنے معمول سے
زیادہ خوراک کھانے کے سبب سے مریض ہو گیا تھا اور بہت بے آرام تھا۔ کمبخت
کچا کاہو اور کھیرا اسقدر کہ مین ڈبو کر اور کھانڈ ملا کر چٹ کر گیا تھا۔ اس امر کی بھنک

فرانسیسی ایلچی کے کان مین پہونچی کیونکہ اس کھانا کھانے کے وقت وہ بھی موجود تھا اُسنے
فوراً اپنے ڈاکٹر کو وہان بھیجا کہ وزیر صاحب کا جاکر علاج کرے اور اُسنے وزیر صاحب سے
یہ درخواست کی ہو کہ آپ اس ڈاکٹر کو علاج کی اجازت دینگے یقین ہو کہ بہت جلد آپ کو صحت
کلی ہوجاے گی۔ کچھ عرصہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہو کہ وزیر اعظم اور فرانسیسی ایلچی کے
باہم چشمک گئی تھی۔ موخر الذکر یعنے ایلچی نے یہ چاہا تھا کہ چند تجویز ملکی معاملات مین میسر
ہوئے جایز اور روا رکھی جائین مگر وزیر اعظم نے بغیر کسی خیال کے صرف منفعت فارس کیلیئے
اس سے انکار کردیا تھا۔ چونکہ یہ موقع وزیر نے ایلچی سے ملنساری کرنے کا خلاصہ دیکھ لیا ہو
کیونکہ اس سے مصالحت باہمی بھی ہوجاے گی اسلیے اُس نے مجبوراً ڈاکٹر کی خدمات کو
قبول کیا یعنی اسکو اپنا معالج بنایا۔ کاش اگر مجھے پہلے سے خبر ہوجاتی تو مین ضرور اس معاملہ
مین قدم آگے بڑھاتا لیکن ڈاکٹر نے دوائی کے استعمال کرانے مین ایک لمحہ کا بھی توقف
نہین کیا۔ مین نے سُنا ہو کہ اسکو دوائی کیا دی ہو صرف بدمزا ایک سفید چھوٹی گولی
دی ہو۔ اگر کُل پہلوؤن سے خیال کیا جائے تو سوا بدقسمتی کے اور کیا کہہ سکتے ہین کہ
گولی نے کیسا اچنبھے کا اثر کیا ہو اور یہ گولی بجاے خود ایک نادر الوجود ثابت ہوئی۔ وزیر اعظم
کو ایسی شفاء کلی میسر ہوئی کہ وہ سوا اسکے کچھ کہتا ہی نہین۔ کہ "مجھے یہ گولی ایسی معلوم
ہوئی گویا میری انگلیون کی نوکون سے نمی کھینچ لی" اور اب وہ کچھ ایسا تندرست اور قوی
ہوگیا ہو کہ وہ خود اپنے بڑھاپے پر ہنستا ہو اور یہ کہتا ہو کہ میری بیویون کو میری اس قوت
اور طاقت و صحت جسمانی کی مبارکباد دو لیکن یہ نقصان یہین تک محدود نہین رہا بلکہ
اُسنے اور بھی آگے بڑھ کر سانس لیا ہو۔ یعنی اس گولی اور اس فرانسیسی ڈاکٹر کی شہرت
تمام دربار مین پھیل گئی اور پہلی بات یہ ہو کہ خود شاہ نے ڈاکٹر کو اُسی صبح کو سلام کہلا بھیجا
ہو اسکو گویا گولی کی کرامت و اعجاز تصور کرنا چاہیے شاہ نے وزیر اعظم کو بلایا کہ تمام
کیفیت مرض و علاج کی بیان کرے جب اُس نے بیان کی تو تمام دربار مین خوب خوب

آفرین ہوئی۔ پھر شاہ میری طرف متوجہ ہوا اور ارشاد کیا۔ حکیم صاحب اسکا آپ سبب
بیان کرین کہ کیا وجہ ہوئی جو اتنی سی شے نے اتنا بڑا اثر کیا اور ایسی کارگر ہوئی اسوقت
مین یہ جواب دینے کو مجبور ہوا۔ جھک کر اور زمین خدمت بوسید کا مضمون ادا کر کے۔ اے شاہ
شاہان مین نے ابتک وہ دوائی نہین ملاحظہ کی کہ جو کافر ڈاکٹر نے آپکے وزیر اعظم کو دی
ہی لیکن ہان مین اُسے دیکھتے ہی بتا دونگا کہ اسمین کیا کیا چیز ملی ہوئی ہی۔ اسوقت آپ کا
غلام اے مرکز مخلوق یہ التماس کرتا ہی کہ آپ اس امر کو بخوبی یاد فرمالین کہ اس موقع پر اس کام
کا خاص وہ شخص ہی کہ جو اسلام کا دشمن ہی اور اُسکے دماغ مین کفر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہی
اسلیے وہ کافر کے ہاتھون مین ایک آلہ ہی اور ایسا شخص جو تمام معاملات قضا و قدر سے
انکار کرے پھر بھلا اسکا کیا ٹھکانا۔ یہ کہکر اب مین نے یہ تردد کیا کہ یہ امر کیونکر معلوم ہو کہ
وہ کافر اس گولی مین کیا کیا دوا ملا کر استعمال کرتا ہی کہ جو کرامت و اعجاز کا حکم رکھتی ہی
کیونکہ مجھے اپنی ٹوپی بھی تو سنبھالنی ہوئی اور مین نے یہ خیال کیا کہ اگر یہ معاملہ نہین ہوا
تو بنی بنائی بات بگڑ جاے گی اور عزت کرکری ہوئی کچھ بات ہی نہین ہی۔ تم بڑے ہی
موقع پر آے ہو تمسے مجھے مدد ملیگی۔ تمکو ابھی اس سے واقف ہو جانا چاہیے اور جسطرح
سے ممکن ہو یہ ساری باتین اُسکے دماغ سے نکال لاؤ۔ لیکن چونکہ مجھے ابھی اس گولی
کا ایک نمونہ لینا ہی جو اُسنے وزیر اعظم کو دی تھی اسلیے کہ کل وہی گولی شاہ کی خدمت
مین پیش کرنی ہی تو اب تم یہ کام کرو اور یہی میری خدمات کی ابتدا سمجھو کہ تم بھی وہ کاہو
اور کھیرے وغیرہ کو سرکہ مین شکر ملا کر چٹ کر جاؤ اور اسی طرح سے مریض ہو جاؤ کہ جیسے
ہز ہائینس وزیر ہوا تھا۔ تم یہ ساری کیفیت فرانسیسی ڈاکٹر سے کہنا یقیناً وہ تمھین وہی گولی
دیگا جسے تم مجھے دیدینا۔

مین۔ (یعنی حاجی بابا پہلے ہی اس معاملہ مین خوف زدہ ہوکر۔ مین تو اُسے جانتا
نہین آسکے آگے اپنے کو پیش کیونکر کر سکونگا۔

ایسی ایسی نادرالوجود کہانیان یوروپینون کی نسبت بیان ہوئی ہین کہ مین خود حیران ہون کہ انسے کیونکر پیش آتے ہین۔ خدا کے لیئے آپ اس امر مین مجھے تعلیم کیجیئے اور اُنکی ملاقاتکی ساری اونچ نیچ بتادیجئے۔

میرزا احمق۔ یہ بیشک درست ہی کہ اُنکی تمام عادتین اور طریق ہم لوگون سے بالکل مناسبت نہین رکھتے۔ اچھا انکی نسبت مین چند باتین بیان کرتا ہون انکا تمھین خیال کرلینا چاہیئے ہم اپنے سرون کی حجامت بنواتے ہین اور ڈاڑھیون کو بڑھاتے ہین یوروپین انکے بالکل خلاف کرتے ہین۔ یعنی اُنکی ٹھوڑی پر بالون کا کچھ یون ہی سا نشان باقی رہتا ہی رداڑھی کیا گاجر کی بیندی دکھائی دیتی ہی) اور انکے سر کے بال انکے سرون پر ایسے گنجان کثرت سے ہوتے ہین کہ گویا انکا یہ عہد دینی ہی کہ اُنھین کبھی نہ کٹوائین۔ وہ پلیٹ فارم پر بیٹھتے ہین۔ ہم زمین پر آلتی پالتی مار کر بیٹھتے ہین۔ وہ چھُری کانٹے سے کھانا کھاتے ہین ہم ہاتھون سے تناول کرتے ہین۔ وہ ہمیشہ ادھر اُدھر چہل قدمی کرتے پھرتے ہین۔ ہم بیٹھے رہتے ہین وہ بڑے مضبوط کپڑے پہنتے ہین مگر ہم ایسے نہین زیب تن کرتے وہ بائین جانب سے دائین کی طرف لکھتے ہین۔ ہم دائین سے بائین کی جانب وہ کبھی نہین خدا کی عبادت کرتے اور ہم دن مین پانچ وقت کرتے ہین۔ غرض اسکی انتہا ہی نہین ہی کہ اُنکے طرز معاشرت کے طرق کہان تک ہین۔ لیکن حق اور نفس الحق یہ امر ہی کہ یہ لوگ دنیا مین نہایت درجہ کے ناپاک ہین۔ اسلیے کہ وہ کسی شے کو نجس اور حرام ہی تصور نہین کرتے۔ وہ سب قسم کے جانور کھاتے ہین۔ سور سے لے کر کچھوے تک چھوڑتے ہی نہین۔ اور بلا وسواس کے سب کو چکھ جاتے ہین۔ ہرچہ آید در گھسیٹ مضمون انکو بہت ہی روان ہی۔ یہ بھی تو نہین کرتے کہ پہلے اسکا گلہ کاٹ ڈالین نہین بلکہ مُردہ جسم کو چٹ کرتے ہین اور نہ اُنھین اُنکی صفائی غیر صفائی سے غرض ہی غرض جو کچھ انکی باتین ہین سب ناشایستہ اور لغو ہین یہ کبھی نہین کرتے کہ گرم حمام مین جائین اور کھلی نہ

خوب مل ملکر نہائین ۔

مین ۔ جناب حکیم صاحب کیا یہ امر سچ ہی کہ یہ لوگ بہت ہی مغلوب الغضب ہوتے ہین اگر انکی کسی بات مین شبہہ اُسکے واقع ہو اور انکو جھوٹا کہا جاے تو یہ اسقدر برانگیختہ ہوکر جنگ کرتے ہین کہ جب تک اُسے یا اپنے کو ہلاک نہین کرڈالتے ہرگز باز نہین آتے ۔

مرزا احمق ۔ ہان یہ بھی اُنکی نسبت بیان ہوتا ہی لیکن مجھے ابتک اس قسم کا کوئی معاملہ اگر نہین واقع ہوا ۔ مگر ہان ایک بات مین تمھین بتائے دیتا ہون وہ یہ ہی کہ جب وہ تمھاری کسی چیز کی تعریف کرین تو تم ہرگز انکو اس تعریف کا وہ جواب نہ دو جو ہم لوگ باہم دیتے ہین جیسے یہ آپ ہی کی نذر ہی یہ آپ کا ہی مال ہی ۔ اور اگر شاید اُنھون نے وہ چیز لے لی تو پھر اسوقت بڑی دشواری ہوگی اور تمنے تو صرف ایک جھوٹی صلاح کی تھی وہان وہ چیز ہاتھ سے نکل گئی غرض نہایت تُلی ہوئی باتین اُنسے اس قسم کی کرنی چاہیئین جنکو وہ پسند کرین ۔

مین ۔ اگر حضرت یہی بات ہی تو مجھے اور بھی زیادہ خدشہ ہوا ۔ بھلا جب مین بناوٹی بیمار بنونگا اور اُس سے جاکر کہونگا کہ مین بیمار ہون تو وہ کب اُسے سچ سمجھے گا اور مجھے مریض سمجھکر وہ کب اپنی دوائی دینے لگا اُسے صاف ظاہر ہوجائیگا کہ یہ دوسرے کے لیے مانگتا ہی بس یہی غضب ہی ۔

مرزا احمق ۔ نہین نہین تم بیمار ہوجاؤ اور واقعی بیمار ہوجاؤ بس پھر کیا جھوٹ ہوگا میرے دوست حاجی اب تم جاؤ ۔ میری گردن مین ہاتھ ڈال کے جاؤ اور بہت جلد کھیرے وغیرہ کا استعمال کرو اور اسی شام کو مجھے گولی لادو ۔

مجھے بہت کچھ دم ولاسا دیا اور مجھے روکا کہ بس اب میری اس غیر مترقبہ درخواست پر کوئی اعتراض نہ کرے اس نے نہایت ہی مہربانی سے مجھے کمرے کے باہر کیا ۔ غرض مین اُسکے پاس سے روانہ ہوا ۔ مجھے اس امر کا اصلا علم نہین تھا کہ آیا میری اس نئی وضع پر کچھ مذاق تو نہین اُڑیگا یا واقعی یہ بات کیا ہی ۔ بغیر کسی قول و قرار بغیر کسی وجہ کے مریض بنجانا بھلا

اس کو مین کیون کر قبول کرتا یہ بھی ایک عجیب بات تھی۔ مین پھر اپنے مربی سے معاملہ کرنیکے لئے اُسکے کمرے مین واپس پھر کر آیا۔ لیکن اب یہان اُسکا پتہ بھی نہین تھا۔ معلوم ہوا کہ وہ ابھی حرم سرا مین چلدیے آخر مین مجبوراً واپس پھرا اور اب مجھے یہ فکر ہوئی کہ اپنے مقصود پر کامیاب ہون۔

بیسوان باب

حاجی بابا کا اپنے مطلب پر کامیاب ہونا

اب مجھے یہ دُھن لگی کہ ایلچی کے مکان پر چلنا چاہیے۔ مین یہ خیال کر کے پوچھتا پوچھتا روانہ ہوا۔ اب مین نے اپنے دل مین یہ خیال پکانا شروع کیا کہ حکیم کی بجا آوری حکم کی تعمیل ہو تو کیون کر ہو۔ بھلا یہ امر ایک خیال کرنے کے قابل تھا کہ درد شکم کوئی فروختنی یا خریدنی شے تو تھی نہین کہ دم بھر مین بازار سے خرید لی جاتی۔ اگرچہ اس کاہو اور کھیرے نے بوڑھے وزیر کے پیٹ مین درد کیا۔ اور اسے یہ بادی چیزین ہضم نہ ہوئین تو یہ کیونکر ممکن تھا کہ مجھ جیسے جوان کے پیٹ مین بھی وہ خلل کرتین۔ اور پھر یہ بھی ایک تعجب کی بات تھی کہ یکایک پیٹ مین کھاتے ہی سڑک پر خلل کیونکر ہونے لگتا۔ یہان بڑا ہی قافیہ تنگ تھا مگر مین نے سوچ لیا کہ کسی عمدہ تدبیر سے گولی کو حاصل کرنا چاہیئے۔ یہ ترکیب جو مرزا احمق نے بتائی ہی محض احمقانہ ہی۔ مجھے یہ خیال آیا کہ حاجی تو نے فریب کیا اور وہان جا کر یہ کہا کہ مین بیمار ہون اور واقعی بیماری دیماری کا پتہ بھی نہین ہی اور وہ تشخیص سے پہچان لیگا تو ایسا نہو کہ مجھے فریبی سمجھ کے اپنے گھر سے نکال باہر کرے۔ خیر اسوقت یہ تدبیر ذہن نشین ہوئی کہ مین اس سے جا کر یہ کہون کہ مین شاہی حرم سرا کا ملازم ہون۔ میری بیگم صاحبہ کو یہ مرض ہو گیا ہی۔ تو لامحالہ مین اپنے ارادہ پر کامیاب ہو جاؤنگا اور وہ مجھے گولی دیدیگا یہ منصوبہ دل مین گانٹھ کے مین بازار مین ایک پرانے کپڑے فروش کی دوکان پر گیا، اور جبہ اپنے لئے کاہون کے پہننے کا کرایہ پر لیا اور بجاے کٹار کے کمر مین ایک بستہ کاغذون کا لپیٹا۔ تاکہ معلوم ہو کہ مین کوئی عام خادمون مین سے نہین ہون۔

مجھے فوراً معلوم ہو گیا کہ ایلچی فلان مقام پر رہتا ہی۔ جو کچھ مرزا احمق نے مجھے تلقین کیا تھا اسکو اپنے دماغ مین جما کر ڈرتا ڈرتا اور سوچتا سوچتا مین ڈاکٹر کی جاے قیام پر گیا۔ مین نے دیکھا کہ دو طرفہ درخت والے راستہ پر صدہا عورتین اپنے معصوم پیارے پیارے بچون کو گودیون مین لیے کھڑی ہین۔ انسے معلوم ہوا کہ یہ عورتین صرف چیچک کی مجرب دوائی کی خبر سنکر یہان اپنے بچون کو لے کر آئی ہین۔ کچھ ملکی معاملات کے اسباب سے فرانسیسی اس فکر مین تھے کہ کسی طرح سے کچھ ترقی ہو چونکہ ڈاکٹر اپنا عمل مفت کرتا تھا اسلیے مریضون کی بھی کمی نہ تھی خصوصاً فرقۂ غربا کے جو ایک دیسی طبیب کو بھی نہین بلا سکتے کیونکہ یا تو انھین کچھ نذرانہ طبیب صاحب کے بھینٹ چڑھانا پڑے اور یا فیس دینی پڑے۔ اور طبیب صاحب ہین کہ بغیر ان دونون کے کہین براجتے ہی نہین۔

جب مین اندر گیا تو مین نے ایک شخص کو کمرے کے بیچ مین بیٹھا ہوا پایا۔ اسکے قریب ایک بلند لکڑی کی میز رکھی ہوئی تھی۔ اسپر بکس۔ کتابین۔ آلے۔ اوزار کثرت سے چنے ہوے تھے جنکے استعمال سے مین محض نابلد تھا۔ وہ شخص ایک عجیب و غریب پوشاک مین جیسے کہ نصاریٰ پہنا کرتے ہین اور جنکو مین نے ہمیشہ اسی وضع مین دیکھا ہی جلوہ فرما تھا۔ اسکی ٹھوڑی اور لبون پر بالون کا نشان تک نہین تھا۔ جہان تک مین خیال کر سکتا ہون بالکل ایک ہیجڑے کی صورت تھا۔ اسنے اپنے سر کو بے محابا کھول رکھا تھا۔ اسکی گردن مین ایک سخت و کرخت پٹی (کالر) لپٹی ہوئی تھی۔ اور اسی قسم کی دوسری جوڑ توڑ کی چیزین اسکی گردن مین کلون کی طرف اُٹھی ہوئی تھین گویا یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکو کوئی مرض ہی یا کوئی زخم لگا ہی جسکو یہ چھپاتا ہی اسکے کپڑے اسکے جسم پر ایسے پھنسے ہوے تھے اور اسکا باہر والا کوٹ خصوصاً اسی زاویہ نما شکل کا بنا ہوا تھا کہ یہ ایک امر بدیہی تھا کہ اس قسم کے کپڑے نہایت ہی کمیاب اور عنقا صفت ایران مین معلوم ہوتے تھے۔ اسکی پوشاک کا نیچے کا حصہ خصوصاً بہت ہی غیر واجب تھا۔ کیونکہ جو دری یا چادر غالیچہ اسکے کمرے مین

بجھا ہوا تھا سیر دہ بوٹ ہی پہنکر بیٹھا ہوا تھا لیکن اُسنے آدمیت اور بھلمنسی کا خون کر رکھا تھا
مجھے معلوم ہوا کہ یہ ہماری زبان بھی بولتا ہے کیونکہ جون ہی اسکی نگاہ مجھپر پڑی اُس نے
مجھسے پوچھا کہ کیا چاہیئے۔ اور پھر اُس نے فوراً ہی یہ کہا صباح الخیر۔ یہ ایک ایسا صریحی مسئلہ تھا
کہ مین نے اُسے بدل پسند کیا۔ اُسوقت مین نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ اس سے کچھ اچھی اچھی
باتین کرنی چاہیئین اور کچھ اسکی مدح سرائی بھی کرنی ضرور ہے کہ آپ کی قابلتین اور لیاقتین
ایسی ہین۔ پہلے تو مین نے یہ کہا کہ فارس مین آپکی بڑی ناموری اور شہرت ہو رہی ہے
بھلا لقمان کی آپ کے آگے کیا اصل ہے اگر آپ کی دانش و عقل کو اس سے مقابلہ کیا جاے
تو تو یہ توبہ بس یہی کہنا لازم آئیگا۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اور دیسی اطبا آپ کے ہمعصر یہ تو سب آپ کے آگے پانی بھرتے ہین۔ ان سب باتون کا
اُس نے کچھ بھی جواب نہ دیا۔ پھر مین نے اُس سے یہ کہا کہ خود شاہ نے آپ کی دوا کے اثر کو
سُنا ہے جو آپ نے وزیر اعظم کو عطا فرمائی تھی اور اُس نے یہ امر سنکر اپنے مورخون کو حکم دیا ہے
کہ وہ واقعات کی سرگذشت مین اس عجیب و غریب واقعہ کو بھی قلمبند کرین کہ صرف ایک گولی
نے آناً فاناً مین مریض کو اچھا کر دیا۔ گویا اسکی سلطنت کے ایک نادر واقعون مین سے یہ
واقعہ ہے آپ کی اس زود اثر دوائی کا شہرہ شاہی محلسرا مین بھی پہونچا ہے اور وہان کئی
بیگمین مریض ہو گئی ہین اب وہ چاہتی ہین کہ اس دوا کا استعمال کرین۔ شاہ کی
بہت پیاری لونڈی جارجیئین اسوقت بہت ہی تکلیف مین ہے مجکو شاہ کے حکم سے
خوجون کے سردار نے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ وہی دوائی عنایت فرمائین جو آپنے
وزیر اعظم کو دی تھی۔ خاص اسی دوا کے حصول کے لیئے مین آپ کے پاس
حاضر ہوا ہون۔

ڈاکٹر (سر بگریبان ہو کے اور کچھ دیر تامل کر کے) میرا یہ طریقہ نہین ہے کہ مین اپنے

مریض کو بغیر ایک نگاہ دیکھے دوائی دیدون اسلیئے اگر بغیر دیکھے مین دوائی دیدون تو اُس سے غالباً نقصان ہوگا - اگر مجھے معلوم ہوگا کہ شاہی حرم مین میری مدد و معاونت کی خواستگاری ہی تو مین بہت خوشی سے چلنے کو موجود ہون -

مین - فارس مین یہ دستور نہین ہی کہ حرم کا یا جارجئین لونڈی کا چہرہ بغیر اُسکے خاوند کے کوئی دیکھ سکے - اگر بہت ہی ضرورت پڑتی ہی کہ بغیر حکیم کے چارا ہی نہ ہو سکے تو طبیب بلایا جاتا ہی مگر اُس عورت کے ہاتھ پر کپڑا یا برقع پڑا رہتا ہی جب طبیب نبض دیکھتا ہی -

ڈاکٹر - لیکن مین جب علاج کرتا ہون تو نہ صرف نبض ہی پر قناعت کرتا ہون بلکہ مریض کی زبان بھی دیکھتا ہون -

مین - زبان کا دیکھنا فارس مین بالکل ایک نئی بات ہی اور مجھے اس کا یقین ہی کہ جب تک شاہ کا خاص حکم نہو آپ حرم سرا مین تو یہ نہین کر سکتے کہ کسی حرم کی زبان کو دیکھین -

ڈاکٹر - بہت خوب اگر مین آپ کو اپنی دوائی دون تو اس امر مین مین ذمہ داری نہین لیتا اگر اُسے صحت نہ کی اور مار ڈالا تو اُسکا جواب وہ مین نہ ہون گا -

خیر جب مین نے اُسے یقین دلایا کہ آپ کو کوئی نقصان اور کسی قسم کی کوئی بات عاید نہ ہوگی تو اُس نے ایک بڑا صندوق کھولا جسمین دوائیان بھری ہوئی تھین - اُسمین سے اُس نے ایک سفید پاوڈر لی اور اسکو ایک روٹی کے ٹکڑے کے ساتھ ملا ملا کر ایک گولی کی صورت مین بنادی اور کاغذ مین لپیٹ کر مجھے دی اور اُسکا استعمال بتلا دیا کہ یون دنیا اور یون کرنا جب مجھے معلوم ہوا کہ اُس نے اپنے علم اور بھید کو پوشیدہ نہین کیا تو مین نے اُس سے اس دوائی کی فطرت اور خاصیت اور اسکے عمل کی کیفیت غرض سب باتین اُس سے دریافت کر لین - اُس نے بغیر کسی حجاب اور دور اندیشی کے ساری کیفیت بیان کر دی - اُسنے ہمارے ایرانی اطبا کے موافق نہین بیان کیا کہ جو بڑے لنبے چوڑے اور فوق البھڑک الفاظ مین کسی بات کو بیان کرتے ہین -

اور جو اپنے اس مریض کو جو اُن کے آگے علاج کے لیئے آتا ہی صرف ابو علی ابن سینا وغیرہ ہی کی تحریر پر عملدرآمد کرتے ہین۔

جب سب باتین مین نے خوب سمجھ لین اور جہان تک ممکن ہوا انکی تحقیق تفتیش مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا تو مین اس ڈاکٹر کے پاس سے اُسکا شکریہ ادا کرتا ہوا اپنے آقاے نامدار مرزا احمق کے مکان کی طرف روانہ ہوا۔ بےشبہہ مرزا احمق صاحب نہایت اضطراب مین میرے منتظر تھے مین نے اپنا وہ منشیانہ یا کاتبانہ مانگا ہوا جبہ اُتار ڈالا اور اپنے اصلی کپڑے پہن لیے۔ اور اب مین مرزا احمق کے سامنے ایسی بُری صورت بنا کے آیا جو اُس موقع کے لیئے زیبا تھی۔ اسلیے کہ میری یہ خواہش تھی کہ اُسے اِس امر کا یقین آجاے کہ اُس نے کھایا ہو اور پھر اکھا کر واقعی اپنے کو مریض بنا لیا ہی اور صرف اسی مرض کے صدقہ مین یہ اپنے فرائض کی انجام دہی مین کامیاب ہوا ہی۔ مین اپنی ایک ایک بات مین پیٹ پر ہاتھ رکھکر کچھ ایسا پیچ وتاب کھاجاتا تھا گویا میرے پیٹ مین سخت درد ہو رہا ہی اور مین نے بالکل اپنی صورت مریضون کی سی بنائی تھی۔ میری اس حالت نے مرزا احمق کی کرخت اور ناملائم طبیعت کو رحم کی طرف پھیرا۔

جون ہی مین نے اُسکے کمرے مین قدم رکھا مین نے کہا لیجیئے حضور آپ اپنی مطلوبہ شے کو تھامیے۔ اور پھر مین دُوہرا ہو گیا اور چہرے کی کچھ ایسی کشیدگی سے رد یا کہ ایک تہاکہ مچ گیا۔ دیکھیے مین نے آپ کے حکم کی بجاآوری کر دی ہی اور اب مین نے صرف اپنے کو آپ کی فیاضی اور عالی ہمتی پر ڈال دیا ہی۔ اُس نے چاہا کہ مجھ سے اُسکی کچھ کیفیت دریافت کرے کہ تو نے یہ کیون کر لی اور کس طرح پہونچا۔ مین نے اصلی بات کو تو بالکل چھپایا جب مین نے اسے وہ گولی دی تو مین نے اسکے یہ ذہن نشین کر دیا کہ مجھے بہت بڑے صلہ کی امید ہی۔ مین نے اس قسم کا اشارہ کیا کہ گویا مین اس گولی کو درد کی شدت اور اضطرابی مین نگلتا ہون تا کہ وہ کچھ تو اپنے ہاتھ کی چیز مجھے دے۔ مرزا احمق خیال

کے استفسار سوال سے جو اُسنے گولی کے معاملے مین کیا تھا ایسا ڈرا ہوا تھا کہ مین نے اُس گولی کو اپنے قبضہ مین کر لیا۔ اور اُس نے فی الواقع مجھے ایک سونے کا ٹکڑا بھڑایا۔ جو کچھ صلہ مرزا احمق نے اس گولی کے بدلے مجھے عنایت فرمایا انکی کبھی بھی کسی چہیتی بیوی کو کبھی حشر تک یہ نصیب نہوا تھا کہ یہ اپنے ہاتھ سے کچھ دیتا۔ مین نے اپنا یہ فریب کچھ دیر گانٹھے رکھا اور مین نے ارادہ کیا کہ اس سے اس مرض کے زائل ہونے کے لیئے کچھ اسمین ہی سے دوا لون۔ لیکن مجھے معلوم ہوا کہ بوڑھا اپنی دوائی خود میرے لیئے تیار کر رہا ہی مگر یہ دوائی بہت دیر مین بنتی اور مین کہان تک یہ فریب گانٹھے رکھتا۔ اچانک مین تندرست ہو ہو اکر اُٹھ بیٹھا۔

فارغ البال ہوے خوب فراغت پائی

جب مرزا احمق نے گولی کو اپنے قبضہ مین لے لیا تو پہلے اُسے بہت ہی شوق سے ملاحظہ کیا اور اپنی ہتھیلی پر رکھ کے اُسے خوب خوب چارون طرف سے پھرا پھرا کے دیکھا۔ لیکن ذرا بھی اُنکی سمجھ مین نہ آیا کہ یہ کیا بلا ہی اور کس کس چیز کی بنی ہوئی ہی جب اُسنے خوب سر ٹپک لیا اور اسکی خاک سمجھ مین نہ آیا تو ناچار مین نے اُس سے یہ کہا کہ جناب ڈاکٹر نے مجھے اسکی کیفیت سے آگاہ کر دیا ہی یہ سیماب کی بنی ہوئی ہی۔

مرزا احمق۔ اہا سیماب کی ہی جب ہی مجھے نہین معلوم ہوا تھا۔ تو یہ کافر یہ علیسوی کیا ہمین سیماب سے زہر دینا چاہتا ہی لیجیئے میرا تمام دستور العمل اور شہرت و ناموری مذاق ہی مذاق مین اُڑ جاتی۔ کسنے سنا ہی کہ سیماب بھی دوائی ہوتی ہی۔ سیماب ٹھنڈا ہی اور کا ہو کھیرا بھی خنک ہی آپ کبھی برف و خنکی کے رفع کرنے کے لیئے برف ہی استعمال نہین کرینگے۔ گدھا اپنے فن کا پہلا اصول بھی تو نہین جانتا۔

چہ داند بوزنہ لذات ادرک

نہین حاجی یہ کبھی نہین ہوگا ہم ہرگز ان طرق مین اپنی ڈاڑھیون پر مضحکہ اُڑوا نہین گے

مرزا احمق اپنے رقیب کو بہت دیر تک برا بھلا کہتا رہا اور اسپر سخت لعن طعن بھیجتا رہا اور اسمین شک نہین کہ وہ بڑی دیر تک یون اسکو گالیان دیتا رہتا۔ مگر اتنے مین شاہ کا چوبدار آگیا کہ شاہ نے آپ کو یاد فرمایا ہے کہ بہت جلد حاضر خدمت ہو۔ یہ سنتے ہی مرزا نے درباری کپڑے پہنے اپنی سیاہ بھیڑ کے چمڑے والی ٹوپی کو شال کے عمامہ سے بدلا۔ اور فوراً اپنی سرخ جرابین پہنین اور اپنا گھوڑا سواری کا منگایا۔ گولی کو اپنے ہاتھ مین لیا اور بہت تیزی اور جلدی سے چلا۔ بڑا ہی خوفزدہ تھا کہ دیکھیے وہان جا کے کیا نتیجہ پیدا ہوئے گا۔

اکیسوان باب ۲۱

طبیب اور شاہ فارس

آخر شام کو طبیب کی ملاقات شاہ سے ہوئی جب میرزا احمق وہان سے واپس آئے آتے ہی مجھے بلایا۔ مین نے اسے بڑی گھبراہٹ اور تشویش مین دیکھا جون ہی اُسکی نگاہ مجھپر پڑی مجھے اپنے بہت پاس بٹھایا اور ہر متنفس کو کمرے کے باہر نکال کر مجھ سے کان مین یہ کہا کہ اس کافر ڈاکٹر کا کسی نہ کسی طرح سے بندوبست کرنا چاہیے۔ تم کیا خیال کرتے ہو کہ کیا واقع ہوا شاہ نے اُس سے مشورہ لیا اور اس صبح کو کامل ایک گھنٹہ تک شاہ سے اُسکے تخلیہ مین باتین ہوتی رہین۔ شاہ عالیجاہ نے اُسکا نتیجہ مجھ سے بلا کر کہا تھا تو مجھے معلوم ہوا کہ اس فرانسیسی نے شاہ کے دل پر اپنا بہت کچھ اثر کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ نے اپنی تمام شکایتین اُسکے آگے بیان کین۔ اپنے ضعف کا حال کہا اپنے پرانے مرض ضیق النفس کی کیفیت بیان کی اور کمی ہاضمہ کی بھی شکایت کی۔ اُس کافر نے صرف نبض دیکھتے ہی اور زبان پر ایک نگاہ ڈالتے ہی سب بیان کر دیا کہ آیا شاہ گرم حمام مین اکثر غسل فرماتے ہین۔ اور آیا جب شاہ حقہ پیتے ہین تو شاہ کو فوراً کھانسی کا تو اعادہ نہین ہوتا۔ یا شاہ اپنی خوراک مین۔ گوشت کے مربہ۔ مٹھائی۔ اور مکھن مین تیرتے ہوئے

چانول تونہین استعمال کرتے توشاہ نے اُس ڈاکٹر کوتین دِن کی مہلت دی ہے کہ وہ اسمین خوض وفکر کرے اور اپنی کتابون مین دیکھے اور عقلاے فرانس کی آراے کواس معاملے مین مجتمع کرے کہ وہ خاص اس مرض مین کیا حکم کرتے ہین اور پھر ایسی دوا بنائی جائے کہ جس سے مجھے صحت کلی ہو جائے اور پھر اصلی حالت از سر نو اعادہ کر آئے۔

اسکے بعد شاہ عالیجاہ نے میری راے دریافت کی اور مجھسے کہا کہ تم بہت دلیری اور آزادی سے فرانسیسیون کی فطرت خاصیت اور انکی دوائیات کی پوری پوری ماہیت بیان کرد۔ یہ سنتے ہی مین نے ایک لمحہ بھی اپنی راے دینے مین وقفہ نہین کیا۔ مین نے اپنی معمولی تمہید کے بعد یہ عرض کیا۔ کہ اگر انکی فطرتون کی نسبت حضور استفسار فرماتے ہین توخداوند نعمت اپنی عقل غامض مین یہ تصور فرمائین کہ یہ کافر منکر اور ناپاک قوم ہے اسلیے کہ یہ بغیر وسواس کے سور کا گوشت کھاتے ہین اور شرابین اُڑاتے ہین۔ صورت دیکھیے تو بالکل عورتین معلوم ہوتے ہین اور اپنے طرق مین بالکل ریچھ ہین۔ ہر وقت انپر بڑا ہی خیال رکھنا چاہیے کیونکہ آپ خود ملاحظہ فرمالین کہ آخر انھون نے ہند کے ساتھ کیا کیا سلطنت پر قبضہ کرلیا اور وہان کے شاہون اور نوابون کو اپنا عاجز خادم بنا لیا۔ اب آپ اگر ان کی دوائیات کی بابت مجھ سے سننا چاہتے ہین توآپ گوش گزار فرمائین اللہ انسے خداوند نعمت کو محفوظ ہی رکھے انکی دواؤن کے اثر ایسے ہی فریب دہ اور دغا باز ہین۔ جیسے فرانسیسی اپنے ملکی معاملات مین خائن اور دغا باز ہین۔ وہ ہماری صحت ہی کرنے مین رہجاتے ہین اور ہم رخصت ہی ہو جاتے ہین۔ انکا خاص مصالحہ سیماب ہے دیکھئے یہ گولی موجود ہے ملاحظہ فرمائیے۔ وہ انپے آلے اور چاقو ایسے آزادی سے استعمال کرتے ہین کہ دم بھر مین ایک شخص کی زندگی بچانے کے لیے عضو کے عضو اُڑا دیتے ہین جسقدر کہ بیرونی طریقہ معالجہ سے اموات ہوئی تھین سب کی تصویر مین نے شاہ کے آگے کھینچ دی۔ اور شاہ سے خوب تاکیداً کہہ دیا کہ جب تک اسمین خوب غور و خوض نہ کر لیے جائین

ہرگز حضور ان لوگون کی کوئی دوا بھی استعمال نہ کرین۔ اس امر کو شاہ نے پسند کر لیا۔ اب جون ہی ڈاکٹر شاہ کو وہ دوائی بھیجے گا جسکو وہ تیار کر رہا ہے تو مین ضرور اسکو دیکھنے کے لیے بلایا جاؤنگا۔

اب اے حاجی (طبیب کہتا ہے) شاہ کو ہرگز کافر کی حکمت سے تو مس ہی نہ کرنا چاہیئے اور اگر کوئی موقع ہوا اور اُسنے دوائی کھائی اور اُس دوانے کچھ فائدہ بھی کیا تو مین تو گیا گذرا ہو گیا بھلا پھر کون مرزا احمق سے بار بار صلاح و مشورہ لے گا۔ نہین کوئی نہین ہمین چاہیے کہ ہم ایسے موقع ہی کو نہ اُٹھاوین۔

لگا نہ رہنے دے جھگڑے کو یار تو باقی

ہم باہمی عہد کر کے کہ جہان تک ہو سکے یہ کوشش کرنی چاہیے کہ یہ کافر ڈاکٹر باطل ہو جائے (علیٰحدہ ہوئے)۔

تین دن کے بعد پھر مرزا احمق کو شاہ نے اس دوائی کے ملاحظہ کرنے کے لیے بلایا۔ دوائی مین صرف گولیون کی ایک ڈبیا تھی۔ دیکھتے ہی مرزا احمق نے صدہا شبہات اُسکی تاثیر کے خلاف پیدا کیے۔ اور سیکڑون اندھا دُھند اشارے اور خوف دول خارجہ کے ایجنٹ کی دوائی کھانے مین شاہ کو دلائے۔ آخر الامر شاہ سے یہ کہا کہ آپ اس معاملے مین اپنے وزرا سے مشورہ فرمائین۔ یہ کہکر مرزا احمق چلے آئے۔ دوسرے دن پبلک دربار مین جب شاہ تخت پر جلوہ افروز تھے اور اُنکے چارون طرف اُنکے وزیر اعظم۔ وزیر خزانہ وزیر معاملات اندرونی۔ سکرٹری سلطنت لارڈ چیمبر لین۔ (ناظر) داروغہ اصطبل وزیر تقریبات۔ طبیب خاص۔ اور اسی طرح کے شاہ کے اور اور بڑے بڑے افسر دست بستہ حاضر خدمت تھے۔ اس موقع پر شاہ نے اپنے وزیر اعظم سے مخاطب ہو کر تمام اس معاملہ کو جو دول خارجہ کے طبیب سے ہوا تھا کہ وہ مرض شاہ کو صحت پذیر کریگا اور پھر شاہ کو اصلی حالت پر لے آئیگا فرمایا۔ اور کہا کہ اول ہی مکالمہ اور مشورے مین

سابق الذکر طبیب نے بہت اچھی طرح سے مجھے دیکھ کر یہ تشخیص مرض کیا کہ مجھ مین علامت ضعف بہت ہی۔ دوسری دفعہ مجھے اُسنے اِس امر کا یقین دلایا کہ مین نے تین دن تک خوب غور و تامل کیا ہی۔ اور مختلف کتابون مین سے دیکھ کر اور اس مرض مین اپنے ملک کے عقلا کی آرا کو جمع کر کے مین نے کئی کئی قسم و خاصیت کی دوائیات سے ایک مرکب دوائی بنائی ہی کہ اگر اسکا استعمال کیا جاے تو یہ ایسے عجائب و غرائب اثر دکھلاے گی کہ جن اثرون کا کوئی تعویذ گنڈا وغیرہ مقابلہ نہین کر سکتا۔

اسکے بعد شاہ عالیجاہ نے یہ ارشاد فرمایا کہ مین نے حکیم باشی یا افسر الاطبا کو اپنے دربار مین بلایا تھا جس کو سلطنت فارس کی ترقی اور رفاہ کا بہت ہی تفکر رہتا ہی۔ اور وہ ایک رکن سلطنت ہی اُس نے دول خارجہ کے لوگون پر بہت ہی گہرا خوض و فکر کر کے ان شبہات پر جو اُسکے دماغ مین آئے ہین اُنسے مخالفت کی ہی۔ اول یہ کہ آیا یہ ملکی معاملات ہین تو اس سے کچھ برہمی نہین پھیلے گی کہ دول خارجہ کے لوگ خاص شاہ کے اندرونی معاملے مین دخل اندازی کرین یعنی شاہ کا علاج اُنکے ہاتھون ہو۔ دوسرے وہ علاج اور اُنکی تدبیر کچھ خوفناک اثر تو شاہ پر نہین کریگی جسکو شاہ نے اپنی صحت کے لیے اکسیر سمجھا ہی اور اُنسے امید بہتری کی ہی۔

ان صورتون مین مرکز مخلوق یعنی شاہ عالیجاہ نے یہ فرمایا۔ مین نے یہ مصلحت سمجھا ہی کہ بیشتر اسکے کہ مین اس کام کو شروع کرون اور انکو اپنا معالج بناؤن تمسے بھی مین اپنی راے طلب کرون کہ تم سب باہم مل کے اپنی اجماعی عقول سے ایسی مستحکم راے کا اظہار کرو کہ جو شاہون کی خدمت مین پیش کرنے کے قابل ہوتی ہین اور تم اس معاملے مین پورا پورا اپنے علم اور اپنی عقلون سے کام لے کر مجھے بتاؤ کہ طریقہ احسن کونسا ہوگا۔ مین چاہتا ہون کہ تم مین سے ہر شخص اس معاملے کو اپنی اپنی ترازوے عقل مین وزن کرے اور اس دوائی کے اثرات کو ملاحظہ کرے اسلیے کہ ہم سب یعنی تم اور مین پورے طور سے

اس دوا کی ماہیت وکیفیت کو جانچ سکین اور اسکے مختلف اسباب ونتائج بہمہ وجوہ دیکھ سکین
جب وزیر اعظم اور ارکین سلطنت نے شاہ کی یہ شفقت آمیز اور محبتانہ سپیچ سُنی توسب نے زمین خدمت
بوسید کا مضمون ادا کر کے دست بستہ یہ عرض کی - خداوند تعالیٰ حضور کو ہمیشہ ہمیش زندہ
وسلامت رکھے عر - اے آباد باداز تو این بزمگاہ -

مبادا تہی عالم از نام تو
ہمان جنبش دور ز آرام تو

خدا کرے شاہی پر تو یون ہی کا یون ہی بنا رہے اسمین کسی قسم کی کمی آکر نہ واقع ہو ہم سب
نہ صرف اس علم حکمت کے حصول پر خوش ہین جو ہمارے سینون مین بھرا ہوا ہے بلکہ ہماری خوشی
بہت بڑی یہ ہے کہ حضور انور کے سایۂ عاطفت مین پرورش پاتے ہین - خدا حضور خداوند
نعمت کو صحت کلی عطا فرمائے اور عالیجاہ کے دشمن پائمال ہون -

تجھے اور تیرے دشمن کو سدا ہو اوج عالم مین
تجھے تخت خلافت پر اُسے دار سیاست پر

اور پھر سب یکزبان ہو کر یہ بولے -

اے مہدی آخر زمان با آن کف دریا فشان
کلکت تباشیر ہنر دادہ باہل بحر و بر
لطفت بقہرت ضم شدہ وز چیز عالم شدہ

آب سلاطین جہان یا بردہ یا ریختہ
تیغت تباشیر ظفر شرقاً و غرباً ریختہ
احراق دوزخ کم شدہ اوراق طوبیٰ بیختہ

قہرت چہ شمشیر آختہ بر فرق چرخ انداختہ
سوزن ز تیغ بگداختہ از جیب عیسیٰ ریختہ

خواجہ سراؤن کے سردار کو حکم ہوا کہ حرم سرا مین سے ڈاکٹر کی گولیون کا بکس حاضر کرے
اُسنے فوراً ایک سونے کی کشتی مین لاکر حضور انور کی خدمت مین پیش کیا - شاہ عالیجاہ نے حکیم باشی
کو پاس آنے کا حکم دیا اور کہا یہ گولیون کا بکس لیکے وزیر اعظم سے شروع کر اور چارون طرف پھر جا

ایک ایک شخص کو کھلا تا کہ کھانے کے بعد ہر متنفس اُسکے اثر کو ظاہر کرے۔

حکم ہوتے ہی یہ عملدر آمد ہو گیا ہر درباری نے گولی کو نگل لیا اور سب گردنین نیچی کیے ہوئے کچھ دیر تک بحیس و حرکت رہے۔ شاہ کی ہر ایک کے چہرے پر برابر نظرین لڑ رہی تھین کہ دیکھون ان گولیون کا کیا اثر ہویدا ہوتا ہی۔ جب اُیٹھی ہوئی اور کشیدہ صورتین اور بنے ہوے منھ ڈھیلے پڑ گئے تو اب معاملات یورپ پر گفتگو شروع ہوئی۔ شاہ عالی جاہ نے ہر شخص سے طرح طرح کے سوالات کیے اور اُنکے جواب بھی اُسی نوع سے ہر ہر شخص نے دیے جو وہان حاضر تھا اور جسنے یہ گولی کھائی تھی۔

اب دوانے رفتہ رفتہ اپنا اثر طبائع پر کرنا شروع کیا۔ وزیر خزانہ جو کہ ایک بیڈول شخص تھا اور جو اُسوقت ایک عالم سکتہ مین کھڑا ہوا تھا یہ کہنے لگا۔ بلے بلے۔ یعنی ہان ہان۔ اے شاہ عالیجاہ جب مین اپنا مُنھ کھولتا ہون تو مجھے کچھ بے آرامی سی معلوم ہوتی ہی کیونکہ گولی نگلتے ہی میری تمام تسکاتین جو خوابیدہ تھین پھر بیدار ہو گئین یعنی عود کر آئین سب کی آنکھین اُبھر لگی ہوئی تھین جس سے اور بھی اُسکی مضطرب حالت کو زیادتی ہوتی تھی رجیف کمر پڑی کا یہ عالم تھا کہ اسکے ہر ہر مسام سے دریا بہ رہے تھے۔ یہ عجیب لانبا اور دبلا پتلا شخص تھا بالکل سراچے کا بانس معلوم ہوتا تھا چہرے پر مردنی چھا گئی تھی عنقریب اِس آواز کی صدا اُسکے چہرے اور حالت سے آنیوالی تھی کہ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

وزیر اعظم نے عالیجاہ شاہ کجکلاہ سے عرض کی کہ حضور اسکا ناخوش اور مریض چہرہ یہ استدعا کرتا ہی کہ اس حالت مین حضور اجازت دین تو وہ اپنے گھر چلا جائے کیونکہ یہ حالت اُسکی بہت ہی خراب ہی۔ غرض سب لوگون کی یہی حالت ہوئی۔ مگر وزیر اعظم نے جو اپنی فطرت مین بہت ہی سخت اور شدید مشہور تھا ذرا بھی گولی کے بُرے اثر کو نہ گردانا بلکہ اُن لوگون کی صورتین دیکھ دیکھ کے جو اِس تکلیف مین مبتلا تھے اور جنکا ناکون مین دم ہو رہا تھا ہنس رہا تھا۔

جب شاہ کجکلاہ نے گولیون کے اثر اور نتائج غور فرلئے تو دربار کو برخاست کیا اور
مرزا احمق سے کہا کہ جہان تک تمسے جلدی ممکن ہو ہر گولی کی تاریخ کی پوری پوری تنقیح کرو
اور اس معاملے کی مجھے ایک خاص رپورٹ پیش کردو یہ کہکر پھر اپنی حرم سرا مین چلا گیا۔
یہ متفنی بوڑھا ڈاکٹر اسوقت اپنے رقیب کو اپنے قبضہ مین کر چکا تھا۔ اس شخص نے
بادشاہ کے آگے اس دوائی کے بڑے اثرات کو اس صفائی سے بیان کیا کہ آخر شاہ نے
یہ قطعی ارادہ کر لیا کہ ہرگز دول خارجہ کے اطبا کی دوائیون کا تجربہ نہ کیا جاے اور یہ تمام
معالجہ کے خیالات نسیاً منسیاً کر دیے جائینگے۔ جب اسکی دوبارہ مجھ سے ملاقات ہوئی تو
وہ مجھے ایسا خوش وخرم دکھائی دیتا تھا کہ تو بہ بھلی بشاشت اُسکے چہرے سے غضبناک
برس رہی تھی۔ اس ملاقات سے پہلے دن اُس نے اپنی تمام کارروائی سے مجھے آگاہ ہی کر دیا
تھا۔ صورت دیکھتے ہی مجھ سے یہ کہنے لگا۔ اے میرے دوست حاجی ہمنے اپنے حریف پر فتح حاصل
کر لی ہے کافر نے تو ہمین بیوقوف ہی گردانا تھا لیکن ہم اُسے بتائینگے کہ فارسی کیا چیز ہین۔
وہ کون لگتا ہے کہ شاہ شاہان اُس کی عزت اور عظمت کرے۔ نہین یہ عزت دو تو قبر نجبے زیبا ہے کہ
ہم نئی تحقیقات اور ایجاد کو لیکر کیا جو لطے مین ڈالین ہمارے باپ دادا اپنی اسی طب پر عملدرآمد
کرتے رہے ہین۔ جن نسخون اور دوائیون نے کہ ہمارے بزرگون کو شفا بخشی ہے وہی ہمین بھی
شفا بخشینگی۔ جو کچھ اصول کہ ابو علی ابن سینا اور لقمان نے قائم کیے ہین ہمین انپر مطمئن
ہو کر اُنکی تقلید کرنی چاہیے یہ کہکر اُسنے مجھے رخصت کیا اور کہا کہ اگر تمہارا ڈاکٹر دربار مین
کچھ رسائی پیدا کرے تو تمھین چاہیے کہ وہ تازہ تدابیر عمل مین لاؤ کہ اُس کے تمام
اثرات اور رسائی خاک مین مل جاے جس سے کہ میری ناموری اور نیکنامی
دربار مین پوری پوری ہو۔

باٸیسوان باب

حاجی بابا کا ڈاکٹر سے تنخواہ طلب کرنا اور اُسمین ناکام ہونا

اب مین نے اس بوڑھے طبیب کے ساتھ مثل دوستون کے رہنا شروع کیا۔ یہ نہین معلوم ہوتا تھا کہ یہ اسکا نوکر ہی۔ کیونکہ اُسنے مجھے اجازت دیدی تھی کہ ہر وقت میرے پاس مٹھار ہاکر۔ میرے ساتھ کھانا کھایا کر۔ میرا حقہ پیاکر۔ اور اسی وقت مین مین اُس نے ملازمین کے ساتھ بھی نشست و برخاست رکھتا تھا۔ اُنکے ہمراہ کھانا کھانا حقہ پینا وغیرہ غرض سب کچھ ہوتا تھا۔ لیکن ایک دن مین نے خیال کیا کہ حاجی صرف روٹیون پر پڑے رہنا اور پہلوے مصاحبت گرم کرنا یہ تو کچھ عمدہ زندگی نہین ہی۔ ابتک جو کچھ نقدی کی طرف سے جو طبیب نے مجھے دیا تھا وہی مذکورہ بالا اشرفی تھی جسکو گولی کا صلہ کہنا چاہیے پس یہی میری گرہ مین بندھی ہوئی تھی جسکو مینے بہت احتیاط سے رکھا تھا۔ مین نے ارادہ کیا کہ اس سے ضرور تنخواہ کی بابت کچھ ذکر کرنا چاہیے اور اپنی تکلیف کو جو اس گولی وغیرہ کی حصول مین پیش آئی تھی اُسکو دُہرانا چاہیے مین نے اسکے لیے وہ موقع تاکا جب وہ یورزدین پر فتح پانے سے چڑھے دمون یعنی خوش تھا اور پھولا نہ سماتا تھا۔

دربار شاہی سے شاہ کجکلاہ کو دیکھکر وہ آیا ہی تھا۔ اور اپنی فتحمندی کے سبب سے مجھپر بہت ہی مہربان تھا۔ اُسی خوشی مین اپنے فوارہ کے پتھر کی طرف کامل دو گھنٹے برہنہ پا مجھسے باتین کرتا رہا۔ عموماً ہمیشہ یون ہی ننگے پاؤن کھڑا رہتا تھا۔ مجھ سے کہنے لگا کہ ہمارا شاہ بھی کیا ہی اچھا شاہ ہی۔ کیسا قابل اور خوش خلق ہی۔ بھائی حاجی یہ تو محض ناممکن ہی۔ کہ مین اُسکی نوازشات کو بیان کرسکون جو وہ مجھپر کرتا ہی۔ وہ میری لیاقتون اور قابلیتون کے آگے ڈاکٹر کو محض طفل دبستان تسلیم کرتا ہی اور اُسے سخت بُرا بھلا کہتا ہی اور اُسنے یہ کہا کہ وہ ڈاکٹر اے میرے معزز طبیب تیری جوتیان اُٹھانے کے بھی لائق نہین ہی۔ اُسنے پھر اپنے پیارے دوڑتے ہوے پیدل سے وہ تیتر لوے وغیرہ منگاکر مجھے دیے جو شاہی باز نے شکار کیے تھے۔

مین۔ (یعنی حاجی بابا) واقعی شاہ درست ارشاد کرتے ہین بھلا آج فارس مین آپکا

ثانی اور نظیر کون ہی۔

در صفحۂ تصویر حلال است مثالت
در پردۂ تقدیر محال است نظیرت

شاہ بہت ہی خوش قسمت ہیں کہ آپ جیسا طبیب حاذق انکے ہاتھ لگا ہی فرانسیسی جنہون نے کیا ہین جو دوائیات کی بابت کچھ زبان سے نکال سکین استغفر اللہ لاحول ولاقوۃ۔ توبہ توبہ اگر انھین علوم متعارفہ۔ فنون مروجہ۔ سائنس غرض جو کچھ سیکھنا ہی تو وہ مرزا احمق صاحب کے آگے زانوے شاگردی نہ کرین حضرت کیا یہ غلط ہو سکتا ہی۔

سالہا غوطہ بخونناب جگر باید خورد
تا ز دل یک نفس معتدل آید بیرون

یہ سنکر ذرا اپنے تملق اور خوشامد سے مسکرایا۔ اور اسی خوشی مین جو قلیان پی رہا تھا اُسنے اپنے مُنھ مین سے مجھے نکال کر دی اور پھر اپنی ذرا مونچھون کو تاؤ دیا اور ڈاڑھی پھڑکائی پھر مین نے یہ کہا۔ انشاء اللہ۔ کاش وہ دن مجھے بھی نصیب ہو کہ مین بھی آپکی ناموری اور شہرت مین سے کچھ حصہ لون۔ لیکن مین تو ایک کتا ہون۔ میری حقیقت ہی کیا ہی مین اُس مٹی سے بھی تو ہمسری نہین کر سکتا جو صرف گلاب کے پھول کی ہمراہی سے خوشبودار اور مُعطّر ہو جاتی ہی۔

انسان بنا کے کیون مری مٹی خراب کی

طبیب۔ کیون کیون تم شکستہ دل کیون ہوتے ہو۔

مین۔ ایک کہانی دُہرا کے آپ ہی کو منصف بناؤنگا۔ اور پھر آپ ہی اُسکو فیصلہ کرینگے ایک زمانہ مین ایک کتا تھا جو اپنی شباہت اور صورت مین بھیڑیا معلوم ہوتا تھا اِسلیے بھیڑیے اُسے اپنی سوسائٹی مین شامل کرتے تھے۔ وہ انکے ساتھ کھاتا پیتا اور بھیڑ کو پھاڑ ڈالتا۔ غرض جو کام بھیڑیا کر سکتا ہی اور اُس سے ممکن ہی وہ بلا تامل کرتا تھا۔

اُسی وقت مین وہ اپنے بھائی یار دوستون ساتھیون کتون کے پاس بھی رہتا تھا اور اُن کی جماعتون مین شریک ہوتا تھا۔ رفتہ رفتہ کتون کو یہ معلوم ہوگیا کہ یہ بھیڑیون کے ساتھ مجلس گرم رکھتا ہی اور لطف یہ ہی کہ بھیڑیون کو بھی یہ معلوم ہوگیا کہ واقعی یہ کتا ہے بھیڑیا نہین ہی۔ پھر انھون نے اپنے دوائر مین اُسے شامل نہ ہونے دیا تو اب یہ غریب اور مظلوم کتا دونون جماعتون کا گویا باعث رنج والم ہونے لگا جب اسپر یہ صورت گران گذرنے لگی اور وہ اس غیر مشخص حالت کو برداشت نہ کرسکا تو اُس نے اس فیصلہ کیلیے جہد بلیغ کی کہ کیا تو مین کُتا ہی بنجاؤن اور یا بھیڑیا ہوجاؤن کہین باپ تو کٹے مین نے طبیب سے کہا حضرت مین کتا ہون آپ مجھ سے کہین برتر اور بزرگ ہوکے اپنے ساتھ حقہ پینے۔ اور بیٹھنے کی اجازت دیتے ہین۔ آپ مجھ سے باتین کرتے ہین اور مجھسے مشورہ لیتے ہین اور مین آپ کے احبا کی جماعت مین بھی شریک ہوتا ہون۔ لیکن اس سے مجھے کیا فائدہ ہی اور یہ ساری باتین مجھے کیا مستفید ہین۔ مین اب بھی بغیر کسی منفعت اُٹھانے کے آپکا خادم ہون۔ مجھے کچھ بھی نہین ملتا۔ تو مین آپ سے بصد لجاجت عرض رسان ہون کہ آپ مجھے میرے قابل خدمات پر معین فرما دیجئے اور میری تنخواہ مقرر کردیجیے۔

طبیب۔ تنخواہ واقعی مین نہین دیا کرتا۔ میرے جسقدر ملازم ہین وہ سب میرے مریضون سے کچھ لے لیتے ہین جو جسکی تقدیر کا ہی اُسے پہونچ جاتا ہی۔ تم بھی ایسا ہی کیا کرو وہ سب میرے ہمراہ کھاتے ہین اور مجھ سے نوروز کی تقریب مین ایک کوٹ لے لیتے ہین پھر اس سے زیادہ اُنھین کیا چاہیے۔ اتنے مین ایک پیادہ شاہ کے پاس سے ایک چاندی کے خوان مین دو تیتر رکھے ہوے آیا۔ طبیب اسے دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور بڑے ادب سے اُس سے وہ سینی لی۔ اور یہ تین دعائیہ جملے کہے۔ اللہ کرے نوازشون اور مہربانیون مین کبھی بھی کمی آکر واقع نہ ہوے۔ خدا اسکی دولت کو بڑھاسے۔ اور آپکی

وہ زمانہ غیر محدود تک زندہ و سلامت رہے۔

طبیب نے پانچ دبیہ لانے والے کو انعام کے دیے اُسنے ندامت آمیز صورت میں اُنھیں واپس کر دیا پھر طبیب نے ایک تمن بڑھایا وہ بھی اُس نے نہیں لیا۔ دو تمن دیے وہ بھی واپس تین دیے وہ بھی نہیں قبول غرض بڑی جھک جھک اور تھکا فضیحتی کے بعد پانچ تمن پر فیصلہ ہوا۔ اس ناپسندیدہ صورت سے جسقدر خوشی دشی تھی سب کافور ہو گئی۔ شاہ نے تحفہ کیا بھیجا گویا جی کا جنجال بھیجا۔ طبیب کو اس قدر غصہ اور غضب آیا کہ طبیب آپے کے باہر ہو گیا اور شاہ کو وہ کلام ناشائستہ سے یاد کیا کہ اگر اُنکی رپورٹ شاہ سے کر دی جاتی تو میاں طبیب صاحب کی قلعی کھل جاتی اور پوری کان گوشی ہوتی۔ طبیب کی وہ یہ باتیں ہیں اجی بس خدا بچائے ایسے تحفوں سے یہ بھی کوئی بات ہے کہ ہم شاہ کے ملازمین کو مزدوری بھی دیں جو واقعی غارتگر شیطانوں کا ایک گروہ ہے نہ انھیں شرم ہے نہ لحاظ ہے اور سب میں بڑی تو یہ بات ہے کہ جب ایسا کوئی موقع ہوتا ہے تو میں تو اُنھیں اپنا اچھی طرح سے بھرپور دیدیتا ہوں۔ لیکن وہ ہیں کہ مجھپر ظلم کیے جاتے ہیں اور میری اس صعوبت پر ذرا رحم نہیں کرتے واقعی سعدیؒ نے بہت درست فرمایا ہے۔

"کہ تم شاہ کی دوستی پر ہرگز بھروسہ نہ کرو بلکہ اُسکے مقابل میں بچہ کی آواز و فغاں پر بھروسہ کرو کیونکہ سابق الذکر کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہیں ذرا ذرا سی بات پر بدلتا رہتا ہے کچھ بھی شبہہ ہوا بس مشتبہ کا فیصلہ ہے خواہ وہ کیسا ہی معتبر کیوں نہو۔ بچہ اگر اپنا رونا یا آواز بدلے گا تو صرف شب ہی کو۔"

جب طبیب یہ بکار چکا تو اُسے بڑا خوف معلوم ہوا کہ جو کچھ میں نے کہا ہے ایسا نہو کہ بادشاہ تک اسکی خبر پہونچ جائے تو پھر غضب ہی برپا ہو جائے گا اور ایک آفت نازل ہوگی پس وہ خاموش ہو کر پانچ تمنوں پر بھی دم ساند گیا اور پھر کچھ نہ کہا۔

میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ وقت موزون نہیں ہے کہ میں اس سے اپنی تنخواہ کی بابت

کچھ ذکر کردن اب اپنے اس معاملے کو کسی آیندہ وقت کیلیے چھوڑنا چاہیے مین نے اپنے دماغ مین یہ خوب تہ نشین کر لیا تھا کہ جب کبھی کوئی موقع ہوگا فوراً اس لقمان زمان کو دھتا بتاؤن گا۔ مگر اسوقت مین نے اپنے کو نہ بھیڑیون مین سمجھا نہ کتون مین۔

تئیسوان باب (۲۳)

حاجی بابا کی شکستگی خاطر اور اسکا ایک مہ رو کے عشق مین مبتلا ہو

اپنی اس قسمت سے ناراضامند اور شکستہ دل ہو کر اور آیندہ کی تقدیر سے بیخبر مین نے اپنے دن سستی مین بسر کرنے شروع کر دیے۔ مجھے ذرا بھی علم حکمت کی طرف توجہ نہین تھی اور نہ اسکی طرف میل کرتا تھا۔ کیونکہ جن لوگون نے کہ اسے سیکھا تھا وہ بھی کچھ سر سبز نہ معلوم ہوئے اسلیے مین نے ان باتونکی بھی کچھ تفتیش نہین کی جسمین مرزا احمق شب و روز مشغول رہتا تھا۔ اور کیا کرتا تھا۔ مین نے یہ مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ اگر میری اس حالت نے کچھ ترقی نہین کی اور ذرا مجھے عروج نہوا تو بیشک مین اس جگہ کو فوراً چھوڑ دونگا کیونکہ ایک مایوسانہ حالت مین پڑا رہنا نہایت ہی نازیبا امر تھا۔ ان خیالات نے میرے دل مین کچھ ایسی ترقی پکڑی کہ گویا مین اپنے کو یہ سمجھنے لگا کہ مجکو تو انھون نے اپنا غلام بنا لیا۔ اس تصور نے اور بھی طبیعت کو بھڑکایا اور اب مین بالکل ایک جنون زدہ بنگیا کہ مجنون کو بھی ہرگز یہ دیوانہ پن نصیب نہ ہوا ہوگا اسکے بعد میرے خیال مین یہ بیان کرنا غیر ضرورت ہے کہ مین مبتلائے عشق زہرہ جبین ہو گیا تھا۔

موسم بہار گذر چکا تھا اور موسم گرما شروع ہو گیا تھا جسنے تمام باشندونکو مجبور کیا تھا کہ وہ اپنے اپنے بستر سے لیکر چھتون پر تارون بھری چادر کے نیچے آرام کرین۔ مین نے ایسی حالتمین فراشون باورچیون وغیرہ کے ساتھ رہنا بہتر نہ سمجھا کہ جو نیچے کے کمرے مین اکٹھے ہو کر پڑے رہتے تھے۔ مین نے اپنا بستر بالاخانہ کی کھلی ہوئی چھت پر جما یا۔ اس بالاخانہ پر عورات کے کمرے بھی بنے ہوئے تھے۔ یہ کوٹھی یا مکان بصورت مربع بنا ہوا تھا اور جسمین مختلف کمرونکی

کھڑکیان معلوم ہوتی تھین - جن کے گرد یاسمن اور چنبیلی وغیرہ کے درخت لگے ہوے تھے - اسکے بیچ مین ایک لکڑی کی مربع پلیٹ فارم بنی ہوئی تھی جسپر گرمیون مین مکان کے رہنے والے سوتے تھے - مین نے اس بارگاہ کے مختلف حصص مین اکثر عورتین بیٹھی ہوئی دیکھین لیکن کبھی کسی کے نظارے نے میرے دلپر اصلا اثر نہ کیا اور نہ کسی کی زلف سیاہ فام مین میرا طائر دل اُلجھا - اور شاید انھین سے کسی پر دل ریجھ بھی جاتا لیکن مین نے نگاہ بھر کر انھین سے کسی کو دیکھا ہی نہین - جہان مین انکو معلوم ہوا اور انھون نے آوازے توازے پھینکے اور مجھے کراہت آمیز نامون سے پکارنا شروع کیا - غرض ہر عورت سخت برا بھلا کہتی تھی -

ایک شب کو جون ہی آفتاب نے اپنے دکتے ہوے اور تمتماتے ہوے چہرہ پر سیاہی کا برقع پہنا تو مین اسوقت اپنا بستر بچھا رہا تھا مین نے ایک مہ جبین کو دیوار کے ایک کونے پر جو کچھ ٹوٹا ہوا بھی تھا ذرا اُبھرا ہوا دیکھا مہ جبین تماکو کے پتے چھت پر پھیلا رہی تھی -

	ماہ روے زور بام نظر می آید نہ بزاری نہ بزر و نہ بزر می آید	

اُسکی نیلی نقاب بے حجابانہ بیخبری کی حالت مین اسکے سر پر پڑی ہوئی تھی جون ہی وہ ذرا جھکی اُسکی دونون زلفین اُسکے فرق سے اُسکے دکتے ہوے رخسارون پر آپڑین گو انھون نے اسکا تمام روشن چہرہ چھپا لیا تھا لیکن پھر بھی اُسکی دمک اور چمک نہین گئی تھی اور وہ اسطرح سے روشن تھا جیسے شمع فانوس مین - جب مین نے اُسکا یہ دل لبھانے والا چہرہ دیکھا تو اب مجھے یہ خواہش ہوئی کہ اسکو سراپا دیکھنا چاہیئے کہ یہ نازنین اپنے متناسب الاعضا مین دل عاشق کا کہان تک خون کرتی ہے - جو چیز کہ اُسکے حسن دل آویز مین مین نے ملاحظہ کی حق تو یہ ہے کہ وہ سب بات مین لاثانی تھی اُسکے چھوٹے چھوٹے پتلے پتلے مصفا ہاتھ انمین حنائی رنگ کا جلوہ - دل عاشق کا خون کیئے ڈالتا تھا علی ہذا القیاس ہی

اسکے پیرونکا حال تھا جنمین اسی طرح سے حنائی رنگ نے اور بھی اُسکے حسن کو دو بالا کردیا تھا غرض اسکا رنگ وروغن اور اسکی صورت کی اجماعی ہئیت سے حسن و خوبی برس رہی تھی۔ اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ فطرت نے بس اسیکو بنایا ہی۔

خوبی کو اُسکی خوبی سے خوبی
نازکو اُسکے ناز سے صد ناز

مین برابر ٹکٹکی باندھے ہوے اُسکی طرف نظارہ کرتا رہا اور جب تک میری طاقت اور شکیبائی نے مجھے سہارا دیا میری آنکھین اس ماہرو کے حسن و جمال سے بہرہ مند اور مسرور ہوتی رہین۔

پری روو پری خو و پری صورت پری سیرت
پری ناز و پری انداز و مہر و و قمر طلعت

مین نے بہت ہی آہستگی مین کچھ کہا جس سے اُسکی نظرین فوراً اوپر کی طرف اُٹھین جب تک کہ وہ اپنی نیلی نقاب اپنے چمکتے ہوے چہرے پر ڈالے مین نے سرتا پا اُسکو بخوبی ملاحظہ کرلیا۔ ع ہمہ عشوہ ہمہ غمزہ ہمہ ناز۔

لطافت جلوہ آراے بر و دوش
زلعل نازکی در موج آغوش

مین برابر صورت آئینہ بنا رہا یہانتک کہ اُسکے حسن نے اپنی محبت کے شعلے میری مجمر دل مین پورے پورے مشتعل کردیے۔ اور مین اُسکی زلف دلارام کا اچھی طرح سے شکار بنگیا۔ اُسکا تیر نگاہ ایسا نہ تھا کہ کلیجہ مین کھٹکتا اور جگر کے پار نہوجاتا۔

تعجب نیست گرجان رفت با تیرش زتن بیرون
کہ با مہمان برون از خانہ صاحب خانہ می آید

اُسنے کچھ ظاہرا عتاب آمیز صورت سے اپنے چہرے پر نقاب ڈال لی۔ لیکن

نقاب بھی اُس مہ جبین نے اس حکمت سے ڈالی تھی کہ اُسکی دونون آنکھین شعلۂ جوالہ کی طرح میری جان و دل پھونکے دیتی تھین اور برابر مجھپر اپنی نگاہون کے تیز تیز قاصد دوڑاتی تھین اور میری جنبش و حیرانی نے انمین گونا سرور ایک خوشی آمیز اثر پیدا کردیا تھا۔ مین ابھی اُسکی طرف دیکھ رہا تھا اور میری شوق کی نگاہین نیچی نہ ہوئی تھین کہ اُس شعلہ رو نے میری طرف مخاطب ہوکر کہا۔ گو اس درمیان مین وہ اپنا کام کرتی جاتی تھی "تم میری طرف کیون نظارہ بازی کرتے ہو یہ سخت گناہ ہے۔"

مین۔ تمھین قسم ہے کہ مجھ سے رو گردانی نہ کرو۔ محبت کچھ گناہ و جرم مین داخل نہین ہے تمھاری آنکھون کے بھڑکتے ہوے شعلون نے میرے دل کو کباب کردیا۔ تمھین قسم ہے اُس مہربان مان کی جس سے تم پیدا ہوئی ہو کہ ایک دفعہ اور بھی چہرے سے نقاب اُٹھا لو کہ مین تمھارے پری چہرہ کی زیارت کرلون۔ کیونکہ۔

برنگ غنچہ ام جز بوے تو در دل نمی گنجد
بود این خانہ را از تنگی خود قفل بر در ہا

مہ جبین۔ (ذرا شرمیلی اور کچھ اطاعت آمیز آواز سے) تم جانتے ہو کہ ایک عورت کیلیے کتنا بڑا سخت گناہ ہے کہ اپنا چہرہ نامحرم کو دکھاے۔ نہ تم میرے بھائی ہو اور نہ باپ ہو نہ خاوند ہو کہ تم مجھے دیکھنے کا استحقاق رکھتے ہو۔ مین تو اب تک یہ بھی نہین جانتی کہ تم کون ہو کیا تمھین کچھ شرم بھی نہین آتی کہ تم ایسی مجنونانہ گفتگو کرتے ہو۔

اسوقت اس دلارام نے اپنے چہرے پر نقاب ڈال لی تھی نقاب ڈالتے ڈالتے بھی مجھے اُسکی صورت کے دیکھنے کا موقع ملگیا۔ واقعی جسقدر کہ مین نے خیال کیا تھا اُس سے بھی زیادہ نکلا اُسکی نکیلی اور بڑی بڑی سیاہی مائل آنکھین ناظر کے دل کو جلا بھنا کر کباب کر رہی تھین۔ جنمین سُرخ سرخ ڈورے جو سرمہ سے پڑ گئے تھے گویا دل عاشق کے پھنسانے کیلیے کمینگاہ کا کام دے رہے تھے۔ اسکی محرابی بھوین جنکو ناک کے خط مستقیم نے

علیحدہ علیحدہ کر دیا تھا کیا ہی بھلی معلوم ہوتی تھین اور فطرت نے انکو ناک پر سطرح سے جمع کر کے جدا کر دیا تھا کہ وہان کسی حکمت کی ضرورت ہی نہین تھی کہ جو اُنھین باہم ملادے اسکی ناک سعتوان تھی۔ تنگ دہانی یہ اُسی پر ختم ہو گئی تھی۔ جنمین شکر لبالب بھری ہوئی تھی۔

رخش رنگین خطش گلچین لبش شیرین دہن شکر

کا مضمون تھا۔ اِسکے چاہ زنخدان مین نیلا گدا ہوا سور لخ کا نمایان نشان تھا جو اُسنے کس ہوشیاری سے اُسے بنایا تھا۔ بالونکی خوبصورتی کو تو کوئی چیز بھی نہین پہونچ سکتی تھی اسکی سیاہی سنگ موسیٰ کو بھی مات دیتی تھی اور اُسکے دونون کاندھون پر وولانبی لانبی زلفین ناگن کیصورت بل کھا رہی تھین غرض اسکے حسن دلفریب کا مین ولی شیدا بنگیا۔ کیونکہ ہمارے شعرا نے جو کچھ خاکا ایک معشوق خوش اندام کا کھینچا ہی وہ سب اسمین موجود تھا یعنی شمشاد قد آہو چشم شکر خا وغیرہ وغیرہ۔ میرا دل چاہتا تھا کہ مین اگر اُسے تمام عمر بھی یونہی دیکھے چلا جاؤن گا جب بھی ہرگز نہ تھکونگا۔ دِل کچھ ایسا بیتاب ہو گیا تھا کہ بس یہی چاہتا تھا کہ چھلانگ مارون اور اُسکے پاس پہونچ جاؤن۔ میرے دل مین اُسکی الفت و محبت کے شعلے بھڑکتے جاتے تھے اور اُنکی لو برابر بلند ہوتی جاتی تھی یہان تک کہ مین نے یہ قصد کر لیا تھا کہ اُچک کر اُسکے پاس جا ہی پہونچون۔ مین نے یہ آواز کئی بار سُنی۔ زینب زینب۔ تو مین اُسوقت جلدی مین اپنے بالاخانہ سے اُٹھکر بھاگا گمر مین نے اُس مقام پر اپنے کو دیکھا جہان وہ شعلہ رو کھڑی تھی۔

کچھ دیر مین نے توقف کیا کہ شاید وہ پھر واپس آئے نہین اُسکا پتہ بھی نہین تھا۔ مین نے ہر آواز پر بہت ہی کان لگائے لیکن سوا اس منحوس آواز کے اور کچھ نہین سُنائی دیتا تھا کہ جو ہر شے اور ہر شخص پر حملہ آور ہو رہی تھی۔ اور یہ آواز کسی کی بھی نہین تھی صرف طبیب مرزا احمق کی بیوی کی تھی جو اپنے شوہر کو بھی محکوم رکھتی تھی۔

دن بالکل ختم ہو چکا تھا۔ رات کی سیاہ چادر بچھ گئی تھی۔ مین نہایت ہی مایوسی کی حالت مین وہان سے اپنے بستر پر واپس پھرنا چاہتا تھا کہ مین نے پھر یہ آواز سُنی۔

زینب تم کہان جاتی ہو کیون نہین اپنے پلنگ پر آکے سوتین۔ مین نے غپڑ شپڑ اپنے دلربا کے جواب کو سُنا لیکن مین بہت جلدی یہ تفکر کرنے لگا کہ اُسنے کیا جواب دیا کہ اتنے مین مین نے پھر بالاخانہ پر اُسے دیکھا۔ بس اُسوقت تو مین ایسا بیتاب ہو گیا کہ مین نے یہ چاہا کہ اس دیوار کو پھلانگ جاؤن جو ہم دونو مین حدفاصل تھی مگر وہ جلدی جلدی اپنے تماکو کے پتے سمیٹ کر چلتی بنی مگر چلتے چلتے دبی آواز سے یہ کہ گئی کہ کل رات کو پھر اسی جگہ پر آنا۔ اُسکے یہ لفظ میرے تمام جسم کے رونگٹے رونگٹے مین بیٹھ گئے اور ایسی سنسنیان اُٹھنے لگین کہ کبھی آج تک نہ اٹھی تھین مین اُنکو اپنی زبان سے دُہراتا رہا اور اس وعدہ پر تصورات کے گھوڑے دوڑاتا رہا اور اسی حالت مین مجھے نیند آگئی اور جب تک آفتاب کی چمکتی ہوئی اور تیز کرنین میرے چہرے پر نہ پڑین مین بیدار نہوا۔

چوبیسوان باب

حاجی بابا کا زینب سے ملنا

مین نے اپنے دل مین یہ خیال باندھنا شروع کیا کہ اُسکی محبت تو میرے دل مین بالکل تہ نشین ہو گئی اب دیکھنا چاہیئے کہ اسکا کیا نتیجہ ہوتا ہی۔

	ببینیم تا کردگار جہان
	بدین آشکارا چہ دارد نہان

آج رات کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ عورت کون ہی۔ اور اسکا کیا تعلق ہی اور اگر یہ کوئی ایسی عورت ہے جسکا تعلق طبیب سے ہے تو بیشک طبیب کو بہت بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑیگا اگر شادی پر خیال کرون کہ اس سے میری شادی ہو جائیگی تو یہ امر محض صورت ناممکنہ مین جلوہ دے رہا ہی۔ بھلا مجکو جورو کون دیگا۔ بھلا مجھ جیسا قلاش اور مفلس شخص کہ جو ایک جوڑا پائجامہ کا بھی نہین خرید سکتا جو شادی اور ازدواج کے اخراجات سے بہت ہی کم ہی مگر انشاء اللہ جب کبھی میرے پاس روپیہ ہوگا تو یہ امر بخوبی انجام پذیر

ہوجائیگا۔اب تو مین عشق ہی کے اوپری ٹرے لوٹتا ہون۔

یہ خیال کرتے کرتے مین اُٹھ بیٹھا اور مین نے کپڑے بدلے مگر ذرا اور دنون سے ادھراُدھر تاک جھانک کر اور کچھ ہوشیاری کے ساتھ۔مین نے اپنی زلفون مین اور دنون سے زیادہ خوب کنگھی ونگھی کی اور مین نے اپنی کٹار رکھنے کی پیٹی کو باندھا اور ایک طرف سر پر ٹوپی کو رکھا پھر بستر ے کو لپیٹا اور ملازمین کے کمرے مین لے آیا اب مین حمام مین نہانے کے ارادے سے گھر سے چلا کہ وہان ذرا نہاؤن دھوؤن اور اپنے کو خوب بناؤن سنوارون کیونکہ وعدۂ ملاقات دلبر سے بہرہ یاب ہونا ہی۔مین حمام مین گیا اور وہان مین نے اپنے وقت صبح کا بہت بڑا حصہ گانے وغیرہ مین صرف کیا۔اور باقیماندہ وقت ادھر اُدھر گشت کرنے مین گذرا جو محض بے سود تھا یہانتک کہ ملاقات کا وقت آنکھونکے آگے پھرنے لگا۔

آخر کار دن آخر ہونے لگا۔اور:

سیاہی آسمان کی کہہ رہی ہی دن ہوا آخر	اجازت ہی کہ جگ جگ کرتے نکلیں سب بہا دختر
وہ سناٹے نے باندھا ہی سما پر اک سمان ایسا	کہ جس سے چھا گئی حیرت بلا کی چشم حیران پر

اُدھر وہ گمٹماہٹ روز آخر کی یہ کہتی ہی
کہ گڈ بائی (خدا حافظ) بس اب ملنا رہا کل پر

میری بے صبری انتہا کو پہونچ گئی تھی اب مین صرف یہ انتظار کر رہا تھا کہ کسی طرح سے شام ہو اور مین درد سر کا بہانہ کرکے اپنا بستر اسنبھالون۔میری بدقسمتی نے یہان بھی نہین بخشا۔کمبخت طبیب کو دربار مین اور دنون سے زیادہ دیر لگ گئی۔یہان اس انتظار مین کہ وہ آئے تو اُسکے ساتھ شام کا کھانا دانا کھاکے جاکے لیٹین وہان پتہ ندارد تو بہ آخر نوکرون نے تو مجبور ہوکر کھا پی لیا۔تو پھر مین کیون بند مین رہنے لگا مجھے بھی اس پابندی سے نجات ہوئی۔اب مین لنے وقت معہود کا ہمہ تن چشم ہوکر منتظر رہا اور امید موہوم کا خمار میری آنکھونسے ہویدا تھا کہ اتنے مین مغربی آسمان پر ایک سُرخ چادر

بجھ گئی اور شفق نمایان ہونے لگی۔

شفق بنکے گردون پہ ہوتا ہی ظاہر
یہ کس کشتۂ بیگنہ کا لہو ہے

مہتاب بھی اپنا روشن چہرہ سیاہی کے برقع مین سے نکالتا جاتا تھا۔ بس اسوقت اپنا بستر البغل مین دباکر مین بالاخانہ کی چھت پر پہونچا جلدی جلدی مین نے اُسے بچھایا اور لب شکستہ دلی سے مین ٹوٹی ہوئی دیوارون کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگا لیکن مین نے صرف تماکو کے پتے پھیلے ہوؤن کے اور کچھ بھی نہین دیکھا کسقدر مایوسی اور حیران اسوقت مجھے ہوئی۔ ان تماکو کے پتون سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ کام ناتمام رہگیا ہی پھر اُسے کوئی آکر سنبھالے گا۔ چارون طرف مین نے دیکھا لیکن کہین پیاری زینب کا پتہ نہین پایا مین دو ایک بار کھانسا کھنکارا بھی لیکن جواب ندارد صرف ایک آواز میرے کان مین پہونچی اور وہ ڈاکٹر یا طبیب کی بیوی کی تھی کہ جو کسی پر خفا ہو رہی تھی اگرچہ اسکی آواز کی باریکی دیوارون مین بھی چھید کرتی تھی لیکن پھر بھی مین یہ دریافت نہین کرسکا کہ اصل مین سبب کیا تھا اور کس پر کس وجہ سے یہ خفا ہو رہی ہے کہ اتنے مین جب وہ صحن مین آکے بہت خفا ہوئی اور غل مچایا تو معلوم ہوا کہ زینب سے یہ مخاطب ہو کے کہ رہی تھی۔

اب تو مجھ سے کام کو پوچھتی ہے چڑیل یہ تو بتا کہ تو حمام مین کسکے حکم سے گئی تھی شیطانکی بچی مقبرے مین تجھے کیا کام تھا۔ تو اب مین تیری لونڈی بنی کہ مین بیٹھی راستہ دیکھون کہ دیکھئے بیگم صاحب کب تشریف لاتی ہین اور تو خوشیان مناتی پھرے تو نے یہ کام ابتک کیون نہ کیا۔ تجھے نہ کھانے پینے کو ملے گا نہ سونا ملے گا جب تک کہ تو پورا کام نہ کرلے گی۔ بس تو ابھی جا اگر ادھورا چھوڑکر اُلٹی آگئی تو واللہ باللہ ثم باللہ پیٹھ پر رکھ کے تیری بوٹیان اُڑاؤنگی۔ یہانتک کہ تیرے ناخنوں سے خون نکل آئیگا۔ اسپر مین نے کچھ کھینچا کھینچی اور کشمکش کی آواز سُنی کہ اتنے مین مین نے اُسکی ناخوش اور کشیدہ صورتکو

اُسی جگہ پر دیکھا جسکو ایک لمحہ سے زیادہ نہ گذرا ہوگا کہ مین بچشم انتظار دیکھ رہا تھا۔
عشق بھی کیا ہی عجیب و غریب چیز ہی۔ (مین نے اپنے دل مین خیال کیا) یہ کسقدر زیرکی اور تیز فہمی کو تیز کرتا ہی اور یہ چارہ گری مین کتنا بار آور ہی۔

عشق کیا شے ہی کسی عاشق سے پوچھا چاہیئے | کسطرح جاتا ہی دل بیدل سے پوچھا چاہیے

کیا تڑپنے مین مزا ہی قتل ہو قاتل کے ہاتھ
اسکی لذت کو کسی بسمل سے پوچھا چاہیئے

مجھے کن انکھیون ہی کن انکھیون مین معلوم ہوا کہ میری معشوقہ نے کس عقلمندی اور دانائی سے ملنے کی تدبیر نکالی ہی کہ بڑی دیر تک بغیر کسی تعرض کے ملاقات ہوا کرے اور کوئی خلل انداز اگر نہو۔ زینب نے مجھے دیکھ تو لیا لیکن جب تک کہ نیچے کا طوفان بے تمیزی نہ بند ہوا وہ مجھ سے کچھ خبر نہ ہوئی اور جب بالکل سناٹا ہوا اور ہر شے چپ چاپ ہوئی تو وہ میری طرف آئی اب اس کہانی اور سرگذشت کا پڑھنے والا خیال کر سکتا ہی کہ مین کس پھرتی سے آناً فاناً مین اُسکے پاس پہونچا ہونگا۔ جو لوگ کہ محبت کے کوچہ سے واقف ہین جنھون نے کہ شب وصل کی چاشنی چکھی ہی وہ خود ہی خیال فرمالین کہ ہمارے وجد اور خوشی کا کیا عالم ہوگا کیونکہ ایسی حالت کو بیان کرنا ناممکن ہی۔

خوشا وقتے و خرم روزگارے
کہ یارے برخورد از وصل یارے

زینب سے یہ امر معلوم ہوا کہ اصل مین وہ کردش کی بیٹی تھی کہ جو اپنی قوم مین سردار تھا۔ اور جو مع اپنے تمام کنبہ کے جسمین مویشی اور گلہ وغیرہ بھی شریک تھا قیدی بنا لیا گیا تھا جب یہ لڑکی بالکل معصوم بچہ تھی اور ان حالتون سے جنکا زینب نے مجھسے بعد ازان کہنے کا اقرار کیا طبیب کی لونڈی بنائی گئی چنانچہ اب غلامی کی حالت مین تھی اول ہی اول جب ہم ایک دوسرے کے نظارے سے خوش ہوے تو زینب نے طبیب کی

جورو کے غصّہ کی کیفیت ٹوٹے ہوے الفاظ مین بیان کرنی شروع کی۔
زنیب۔ افسوس صد افسوس۔ کیا تمنے سُنا کہ طبیب کی بیوی نے مجھ سے کیا کہا بے ایمان عورت لا مذہب عورت کے سخت اور کریہ الفاظ سے مجھے مخاطب بنایا۔ یہ ظالمہ عورت ہمیشہ یون ہی مجھسے پیش آتی ہی۔ اور ہمیشہ مجھے بُرا بھلا کہتی رہتی ہی۔ میرا تو یہان کتے سے بھی تو کم درجہ ہوگیا ہی۔ ہر متنفس مجھے بغیر گالی کے یاد ہی نہین کرتا میرے پاس کوئی بھی نہین آتا۔ میرا زہرا پانی پانی ہوگیا میری تازہ روح مرجھا گئی۔ مین شیطان کی بچی کیون کہلائی جاؤن مین کرد ہون۔ یزیدی ہون۔ یہ سچ ہی کہ ہم شیطان سے ڈرتے ہین بھلا بتاؤ تو سہی کون نہین ڈرتا لیکن مین اُسکی بیٹی نہین ہون۔ کاش اگر یہ طبیب کی جورو ہمین ہمارے پہاڑون مین ملجاتی تو پھر اس عورت کو معلوم ہوتا کہ کردش کی بیٹی کیا کرسکتی ہی۔
مین نے اسکی ڈھارس بندھانے کی بہت کوشش کی اور مین نے اُس کے یہ ذہن نشین کیا کہ تو گھبرا نہین وہ وقت آجائے گا کہ تو اُس سے اپنا بدلہ لے لیگی۔ اُس وقت تک اپنا غصّہ روک رکھ۔

	ذرّے کا بھی چمکے گا ستارہ قائم جو زمین و آسمان ہی	

اُسنے اس امر سے ناامیدی ظاہر کی کہ بھلا یہ کیونکر ہوسکتا ہی۔ کیونکہ میرے کل کا مون کی بڑی نگہداشت کیجاتی ہی کہ مین بغیر اپنی بیگم کی واقفیت کے بہت ہی مشکل سے ایک کمرے سے دوسرے کمرے مین بھی جا سکتی ہون۔
اصل یہ ہی کہ اس طبیب کا جو پیچ خاندان کا شخص ہی بادشاہ کی ایک لونڈی سے نکاح ہوگیا جو بُرے چال چلن ہونے کے سبب حرم سے خارج کردی گئی تھی۔ اُنھون نے غرض شاہ کے حکم سے اس سے شادی کرلی۔ یہ لونڈی سوائے بدمزاجی اور غرور کے

اپنے ساتھ کچھ بھی نہین لائی اُس پر بھی جہیز گویا ہے کہ ڈاکٹر کے گھر مین بر اجی کیونکہ دماغ مین تو وہی شاہی حرم کی ہوا بھری ہے بھلا غرور کیون نہ ہوگا - اب نیا خاوند جو اُسے ملا اُسکو وہ اپنے پیر کی خاک سے بھی کم درجہ کا خیال کرتی ہے اور اسکو ایسی قابل رحم اطاعت مین رکھتی ہے کہ توبہ ہی بھلی طبیب کو اتنی دلیری نہین ہے کہ بغیر اسکی اجازت کے اُسکے آگے بیٹھ جاے اور یہ عورت گاہے ماہے اجازت دیدیتی ہے ورنہ طبیب صاحب دست بستہ حاضر ہی کھڑے رہتے ہین - اور یہ کمبخت ایسی حاسدہ ہے کہ حرم مین کوئی بھی لونڈی ایسی نہین ہے جسپر اُسے بُرا شبہہ نہ جاتا ہو - اور اسکی نگاہ مین ہر ایک مشتبہ ہو اسکے مقابل مین اگر ڈاکٹر کو خیال کیا جاے تو وہ بھی بجاے خود بہت ہی مغرور ہے اور اپنی ثنا خوانی سے بہت ہی خوش ہوتا ہے وہ بھی تو اس غیر مستقل انسانی فطرت کا مطیع ہے اور کسی طرح سے بھی تو وہ اپنی حسین اور خوبصورت لونڈیون کا خوش نظارہ نہین کر سکتا - گو طبیب کی میری طرف خاص نگاہ ہے مگر صرف اپنی بیوی کے حسد سے وہ سرگردان ہے جسکی اجازت ہے کہ کوئی بات کوئی چیت بغیر اطلاع کے نہو - حرم مین بہت ہی فن فریب ہوتے ہین اور جب بیگم خود حمام مین یا مسجد مین جاتی ہے تو بہت ہی پیشبندی اور عاقبت اندیشی سے لونڈیون غلامون مین اوقات کی تقسیم - جگہ اور موقع کا انقسام ہو جاتا ہے کہ ایسا نہو باہم کچھ سازو باز ہو جاے -

چونکہ کبھی اندرون کی حالت دیکھنے کا مجھے اتفاق نہ ہوا تھا تو مین اس سے بہت متعجب ہوا اور میرا تعجب اس درجہ کا بڑھا کہ مہ جبین زینب متضمن حالات حرم کی حکایت بیان کرنے لگی - اور طبیب کی حرم سرا مین اپنی زندگی کی تاریخ اُسنے یون دُہرائی -

---

عورات

زنیب۔ ہم علاوہ ہماری بیگم کے پانچ حرم مین ہین۔ ایک شیرین۔ جو چارجیا کی رہنے والی ہو۔ دوسری۔ نورجہان۔ تیسری۔ ایتھی پین لونڈی۔ چوتھی فاطمہ۔ جو کھانا پکاتی ہو۔ پانچوین بڑھیل لیلی ہو جو جوان لڑکیون کی نگہبانی کرتی ہو۔ مین گویا اپنی بیگم کی ٹہلنی یا خادمہ ہون اور جسکو سب خانم کہ کے پکارتے ہین مین اُسے حقہ بھر کے دیتی ہون۔ کافی اُسکے آگے لاتی ہون۔ اُسکو کھانا کھلاتی ہون اسکے ساتھ حمام مین جاتی ہون۔ اُسکو کپڑے پنھاتی ہون اور اُتارتی ہون۔ اُسکے کپڑے درست کرتی ہون۔ اُسکا تماکو کوٹتی ہون اور اُسکے آگے دست بستہ کھڑی رہتی ہون۔ شیرین جو چارجیا والی ہو یہ صندوق دار ہو۔ یعنی کُل گھر کی حفاظت اُسکے ذمہ ہو۔ اسکو میرے آقا اور بیگم کے کپڑون کی نگہداشت کرنی پڑتی ہو نہ صرف ایک اُن ہی کی بلکہ تمام گھر کی۔ جسقدر رکہ کھانے والے ہین خرچ ہوتا ہو سب کا انتظام اسی کے ذمہ ہے۔ تمام چینی چاندی اور دوسری قسم کے ظروف کی بھی یہی خبرداری کرتی ہو۔ غرض کُل اشیا کی نگہداشت کرنا یہ اُسی کے ذمہ ہو۔

نورجہان جو حبشن ہو یہ فراشی کا کام دیتی ہو اور غالیچے وغیرہ بچھاتی ہو اور یہ تمام غلیظ و نا ملائم کام کرتی ہو۔ چاندنیون غالیچون کا بچھانا۔ کمرون مین جھاڑ و دینی تمام صحن مین چھڑکاؤ کرنا۔ باورچن کو مدد دینا۔ پارسلون اور تاردن کا لیجانا۔ غرض جو ہر قسم کا کام ہو اُسکو وہی انجام دیتی ہو۔

اچھا اب بڑھیل لیلی کو خیال کیا جائے تو یہ گویا نوجوان عورتون کی محافظ ہو ذرا اور اسی بات جاکر یہ لگاتی ہو کہ آج اس نے یہ کیا اور اس نے فلان حرم کے ساتھ یہ باتین کین اور یہی بڑھیا ڈاکٹر یا طبیب کا بھی بخوبی پہرہ دیتی ہو ممکن ہو کہ وہ آنکھ بھر کر بھی کسی کو دیکھ لے۔ اسی طرح سے ہمارے دن بیہودہ جھگڑون اور ٹنٹون مین

صرف ہوتے ہین مثلاً دو حرمین باہم گٹھ گئین اور دوسری حرمون سے مقابلہ ہو رہا ہی وہ اُنکی جا کے لگاتی ہین اور وہ اُنکی کہتی ہین۔ یون ہی کشمکش مین گذرتی ہی۔

زندگی اپنی جب اس طور سے گذری نیب
ہم بھی کیا یاد کرینگے کہ خدا رکھتے تھے

اب اسوقت اگر دیکھا جاے تو جارجیا والی سے میری کھُلم کھُلا لڑائی ہی کیونکہ کچھ زمانہ کا عرصہ گذرا کہ اسکے ہاتھ قسمت کھلنے کا ایک فقیر سے ایک تعویذ لگا تھا۔ یہ تعویذ اُسنے لیا ہی تھا کہ دوسرے ہی دن خانم نے اُسے ایک جاکٹ دی تو اب میرے حسد کا کیا ٹھکانا ہی میرا بھی ارادہ ہوا کہ مین بھی اُس فقیر سے ایک تعویذ لون کہ میرے ہاتھ ایک نوجوان خاوند لگے اُسی شام کو مین نے تمھین بالاخانہ پر دیکھا۔ تو پھر میری خوشی کا اندازہ کر لو۔ اسوقت مجھ مین اور نور جہان مین رقابت پھیلی ہوئی ہی اور ہم دونون ایک دوسرے کے جانی دشمن ہین شاید ہم پھر یکایک دوست بنجائین۔ ہان نور جہان سے میری بہت ہی موافقت ہی کیونکہ ہر موقع پر وہ میری رقیب کی اپنی خانم سے لگاتی بجھاتی رہتی ہی۔ کچھ عجیب و غریب مٹھائی مع بکلاوہ کے شاہی حرم مین سے ہماری خانم کو بطور تحفہ بھیجی گئی تھین۔ اُسمین سے بہت سا حصہ گھونسین اُڑا گئین جارجیا ہی تقصیر دار ٹھہری۔ بس اسکی ٹانگون پر خوب ہی نور جہان نے کوڑے بازی کی۔ مین نے اپنی بیگم یا خانم کا پینے کا کٹورا توڑ ڈالا یہ چھَنڈا ابھی اُسی پر رکھا گیا اور خانم نے اُسے مجبور کیا کہ مجھے دوسرا کٹورا لا نا پڑے گا۔ مین جانتی ہون کہ وہ میرے خلاف منصوبہ گانٹھ رہی ہی کیونکہ جارجیا والی ہمیشہ سے لیلی سے گٹھی ہوئی ہی اور وہ ہماری خانم کے بہت ہی معتبر وں مین سے ہی۔ مین وہ چیز کبھی نہین کھاتی جو اُسکے ہاتھون مین ہو کے میرے پاس آتی ہی اسلیے مجھے یہ ڈر لگا رہتا ہی کہ کہین وہ زہر نہ ملا وے اور یہی اُسکی حالت ہی اور وہ مجھ سے خائف اور ترسان رہتی ہی یہ بات تو نہین ہی کہ ہمارا عناد اس درجہ کا بڑھا ہوا ہو کہ جس سے زہر دینے کی نوبت

پہونچ جائے مگر صرف دور اندیشی سے ذرا احتیاط کیا جاتا ہی اور کچھ نہین - یہ امر تو سب حرم سراؤن مین ہوتا ہی - ایک دفعہ ہم دونون مین لپاڈکی ہوئی تھی - کیونکہ اُسنے میری طرف تھوک کر اور یہ کہ کے کہ لعنت بہ شیطان مجھے سخت طیش مین کر دیا جسکو تم جانتے ہو کہ یزیدیون کے لیے یہ بہت ہی بڑی گالی ہی - یہ سنتے ہی مین اُسپر آپڑی اور جہان تک مجھسے بُرا بھلا کہا گیا خوب سُنایا اور فارسی مین جتنے مین نے بُرے الفاظ سیکھے تھے دل کھول کر کہے اُسکے جھونٹے دوڑ کر پکڑ لیے اور انکو مین نے جڑ سے اُکھیڑ لیا لیلی نے ہمین آکے علیحدہ علیحدہ کیا اور ہم باہم خوب گالی گلوج لڑتے رہے یہانتک کہ ہمارے حلق غصہ اور طیش سے خشک ہو گئے - تو اس جھگڑے سے ہم مین اُسمین بہت دشمنی ہو گئی ہی اب اُسکا یہ حال ہی کہ جہانتک اُس سے ممکن ہوتا ہی وہ میری طرف سے لگائی بجھائی کرتی رہتی ہی -

زینب مجھسے یون ہی بات چیت کرتی رہی یہانتک کہ صبح صادق نے اپنا جلوہ کیا

	مؤذن بانگ بے ہنگام برداشت	

کا مضمون ہوا - اور اُسنے مسجدون مین نمازیون کو یہ کہ کے بلایا "الصلوٰۃ خیر من النوم" "الصلوٰۃ خیر من النوم" یعنے نماز بہتر ہی سونے سے - جو صبح کی اذان مین کہا کرتے ہین - ہمنے باہم وعدے وعید کیے کہ جب کبھی ممکن ہو اور موقع ملے ہم دونون ایک دوسرے کے دیدار سے مشرف ہون - مین نے اُس سے یہ کہا کہ جب تو مجھسے ملنا چاہے اور تجھے شب کو آنے کا موقع ملے تو تو اپنی نقاب فلان درخت کی شاخ مین لٹکا دے جو میرے بستر کے مقام سے دکھائی دیتا تھا اور اگر مین اُسے لٹکا ہوا نہ دیکھونگا تو سمجھ جاؤنگا کہ موقع نہین ہی یہ اُسنے بھی پسند کیا اور ہم دونون رخصت ہوے

	پچیسوان باب عاشق اور معشوق کا باہم ملنا	

دوسری شب کو مین نے بالاخانہ کی چھت سے دیکھا کہ شاید نقاب اٹھی ہوئی معلوم ہو لیکن افسوس نہ معلوم ہوئی۔ کس نا امیدی اور مایوسی سے مین شکستہ دل ہو گیا۔ تمام تماکو وغیرہ کا پتہ ہی نہ تھا سب نیچے چلا گیا تھا۔ مطلع صاف تھا۔ مین نے طبیب کی جورو کی طرف خیال کیا اور اُسکی طرف ایسا متوجہ ہوا جیسے کوئی دل لبھانے والی آواز کو سُنتا ہی مگر بالکل پتہ ہی نہ تھا۔ جوتیون کی کھٹر کھٹر کی آواز بھی نہ سنائی دیتی تھی جسکو مین نے خیال کیا کہ یہ بڑھیا لیلی کی رفتار کی آواز ہی مگر سناٹا تھا۔ مین نے اسی سلسلہ مین شاہی بنیڈ کی جھن جھناہٹ کی آواز سُنی۔ طبل کی دُھون دھُون اور قرنا کی تیز صدا ئین جو سب کو آفتاب ہونے کی خبر دیتی تھین۔ مین نے موذنون کی مختلف اذانین سنین جو عشا کی نماز کے لیے نمازیون کو بلا رہے تھے۔ پولیس کا طبل بھی بج رہا تھا جو دکاندارون سے گویا تھا کہ اپنی اپنی دُکانین بند کر کے گھرون مین جا کے آرام کرو۔ شاہی محل پر سے سنتریون کی آوازین بہت دُور سے سُنائی دیتی تھین جو محل کے بروج مین پہرا دے رہے تھے۔ رات کی گھٹا ٹوپ چادر اب پورے طور سے تمام عالم پر چھا گئی۔ آفتاب سیاہی کا برقع اپنے روشن چہرے پر کبھی کا اوڑھ چکا اور ڈاکٹر کی حرم سرا مین سناٹا اور چپ چاپی معلوم ہوئی۔

مین نے اپنے دل مین کہا کہ اسکا سبب کیا ہی۔ اگر یہ لوگ سب حمام جاتے جب بھی وہان اتنی دیر تک قیام نہ رکھ سکتے تھے کیونکہ علاوہ برین حمام شگون کے باعث سے فجر ہی کو کھولے جاتے ہین۔ کیا تو کوئی بیمار ہوگا۔ یا انمین شادی ہوگی یا کہین بچہ پیدا ہوا ہوگا یا کوئی مر گیا ہوگا۔ یا ڈاکٹر پر خود کوئی آفت آئی ہوگی غرض مین اسی قسم کے خیالونکا خیال کر رہا تھا اور اپنے کو ہلاک کرتا تھا کہ یکایک مجھے یہ سُنائی دیا کہ کوئی دروازے کو بہت زور سے دستک دے رہا ہی۔ جون ہی کھلا مچا مچ جوتیون کی آوازین سنائی دین اور اب بہت سی یکوان عورتون کی آوازین آنے لگین۔ ان آوازون مین خانم کی آواز

الگ معلوم ہوتی تھی اس آواز کا لہجہ صاف کہے دیتا تھا کہ یہ آواز خانم ہی کی ہے۔ کتنی ہی لالٹینین آگے پیچھے آتی جاتی تھین اُنسے مین نے بہت سی عورات کی صورتین دیکھ لی تھین انمین میری پیاری زنیب بھی تھی جسنے اپنا برقعہ منھ پر سے اُٹھا دیا تھا اب مین انتظار کرنے لگا کہ شاید اسکی ملاقات کی زحمت مجھپر نازل ہو غرض کہ کچھ دیر ہوئی کہ پیاری جلوہ فزا ہوئی۔

زنیب نے بڑی ہوشیاری سے مجھسے کہا کہ یہ حالتین ایسی آگر واقع ہوئی ہین کہ جنسے ہم اس موقع پر نہین مل سکتے۔ گو مین اس سے بیخبر نہین ہونگی اگر موقع ملا تو ضرور بالضرور مین اس امر کی کوشش کرونگی کہ ہم دونون باہم شربت وصل سے مسرور ہون۔ چند الفاظ مین زنیب نے مجھے اس امر سے بھی اطلاع دی کہ ہماری خانم کی بہن کا انتقال ہو گیا تو اب انھین بھی وہان بلایا گیا تھا۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اسے رقیب نے زہر دے دیا تھا۔ تو ہماری خانم سب عورتون کو اپنے ہمراہ لے گئی تھین کہ وہان جا کر سب بہت زور و شور سے نالہ و زاری کرین جیسا کہ ایسے مواقع پر ہوا کرتا ہے سب نے جب تک کہ انکی آوازین نہ بیٹھ گئین برابر نالہ و زاری کی ہماری بیگم نے اپنے کپڑے حالتِ غم مین کمال ہوشیاری اور زیرکی سے پھاڑ ڈالے کیونکہ انھین یہ خیال تھا کہ مین ایک پیاری اور قیمتی جاکٹ پہنے ہون صرف ایک وہی کپڑے پھاڑے جو محض بے قیمت تھے اور جنکی اتنی پروا نہین کیجاتی تھی۔ کل گویا تجہیز و تکفین ہوگی۔ یہ ضرور تھا کہ سب لوگ آہ و زاری کرنے کے لیے وہان جمع ہون اور سب ایک ایک سیاہ رومال لین اور مٹھائی کھائین۔ میرے دلبر نے یہ وعدہ کر کے کہ مجھ سے جہان تک ممکن ہوگا مین کل شام کو آنے کی کوشش کرونگی پھر مجکو تنہا چھوڑا اور چلتے وقت مجھ سے یہ کہہ گئی کہ نشان کا خیال یاد رکھنا۔

جب صبح کو مین اُٹھا اس امر سے بہت ہی متعجب ہوا کہ زنیب مجھے اشارہ کر کے

نیچے بلاتی ہی - مین دیکھتے ہی جھلانگ مار کر اور بہت پھرتی سے اُسکے اشارے کے ساتھ پہونچا اور اُسی راستہ سے اُتر کر وہان گیا جہان سے کہ وہ اُترتی تھی اب مین نے اسوقت اپنے کو حرم کے مرکز مین پایا - میرے جسم پر ایک رعشہ سا چھا گیا اور مین مارے ڈر کے کانپ گیا کیونکہ جب مین نے یہ خیال کیا کہ مین اُس مقام مین ہون کہ جہان کسی کے آنے کی اجازت نہین ہی اور کوئی پرندہ پر تک نہین مار سکتا - لیکن اپنی حسینہ کے بے تکلف برتاؤ اور مسکرانے سے مین آگے بڑھا -

زنیب - آؤ حاجی آؤ - ڈر کو اپنے دل سے نکال ڈالو - یہان سوائے میرے کوئی بھی نہین ہی اگر ہماری قسمت اچھی ہی تو ہم تمام دن باہم مزے اُڑائینگے -

مین تمنے کس کرامت سے یہ سناٹا کیا - خانم کہان ہی - اور عورتین کہان چلی گئین اگر وہ یہان نہین ہین تو پھر ڈاکٹر سے کیونکر جان بچے گی -

زنیب - ڈرتے کیون ہو - مین نے تمام دروازون کو بند کر دیا ہی اور اگر کوئی آ بھی جائے تو میرے کھولتے کھولتے تم بچ سکتے ہو - لیکن اب اسکا بھی کچھ ڈر نہین ہی سب زمین اسکی تجہیز و تکفین کرنے گئی ہین - اور اگر مرزا احمق کی کہو تو خانم اسکا پہلے ہی انتظام کر گئی ہی کہ اگر مین صرف اکیلی ہون تو اسکی مجال نہین ہی کہ وہ گھر مین قدم بھی رکھ سکے -

اے حاجی تم خوب سمجھ لو کہ اسوقت ہمارے نصیب بلند ہین اور بڑھ رہے ہین اور وہ بہت ہی خوش قسمت ساعت تھی کہ ہم دونون نے باہم ایک دوسرے کو دیکھا - خدا کی قدرت سے ہر شے ہم دونون کے موافق ہی ہوتی رہی - میری رقیب جار جین نے خانم کے دماغ مین یہ بات نہ نشین کر دی کہ لیلی کو ایسے موقع کا بہت ہی علم ہی اور وہ اُسنے بچپن سے حاصل کیا ہی اور اسے خوب واویلہ و بکا کرنا آتا ہی - تو اُسے وہ اپنے ساتھ لے گئی ہی کیونکہ ایسے موقع پر اُسکا ہونا ضرور تھا - مین وہ ایک کرد کی قوم مین سے ہون اول تو مین فارسیون کے رسم و رواج سے بہت ہی کم واقف ہون - دوسرے قوم کرد بہت سا

اس صورت نے مجھے سیاہ رومال اور اور سغفات سے باز رکھا اسی لیے مین گھر مین چھوڑ دیگئی
ایک گھنٹہ گذرا کہ سب کے سب متوفی اُسکے مکان پر چلے گئے۔ جب لیلی میری جگہہ پر مقرر ہوئی
تو مین ظاہرا بہت ہی خفا ہوئی لیکن خدا کا شکر ہی کہ ہم دونون اسوقت یہان موجود ہین
اور اپنا وقت یہان یون ہی خوشی اور خرمی مین گذارینگے۔ پھر میری پیاری مطبخ مین میرے
لیے کھانا تیار کرنے چلی گئی۔ اور مجھے ادھر اُدھر دیکھنے بھالنے کے لیے چھوڑ گئی کہ مین تمام حرم
کی پوشیدہ چیزون کی خوب سیر کرون۔

مین پہلے خود خانم کے کمرے مین گیا۔ اس کمرے کی تمام کھڑکیان جنمین آئینے جڑے
ہوے تھے باغ کیطرف کھلی ہوئی تھین۔ ایک کونے مین خانم کی خاص جاے نشست تھی
کہ جہان ڈبل غالیچہ بچھا ہوا تھا۔ اس غالیچہ پر ایک لنبی مسند بچھی ہوئی تھی۔ جسپر ایک سونے کے
تارون کا غلاف پڑا ہوا تھا۔ اسکے آنچلون مین ایک فیتہ لگا ہوا تھا جسپر بہت ہی مہین
ململ کی ایک چادر خاک وغیرہ سے محفوظ کرنے کے لیے نقاب نما پڑی ہوئی تھی۔ اس بیٹھک
کی جگہ ایک آئینہ لگا ہوا تھا جسپر نہایت ہی خوبصورتی سے نقش و نگار ہو رہے تھے۔
اور وہین ایک صندوقچہ رکھا ہوا تھا جسمین عجیب و غریب چیزین تھین تیلے دانی جسمین
سرمہ کی سلائی اور سرمہ وغیرہ تھا۔ کچھ چینی سرخ رنگ۔ ایک جوڑا بازو بندون کا جنمین
تعویذ بھی شامل تھے یہ سب سامان اسی صندوقچہ مین موجود تھا ایک طرف جڑاؤ جھومر۔
چاقو قینچی۔ سروتا۔ یہ بھی چیزین وہان موجود تھین۔ اور ایک ستار ایک دف۔
یہ بھی دونون چیزین وہین قریب ہی زینت دی گئین تھین۔ خانم کا بستر الپٹا ہوا
اور ایک سفید اور نیلے بقچہ مین بندھا ہوا ایک طرف الگ رکھا ہوا تھا چند تصادیر بے چوکھٹے
کی دیوارونمین لٹک رہی تھین۔ الماری پر جو بہت اونچی تھی تمام بلوری اور قسم قسم کے
ظروف چنے ہوے تھے ایک گوشہ مین مے گلرنگ شیرازی کے شیشے زینت دے رہے تھے
جن مین شراب ارغوانی جھلکتی ہوئی کیا ہی بہار دے رہی تھی۔ بہت ہی نور کے تڑکے خانم

اُٹھکر دو ایک گلاس نوشجان فرماتی تھین تاکہ اُس الم و مصیبت کی تخفیف ہو جاے جو اُنکی بہن کے انتقال سے ہوا تھا۔

مین نے اپنے دل مین کہا کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ گھر چھپا ہوا ہی کیا تقدس و پاکی اور کسر نفسی کا جلوہ مین دیکھ رہا ہون۔ ہمارا طبیب جو اپنے کو بہت ہی پکا مسلمان کہتا ہی اور پھر یہ ارغوانی شربت ٹھنڈے پانی مین ملا کر اُڑاتا ہی۔ اور جو وہ باہر صرف شربت کا نام کر کے پیتا ہی اُسکا خزانہ تو یہ جمع ہی۔

اُسوقت مین نے اپنی تعجبانہ طبیعت کو مطمئن کیا اور دوسرے کمرون کو ملاحظہ کرنے لگا یہ کمرے ملازمین کے تھے۔ زنیب نے کھانا پکا کر تیار کر لیا۔ اور ہمارے آگے خانم ہی کے کمرے مین قابونمین کھانا لاکے چن دیا۔ مین اسی جواہر نگار اور زرین مسند پر بیٹھا جسکا مین نے پہلے ذکر کیا ہی۔ زنیب نے جو جو خوشگوار کھانا تیار کیا تھا اُسکی لذت کو مین نہین بیان کر سکتا۔ ایک قاب مین چانول رکھے ہوے تھے جو برف کی طرح سفید تھے۔ اسی قاب کے پاس دوسری قاب مین کباب شامی مزا دے رہے تھے۔ اور یہ شامی کباب پراٹھونمین پکائے گئے تھے۔ جنکی پرت پرت علیحدہ تھی۔ بالکل اصفہانی سردے کے موافق جس کی خوشنما قاشین اور اُنکے علیحدہ علیحدہ پرت کیسے ہوے کیا ہی بھلے معلوم ہوتے ہین۔ ایک بلوری طشتری مین چند ناشپاتیان اور خوبانی بھی رکھی ہوئی تھین۔ ایک رکابی مین کچھ انڈونکا خاگینہ۔ پیاز۔ اور ہرا پودینہ ایک مین ترش وہی بنا ہوا اور چند پیالونمین قسم قسم کے شربت یہ سب دسترخوان پر چنے ہوے تھے ان چیزون کے ضمن مین کچھ طشتریونمین لذیذ مٹھائی اور ایک ظرف تازہ شہد کا بھی موجود تھا۔

مین۔ ذرا مونچھون پر تاؤ دے کر ستمنے تو بہت ہی جلد یہ کھانا جو شاہون کے شایان ہی تیار کر لیا۔

زنیب۔ بھلا آپ یہ کیا فرماتے ہین یہ ہی کیا۔ میری خانم نے حکم دیا تھا کہ یہ کھانا

فجر ہی کو تیار ہوجاے لیکن اور اور خیالون سے اُنھون نے یہ ارادہ کیا کہ متوفی کے گھر ہی کھانا زیبا ہی۔ اسلیے وہ بے کھاے چلی گئین اور جیسے کہ تم دیکھتے ہو مجھے گھر مین چھوڑ گئین تو آؤ جلدی کھانا کھالین اور پھر خوشی منائین۔

غرض ہم دونون نے بیٹھ کر خوب خوب ہتھے مارے اور کچھ دسترخوان پر اپنے بعد ازان آنے والون کے لیے چھوڑ دیا۔ جب ہم اپنے ہاتھ دھو چکے ہمنے اپنے آگے شراب رغوانی رکھی۔ اور اب دور چلنے شروع ہوے۔ اب یہان نہ نجات کا خیال تھا نہ عذاب حشر کا۔ ہمنے باہم ایک دوسرے کو مل کر مبارکباد دی کہ اسوقت کیسے وہ خوش اور بہت ہی شاد شخصون کا باہم جلسہ ہُوا ہی۔

اُسوقت میری خوشی کا کچھ عالم نہ پوچھو آئندہ وحال کے تمام خیالات کو بالاے طاق رکھکر مین نے ستار اُٹھا لیا اور حافظ جی کی یہ غزل الاپنے لگا۔ جو مین نے بچپن مین یاد کی تھی اور جسکو اکثر حمام مین سامعین کے سننے کی چاہ سے گایا کرتا تھا۔

غزل حافظ

کنار آب و پاے بادو طبع شعر یاری خوش
معاشر دلبر شیرین و ساقی گلعذاری خوش

الالے دولت طالع کہ قدر وقت میدانی
گوارا بادت این عشرت کہ داری روزگارے خوش

ہر آنکس را کہ در خاطر ز عشق دلبری بارسیت
سپندی گو بر آتش نہ کہ داری کار و باری خوش

شب صحبت غنیمت دان و داد خوشدلی بستان
کہ مہتاب دل افروز ہست طرف جویباری خوش

عروس طبع را زیور ز فکر بکر می بندم
بود کز نقش ایامم بدست افتد نگاری خوش

مئے در کاسۂ چشم ست ساقی را بنامیزد
کہ مستی میکند با عقل و می آرد خماری خوش

بغفلت عمر شد حافظ بیا با ما بہ میخانہ
کہ شنگولان سرمست بیاموزند کاری خوش

زینب اسوقت بالکل وجد مین ہو گئی تھی۔ کیونکہ اس بیچاری نے آج تک ایسی

زندگی مین یہ دل لبھانئے والا اور سرور کرنے والا گانا سنا ہی نہین تھا اُسوقت یہ خیال اُسکے سرور اور وجد آمیز قلب سے بالکل نیا نیسا ہو گیا تھا کہ ہم دونون ایک کمبخت شخص ہین کیونکہ وہ ایک لونڈی تھی اور مین ایک تہیدست اور بیچارہ تھا اُسوقت ہمارا یا ہم یہ خیال تھا کہ جو کچھ ہمارے گرو رکھا ہوا ہی یہ سب ہمارا ہی ہی اور یہ شراب ارغوانی اور ہمارا عشق ہمیشہ تک قائم رہیگا۔

مین نے اسی قسم کے اور بھی کئی گیت گائے لیکن جب مین نے دیکھا کہ جیسے ہماری شراب ارغوانی کی بوتلین خالی ہو گئی ہین اسیطرح سے مختلف غزلون سے دماغ بھی خالی ہو گیا ہی۔ ابھی وقت بھی بہت کچھ صرف نہ ہوا تھا۔ زیادہ عرصہ باقی تھا جسمین ہم دونون خوب خوشی منائین۔

مین۔ پیاری زینب تمنے وعدہ کیا تھا کہ مین اپنی زندگی کی کچھ رام کہانی دوہراؤنگی۔ تو اب یہ بہت ہی موزون وقت ہی۔ بہت دیر تک کوئی چیز ہماری اس خوش صحبت مین خارج نہ ہوگی اور چونکہ ہماری یہ صحبت شب کو ایک بے تحقیق امر ہی خبر نہین ہو یا نہین تو بہتر ہی کہ ان خوش ساعتون مین اپنی سرگذشت بیان کرین۔ یہ سُنکر زینب نے میری تجویز کو بدل وجان قبول کر لیا اور اسطرح سے اپنی سرگذشت بیان کرنے لگی۔

چھبیسوان باب

زینب کی رام کہانی

مین ایک سردار کی لڑکی ہون جو کردستان مین بہت ہی نامی گرامی ہی اور جو اوکس آغا کے نام سے مشہور ہی۔ میری ماں کون تھی اسکو مین ٹھیک نہین جانتی مین نے سُنا ہی کہ مین کرند کردستان مین ایک ضلع کا نام ہی کے پوشیدہ جلسون مین پیدا ہوئی تھی۔ چونکہ اس قسم کے راز قوم کرد مین ہمیشہ چھپائے جاتے ہین اسلیے مین اس امر کی دلیری نہین کر سکتی کہ کسی سے اپنا تعلق ظاہر کرون۔ اور اسلیے مین تحقیق بیان نہین کر سکتی کہ آیا وہ رپورٹ جو

میری پیدائش کی بابت ہی سچ ہی یا نہین - یہ بہت ہی سچ ہی کہ مین نے کبھی اپنی مان کو ان آنکھون سے نہین دیکھا - ایک مخاطرہ مین مین عورات مین لائی گئی تھی اور میرا ساتھی ایک گھوڑی کا بچھڑا تھا جس نے میرے ساتھ پرورش پائی تھی یہ بچھڑا بھی اُسی ڈیرے مین پیدا ہوا تھا جسمین کہ مین تولد ہوئی تھی اس بچھڑے کی مان کا اصلی عرب کا خون تھا کہ جسکی آؤبھگت اور چوپایے جانورون سے زیادہ ہوتی تھی غرض کہ اس گھوڑی پر بہت ہی توجہ کی جاتی تھی اور یہ اور بیویون سے زیادہ عزیز سمجھی جاتی تھی اور اسکی نگہداشت آدمیون کے موافق ہوتی تھی - یہ ڈیرے مین ایک گرم مقام پر رہتی تھی اسکا بہت ہی خوبصورت سازوسامان زین وغیرہ تھا اور ہمارے کل سفرون مین بہ نسبت اور جانورون کے اسکی نگہبانی بہت ہی اچھی طرح کیجاتی تھی -

جب وہ گھوڑی مر گئی تو تمام کیمپ مین نالہ و بکا کی آوازین بلند ہوئین - اور سب نے سخت ماتم کیا - بچھڑا گویا میرے باپ کا جنگی گھوڑا بنا - اور وہ اسوقت تک تمام کردستان کا فخر و افتخار ہی -

آپ اس بات کو خیال فرمائین کہ گو کرد اپنے کو کسی سلطنت کا مطیع نہین خیال کرتے تاہم ہمارے باپ دادا اور خصوصاً میرا باپ اپنے گلہ کو کردستان کے پہاڑون مین جو ترکی سلطنت مین ہین اور جو پاشاء بغداد کی حکومت مین واقع ہین چراتا ہی اور اپنے ڈیرے خیمے وہان قائم کرتا ہی - جب کبھی کہ اُسے جنگ کا موقع آتا ہی تو وہ اپنی اور قومونکو بلالیتا ہی کہ جو جنگ کے لیے کافی تعداد گھوڑونکی مہیا کرین جو ایشیا مین بہت ہی مشہور ہین کہ جنگ مین سب سے بالاتر رہتے ہین اور بہت ہی خوب کام دیتے ہین - میرا باپ صرف اپنی قوت - اپنی جرات اپنی شہسواری کے سبب سے پاشا کا بہت ہی پیارا تھا - اسکی صورت پرشکوہ تھی اور جسوقت وہ گھوڑے پر سوار ہوتا تھا اور جب اُسکا خود فولادی کا لوہا دونون طرف اُسکے کاندھون پر پڑتا تھا تو اسکی بہت ہی دہشتناک صورت دکھائی دیتی تھی اُس نے بہت سے جوانان تیز اہنگ

کو تہ تیغ کیا تھا اور وہ اپنے بھالے کی نوک پر بالون کا طرہ لیجانے مین سب سے ممتاز گنا جاتا تھا۔ اور جب جنگی لباس پہن پہنا کر تیار ہوتا تھا تو لوگ بہت ہی تعریف کرتے تھے۔ مین اُسکی اسوقت کی شان و شوکت کبھی بھی نہ بھولونگی جب اُسکی رانون کے نیچے گھوڑا ہوتا تھا

رستم دغا حاتم کرم جان جہان فرخ شیم
در زور طاقت گستہم در معرکہ ثابت قدم

مین نے اُسے ہزارون سوار دنہین دیکھا ہی۔ جو تمام چار آئینہ لگائے ہوے خود فولادی پر مور کے پر لہرین مارتے ہوے اور اُنکے نیزے آفتاب کی روشنی سے چمکتے ہوے جو ہتظاری کر رہے تھے اور پاشا سے ملنے کے لیے تیار تھے۔ اس مہم کا نتیجہ یہ ہوا کہ گویا یہان سے ہماری بدقسمتی کی تاریخ شروع ہوئی۔

وہابی حدود بغداد مین حملہ آور ہوے تھے اور تمام اطراف مین ایک تہلکہ مچا یا تھا اُسوقت پاشا نے کُردسے مدد لینے کا وقت خیال کیا۔ وہ کثرت سے فوج لے کر میدان جنگ مین آیا اور فوراً دشمن کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا۔

ایک ہی شبخون نہین میرے باپ کا شیخ کے بیٹے سے مقابلہ ہو گیا جو فوج وہابیہ کی کمان کر رہا تھا اُسنے اس عرب کو قتل کر ڈالا اُسکے تمام ہتھیار مع اُس گھوڑی کے جسپر دشمن سوار تھا لے کر واپس پھرا۔ میرے باپ نے اس گھوڑی کو بہت ہی بیش قیمت تصور کیا اور چاہا کہ اسکو پاشا سے پوشیدہ کرے۔ اس خیال سے اُسنے وہ گھوڑی اپنی جگہ قیام مین بھجوادی اور حکم دیدیا کہ اس کو بہت ہی نگہبانی اور ہوشیاری سے چھپایا جاے اور اسکو حرم سرا کے ڈیوڑھی مین باندھا جاے۔ لیکن اسکے یہ دوراندیشانہ خیالات محض غیر مفید تھے۔ کیونکہ جس مطلب کے چھپانے کی اُس نے کوشش کی تھی اور جسکو یہ چاہتا تھا کہ کسی کو خبر نہو وہ سب مین کھلگئی تھی۔ چونکہ پاشا کو اس سے ایک الفت تھی اور بہت ہی اسکی توقیر کرتا تھا۔ اور اسکو یہ بھی خیال تھا کہ یہ ایک معمولی گھوڑی ہوگی اسلیے اُسنے کچھ نہ کہا۔ مگر جنگ کے کچھ ہی دن فرو

ہونے کے بعد وہاں جنگلون مین نکال دیے گئے تھے اور سب کرد اپنی اپنی قیام گاہون مین
واپس چلے گئے تھے۔ ایک دن ہمین صبح کو تعجب ہوا جب ہمنے دیکھا کہ چند پاشا کے افسر
یعنی سوارون کا کپتان دس آدمیون کی ہمراہی مین ہمارے خیمون مین آیا۔ سب جری سوار
اور ہتھیار بند تھے ہر شخص ہم مین سے اُنکی تعظیم و تکریم کے لیے چوکس ہوا اُنکے گھوڑونکو
قریب ہی کی سبز چراگاہ مین لے گئے اور اُنکے آگے ہری ہری گھانس ڈال دی بہت
دھوم دھام اور تکریم سے سوارون کو ڈیرون مین بٹھایا وہان اُنکو کافی اور حقے پلائے ورپلاؤ
پکانے کے لیے چانولون کی بڑی دیگ چولھے پر چڑھائی گئی۔ دو بھیڑین فوراً ذبح کی گئین
اور عورتون نے انھین فوراً پکا کر تیار کیا اور کچھ روٹیان بھی اُسی کے ساتھ پکائین۔ غرض
جو کچھ ہم سے ہوسکا اور جہانتک کہ ہم تکلف کرنا جانتے تھے اور جسقدر کہ ہم خاطر کرسکے ہمنے
اپنے مہمانون کی خاطرداری مین کوئی بھی دقیقہ باقی نہ رکھا۔

جون ہی میرے باپ نے دیکھا کہ پاشا کے آدمی چلے آتے ہین اور ابھی وہ اپنے خیمون سے
دور ہی تھے تو وہ اُسی وقت سمجھ گیا کہ ضرور کچھ دال مین کالا کالا ہے اُس نے فوراً اپنے بڑے
بیٹے کو حکم دیا کہ اِس گھوڑی کو کھول کر تو ڈیرون کے خندق مین لے جا کہ کسی کو خبر نہو۔
ہمارے ڈیرے خیمے ایک پہاڑی سیلاب کے کنارے پر ایستادہ تھے تو ایسی حالت مین یہ
بہت ہی آسان تھا کہ ہم کوئی چیز وہان سے ہو کر چوری کر کے لیجائین اور کسی کو کانون کان
خبر نہ ہو۔ وہ بلند اور پیچدار پہاڑ جو ہمارے ڈیرون مین واقع تھے ایسے پیچدار تھے اور اُنمین
اس قسم کا اُلجھاؤ تھا کہ اگر ہم پر کوئی آفت آکے واقع ہو تو وہ ہماری خاصی پناہ ہو سکتے تھے
اِسوقت مجھے وہ ساری باتین اسطرح سے معلوم ہوتی ہین گویا کل ہی گذری ہین
ہم عورات جہان جمع تھے اُس مقام کو پورے طور سے جہان تک تاک کر سکتی تھین
ہمارے تعجب نے خود ہماری اس امر کی طرف رہنمائی کی کہ ہم سُنین کہ یہ لوگ باہم کیا باتین
چیتین کرتے ہین۔ افسر اور دو ترک تو ڈیرے ہین بیٹھے ہوئے تھے اور باقیا ندہ ہتھیار بند

ڈیرون کے باہر کھڑے تھے ۔ میرا باپ نہایت ہی ادب سے بچھی ہوئی اور ممتاز چادر سے علیحدہ دونون اپنے ہاتھ آگے کیئے ہوئے گردن جھکائے بیٹھا ہوا تھا ۔ اور اسکی نشست دوزانو تھی اور جو بہت ہی عاجزی ظاہر کر رہی تھی ۔ مگر چارون طرف اسیحالت مین اپنے کو نظر کر رہا تھا اور ادھر اُدھر دیکھتا جاتا تھا ۔

میرا باپ ۔ اے آمدنت باعث آبادی ما ۔ آپ نے ہمین سرفراز فرمایا اور جو کچھ ہمین آپ کے آنے پر خوشی ہوئی ہے ہم بیان نہین کر سکتے ۔

افسر ۔ خوشا وقتیکہ ہمین ایک دوسرے کے دیدار سے شادمانی حاصل ہو آج مدت کے بعد ہم باہم ملے ہین ۔

غرض اسی قسم کی تکلف آمیز باتین کر کے وہ خاموش ہو رہے اور اپنے حقے پینے لگے جب اُنکے حقون سے بقے کے بقے دھوئین کے نکلنے لگے اور وہ کافی طور سے اُنھین پی چکے تو افسر نے میرے باپ کی طرف مخاطب ہو کر یہ کہا ۔

ہمارے آقا پاشا نے تمھاری صحت اور امن کی خیر مانگی ہے وہ تمسے زیادہ محبت رکھتا ہی اور کہتا ہی کہ تم میرے گاڑھے دوستون مین سے ہو ۔ ماشاءاللہ آپ کیا ہی اچھے شخص ہین تمام فرقہ کرد کے کیا کہنے ۔ کیا خوب لوگ امین ہین ۔ تمھارے دوست ہمارے دوست ہین اور تمھارے دشمن ہمارے دشمن ہین ۔

یہ سنکر ایک بوڑھے ترک نے جو وہین کھڑا ہوا تھا اُسکی زور سے تائید کی اور اپنے افسر کا ہمزبان ہوا ۔ اسپر میرے باپ نے ذرا اپنے کاندھے سکیڑ کر اور اپنے دونون ہاتھ زانوؤن پر رکھ کے نیچی نگاہون سے یہ گذارش کیا ۔

مین پاشا کا ادنی غلام ہون اور مین آپکا بھی غلام ہون ۔ آپ میری یہ عزت افزائی کرتے ہین اور آپ نے یہ قدر افزائی فرمائی جو میرے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمایا ۔

وہ آئین گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے،
کبھی ہم اُنکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین

الحمد للہ کہ ہم پاشا کے سایۂ عاطفت مین امن سے گذارا کرتے ہین اور اپنی ٹوپیونکو نذر ہو کے ایک طرف اُتار کے رکھ دیتے ہین۔ خدا اُسے سرسبزی عطا کرے گویا اب معاملہ کی گفتگو شروع ہوئی

افسر۔ اوکس آغا ہمارے سردار کے پاس وہابیون نے ایک وکیل بھیجا ہی اور اُس نے وہ گھوڑی مانگی ہی کہ جس پر اُنکا کمانیر سوار تھا اور عین معرکۂ جنگ مین مارا گیا اگرچہ اُنکا یہ مقولہ ہی کہ اُسکا خون ہم سب کی گردن پر ہی اور اُس کے خون کی دیت کیا تو خود پاشا کی جان اور یا اُسکے بیٹے کی جان کے ساتھ ہوگی تاہم اسوقت یہ خیال وہ چھوڑ دینگے اگر وہ گھوڑی انھین دیجائیگی جسپر کہ وہ تبج کر رہے ہین۔ وہ کہتے ہین کہ وہ گھوڑی عرب کی عمدہ نسلون مین سے ہی۔ اور اگر دیکھا جائے تو اِس گھوڑی کا سلسلہ اُس گھوڑی سے ملتا ہی کہ جس گھوڑی پر بیٹھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکۂ شریف سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی تھی۔ اسکے علاوہ وہ اُس گھوڑی کے لینے کے لیے روپیہ دینے کو موجود ہین یہانتک کہ پاشا آخر ساکت ہوگا۔ اسوقت تمام عالم جانتا ہی کہ تم بہادر ہو اور صرف تمھارے نیزۂ جانستان نے شیخ کے بیٹے یعنی عرب کے کمانیر کی جان جسم سے نکالی ہی ہمارے مالک نے تمام وزرا اور اُمراے شہر بغداد سے صلاح لے کے اُنکی اس درخواست پر توجہ مائل کی اور چونکہ اب یہ ایک گورنمنٹ کا کام ہی اسلیے اُس نے خاص مجھے تمھاری خدمت مین اسی لیے بھیجا ہی کہ تم وہ گھوڑی مجھے پکڑا دو بس یہی میری درخواست تھی جو مین نے گوش گذار کی۔

میرا باپ۔ واللہ باللہ پاشا کے نمک کی قسم جسکو مین کھاتا ہون۔ تمھاری روح کی اور تمھاری اُس ماں کی قسم جسنے تمکو جنا ہی۔ تمام ستارون اور آسمانون کی سوگند دہابی محض جھوٹے ہین۔ وہ گھوڑی کہاں ہی جسکو اُنھون نے گم کردی اور مصیبت زدہ

جانور کہان ہی جو میری تقدیر مین آکے پڑا۔ یہ صحیح ہی کہ میرے ہاتھ ایک گھوڑی لگی تھی لیکن وہ کچھ ایسی عیبی اور کمبخت تھی کہ مین نے میدان جنگ کے ایک ہی دن بعد اسکو ایک عرب کے ہاتھ فروخت کرڈالا۔ ہان اسکا ساز و سامان زین و لجام تو آپ لے سکتے ہین اور جو گھوڑی مانگیے تو بندہ پرور اُسکا تو پتہ بھی نہین۔

افسر۔ اللہ اللہ۔ یہ ایک بہت ہی اہم اور بانتیجہ کام ہی او کس آغا تم میری طرح سے ایک متدین شخص ہو۔ ہماری داڑھیون پر خندہ زنی نہ کرواؤ اور ہمین برہنہ سر یہان سے نہ بھیجو اگر ہم گھوڑی کو اپنے ہمراہ نہ لے گئے تو ہمیشہ کے لیے ہمارے منھ سیاہ ہو جائینگے اور تم مین اور پاشا مین دوستی کے دروازے بند ہو جائینگے تمھین میری جان کی قسم ذرا مجھے بتا دو کہ وہ گھوڑی کہان ہی۔

میرا باپ۔ اب مین کیا کہون اور کیا کرون اے میرے دوست۔ گھوڑی یہان نہین ہی وہابی جھوٹے ہین۔ مین سچ کہتا ہون۔ یہ کہکے میرا باپ افسر کے قریب آیا اور بڑی دیر تک کھسر پھسر کچھ باتین کان مین کرتا رہا جب باتین ہو چکین تو دونون کچھ رضامند سے معلوم ہوے۔

اسکے بعد افسر نے بہت زور سے بہ آواز بلند یہ کہا۔ اگر واقعی یہ امر ہی کہ وہ جانور تمھارے قبضہ مین نہین ہی تو پھر قسمت سے تو کوئی جنگ و جدل نہین ہی۔ اب ہمین بغداد واپس جانا چاہیئے۔

میرا باپ پھر اپنی جگہ سے اُٹھکر عورتون کے کمرے مین آیا۔ اور اپنے مہمانون کو کافی اور حقہ پیتے ہوے چھوڑا تاکہ اُس کھانے کو تیار کرائے جو اُنکے لیے پک رہا تھا اُسنے اپنی بیوی سے کہا کہ جو اسکی خزانچی تھی کہ اشرفیون کی تھیلی لائے۔ یہ اشرفیونکی تھیلی پرانے کپڑے مین لپٹی ہوئی رکھی تھی اور جو اُسکے پاس امانتاً رکھوائی گئی تھی۔ اور گھوڑی کا زرین زین و لجام بھی اپنے پاس منگایا۔ اُس نے بیس ڈیوکیٹ لیے اور اُنکو

رومال کے ایک کونہ مین باندھ کر اپنی کمر سے کس لیا اور یہ حکم دیا کہ سب کھانا تیار کر کے
مہمانون کے ڈیرون مین بھیجا جاے پھر آپ اپنے معزز مہمانون کے پاس واپس چلا گیا جب تک
کہ کھانا کھانے کا گھنٹہ آیا بہت ہی کم باتین ہوئی تھین اور جو چند باتین بھی ہوئین تو
وہ صرف گھوڑون کتون اور ہتھیارون پر ہوئی تھین۔

افسر نے اپنی خرجی سے ایک لمبا پستول نکالا۔ اس پستول کا دستہ چاندی کا تھا تمام
آدمیون مین یہ پھرا اور ہر ایک نے اسے انگریزی پستول کہا۔

دوسرے شخص نے اپنا تیغہ نکالا یہ پہلے ہی پانی کا خراسانی تیغہ تھا۔ اسکے بعد میرے
باپ نے ایک لمبی سیدھی دودھاری تلوار نکالی اور یہ کہا کہ یہ وہ شمشیر ہے جو مین نے عرب کو
قتل کر کے اُسکی میدان جنگ مین لی تھی۔

کھانا تیار ہو گیا۔ افسر کے آگے دسترخوان بچھایا گیا۔ اسپر روٹیان لا کے رکھی گئین اور
سب کا دایان ہاتھ پانی سے دُھلایا گیا۔ دسترخوان کے بیچون بیچ ایک لکڑی کی بڑی
رکابی مین شوربہ بھر کر رکھا۔ میرے باپ نے بآواز بلند کہا۔ بسم اللہ یہ سُنتے ہی سب نے
کھانا شروع کیا۔ ایک افسر دس اُسکے ساتھی ایک میرا باپ اور تین اسکے بیٹے وغیرہ دایان
بازو آگے کی طرف کر کے لکڑی کے چمچون سے شوربا پینے بیٹھ گئے۔ ایک بھیڑ پوری بھُنی
ہوئی آگے لائی گئی سب نے اسکو پارہ پارہ کر دیا اور جسقدر جس سے کھایا گیا اور اُسکا ٹکڑا
لیا گیا خوب ہی اُڑایا۔ اُسکے بعد پلاؤ کی رکابی پر ہاتھ لگے۔ جب سب کا پیٹ بھر گیا اور
اُنھون نے کھانون سے ہاتھ کھینچے تو سب اُٹھ بیٹھے اور ہاتھ دھونے شروع کیے ہاتھ دھونے مین
یہ کہتے جاتے تھے شکر اللہ شکر اللہ اللہ برکت فرسن یعنی خدا تیرے ہان برکت پیدا کرے۔ لوگون نے
دسترخوان کو سمیٹ لیا اور ڈیرے کے باہر لے گئے اور میرے باپ کے گوالیون نے جو کچھ
اُنکے آگے کا بچا بچایا تھا سب کو صاف کر دیا۔

جب سب فراغت ہو گئے تو افسر یہان سے روانہ ہونے کے لیے متردد ہوا اور

اپنی خواہش بھی ظاہر کی اس کا دوسرا ساتھی گھوڑے تیار کرنے کے لیے چلا گیا۔ اور
اب میرا باپ اور صرف افسر ڈیرے مین رہ گئے۔ مین ایک تنگ مقام سے اس ساری
کارروائی کو دیکھ رہی تھی اب مین نے چاہا کہ یہ بھی دیکھ لون کہ ان دونون مین کیا ہوتا ہی
مین نے انکی گفتگو پر کان لگائے۔

میرا باپ۔ (افسر سے) بیشک دس ہی ڈیوکیٹ ہین جنکو مین دے سکتا ہون ہم غریب
ہین بھلا ہمارے پاس زیادہ کہان سے آئے۔

افسر۔ یہ محض ناممکن ہی تم جانتے ہو۔ اور تمھین اسکا بخوبی علم ہی کہ اگر مین اس زر نقد
کا دوگنا نہ لونگا تو کیا آکر واقع ہوگا۔ جب پاشا کو یہ معلوم ہوگا کہ ہم گھوڑی لے کر نہین آئے
تو پھر وہ مجھے فوراً حکم دیگا کہ اوکس آغا کو گرفتار کرلاؤ اور اسکا تمام مال و اسباب ضبط
کرلاؤ۔ اور اسکے علاوہ مجھے اب بھی اس حالت مین گرفتار کرنے کا حکم ہی کہ جب تم
ہماری درخوست قبول نہ کرو لیکن مین تمسے کچھ بھی نہ کہونگا اگر تم میرا کہنا سنو گے اور
وہ صرف بیس ڈیوکیٹ یعنی اشرفیان ہین۔ اسپر میرے باپ نے اپنی کمر مین سے وہ رومال
کھولا اور اس مین سے اشرفیان نکال کر ایک ایک کرکے گن دین۔ جب افسر نے انکو ہاتھ
مین لے کر خوب پرکھ لیا تو اپنی پگڑی کا ایک انچل کھول کر اسکے کونے مین اسے باندھا
اور خوب لپیٹ لپٹا کے اسے ایک کونے مین رکھ لیا جب وہ اپنی پگڑی مین باندھ چکا
اور پوری طرح سے مطمئن ہو گیا تو اسنے میرے باپ سے یہ الفاظ کہے۔

اب ہم دونون نے مل کر باہم نمک کھایا ہی اور ہم دونون بھائی ہین اگر پاشا کی
طبیعت کسی اور خلاف بات کیطرف رجوع ہوئی تو مین اسمین مخل ہونگا لیکن تمھین
بھی چاہیے کہ تم بھی اسکے لیے کچھ نذرانہ بھیجو تا کہ وہ تمھاری تکلیف دہی کے
خیال سے پھر جاے۔

میرا باپ "بشم استن"۔ یعنی مجھے اپنے سر کی قسم میرے پاس ایک بھورا شکاری کتا ہی

اور وہ تمام کردستان مین مشہور ہی اور وہ ہرن کو دوڑ کر پکڑ لیتا ہی - آہو کی رفتار اُسکے آگے ہرن ہوتی ہی - یہ وہ کتا ہی کہ شاہ فارس کے باپ نے بھی خواب مین نہ دیکھا ہوگا وہ کتا مین لطور نذر کے پیش کرتا ہون -

افسر - بہت خوب لیکن یہ کافی نہوگا - تم خود خیال کرلو کہ یہ کسقدر مفید اور بانتیجہ ہی کہ جب ہمارا آقا تمسے خوش ہوگا -

میرا باپ - دیکھنا اسوقت ایک خیال میرے دل مین پیدا ہوا ہی کہ میری ایک لڑکی نہایت ہی خوبصورت ہی چاند کا سا مکھڑا رکھتی ہی - اور بہت بڑی جسیم اور تن آور ہی بہت بڑا گھیر رکھتی ہی - تم اس سے یہ ضرور ہی کہدینا کہ اگرچہ یزیدی کافر ہین - (لیکن صرف اسکی ہی آنکھون مین) پھر بھی اُسکے ہاتھ وہ خوبصورت نازنین لگتی جو جورو کیطرح بھی پرسے بٹھائیگی - اب مین اُسکے بھیجنے کے لیے تیار ہون -

افسر - تالیان بجاکے - آفرین آفرین یہ بہت عمدہ بات ہی -

	آفرین باد برین ہمت مردانہ تو	

مین اس سے یہ درخواست کرونگا اور عجب نہین کہ وہ اسے قبول کریگا اور پھر اس طور سے حرم مین تمھارا ایک قوی دوست ہوگا جس سے تھین اس کشمکش سے نجات ملیگی اور آیندہ تم اِن سب باتون سے محفوظ ہوگے - اس بات پر وہ دونون رضامند معلوم ہوے -

مین جو کہ ایک قربانی کی شے بنائی گئی تھی مین نے اُس مقام کو چھوڑ دیا جہان سے مین یہ تاک جھانک کر رہی تھی اور مین اپنی آیندہ قسمت پر فکر کرنے لگی پہلے تو اپنی قسمت پر رونے لگی اور مین نے خوب واویلا کیا اور یہ دل مین کہا -

	ہون وہ تقدیر کی پوری کہ جہان کی کلفت میری غمخوار وانیس اور مری یار خلوت	

بس مصیبت کو وہ الفت ہی خدا کی ہی پناہ	اک گھڑی بھر بھی وہ دیتی نہین مجکو فرصت
وہ زبان لاؤن کہان سے کہ مصیبت رؤے	اسکو ہوتی ہی بہت اپنے بیان سے رقت

لیکن پھر دوبارہ ذرا تفکر کرکے اور سر بہ گریبان ہوکے مین نے یہ کہا "اے میری روح کیا اب مین پاشا کی بیوی بنونگی - کیا مین ہی اچھے اچھے کپڑے زیب تن کرونگی - کیا مین گھانس پر پیدا ہوئی تھی - اور اب اس مقام تولید کو کسقدر خوشی ہوگی تمام پہاڑی لڑکیان میری یہ شان وشوکت دیکھ کے حسد تو ضرور ہی کرینگی -

جب کچھ وقت گذر گیا تو مین نے جنگل مین کھلے ہوے میدانونکی طرف دیکھنا شروع کیا مین نے دیکھا کہ افسر اور اُسکے ساتھیون نے کٹے کو لے کر اپنا سارا ساز و سامان درست کر لیا ہی اور سب کسے کسائے پہاڑی سلسلہ مین ہوکے ہمارے ڈیرون کے کنارے کنارے جارہے ہین - مین نے سُنا کہ میرا باپ بہت شکر ادا کر رہا تھا کہ خدا نے ان نامبارک مہمانونکو آسانی سے ٹالا -

جون ہی وہ نظر سے غایب ہوگئے اُسنے یعنی میرے باپ نے فوراً ایک گوالیے کے لڑکے کو اپنے بیٹے کے پاس پہاڑون مین جہان وہ گھوڑی لیے بیٹھا تھا بھیجا کہ گھوڑی یہان لے آئے - جب گھوڑی اُسکی بیوی کے ڈیرے مین بحفاظت پہونچ گئی اُسنے اپنی قوم کے بزرگتر اشخاص کو بلایا جنمین اُسکے اور اُسکی بیوی کے رشتہ دار بھی شریک تھے جو ہماری ہمسائگی ہی مین رہتے تھے -

میرے باپ نے اُنسے ساری کیفیت بیان کی اور کہا کہ ہماری پاشا سے مخالفت ہوگئی ہی وہ ضرور جب تک کہ ہم اُسکی حدود مین ہین ہماری بربادی اور ہم سے بالجبر مال و متاع لینے کے لیے موقع ڈھونڈ یگا اور واقعی ہمسے سب کچھ مقبوضہ شے لے لیوا کے ہمین بھیک مانگنے کے موافق کر دیگا -

یہ سب لوگ مردانہ ڈیرے مین جمع ہوے تھے کل تعداد اُ دس شخص تھے مسند پر

بطور میر مجلس میرے باپ کا چچا جو ساری قوم مین بزرگ تھا بٹھایا گیا تھا یہ بہت بوڑھا تھا اور اسکی ڈاڑھی بالکل برف کی طرح سفید ہو رہی تھی۔

میرے باپ نے کہا تم جانتے ہو کہ ہم یزیدی ہین اور یہ بھی تمھین معلوم ہی کہ سب مسلمان ہمین کس درجہ کا برا اور ناپاک خیال کرتے ہین۔ پاشا کی میری صرف شخصی دوستی ہوئی اور اس نے میرے ساتھ بناے دوستی ڈالی۔ اسلیے کہ مین اُسکے ہمراہ جنگلون مین پڑا۔ اسلیے کہ مین میدان جنگ مین ایک شیر ہون اور اُسکے دشمن کا خون پی جاتا ہون۔ لیکن اس کو طمع زر نے ایسا آکے گھیرا ہی کہ میری یہ کوشش اور مدد بھی اس کا اطمینان نہین کرتی۔

اگر ہم یہ موقع ہاتھ سے کھودینگے تو وہ مجھے میرے باپ کو میرے دادا کو میرے پردادا کو ہمیشہ کی آگ مین کباب ہوتا ہوا دیکھے گا ہم اسکے مقابلہ کرنے کے لیے تھوڑے ہین مگر قسم ہی اس بڑی قوت کی جسکی ہم پرستش کرتے ہین کہ اگر میرے بال بچے نہ ہوتے اور مجھپر اُنکی حفاظت کا بار نہوتا مین صرف ایک برچھا ہاتھ مین لیکے اور پہلو مین شمشیر آبدار لٹکاکر اور اپنی گھوڑی پر سوار ہو کے جسوقت کہ آراستہ ہوتا تو بزول پاجیون کے لشکر بے تعداد کا ذرا بھی ہراس میری طبیعت مین نہ آتا اور یہ تو مجھے ارمان ہی کہ مین تیغ بران سے مُنھ بہ مُنھ دشمن کا مقابلہ کرون۔ آپ جانتے ہین۔

	ہر جا کہ شمشیر من کار کرد یکے را دو کرد و دو را چار کرد	

اسلیے مین یہ تجویز کرتا ہون کہ ہم بلا توقف یک ساعت دیک لمحہ ترکی حدود کو چھوڑ دین اور فارس کی حدود مین اپنا مسکن جہان ضرور ہماری آؤ بھگت ہوگی اور ہم وہان محفوظ ہونگے اختیار کرین۔

ادکس آغا کا چچا۔ ادکس آغاز ہوقت ہر شخص بہت غور سے اس بوڑھے کی بات

سننے کے لیے ہمہ تن گوش ہو رہا تھا) تم میرے بھائی کے بیٹے ہو اور تم میرے بھی بچہ ہو تم قوم کرد کے افسر ہو۔ اور تم ہماری حفاظت اور اچھے موید ہو۔ اگر مین تمھین یہ نصیحت کرونگا کہ تم پاشا کو گھوڑی واپس دیدو تو تم مجھے نالائق بزدلی اور کم دخیال کروگے اگر فرض کرین کہ یہ گھوڑی اُسنے ہے بھی لی تو ہمارے ہان کمی ہی کیا ہوجائے گی مجھے ترکی گورنرونکا تجربہ ہوا ہی کہ انکو صرف بہانہ چاہیے اور جہان اُنکے ہاتھ کوئی بہانہ لگ گیا بس پھر وہ اُسکی زور سے تائید کرتے ہین اور اُسپر اُنکا عمل ہوتا ہی۔ اسلیے مین تمھاری رائے سے موافق ہون۔ اب ہم یہان نہین رہ سکتے۔ مجھے ایک زمانہ یہان گذر گیا۔ ان ہی پہاڑون پر مین نے اپنے گلے اور مویشی چرائے ہین اور بچپن سے مین یہ کرتا رہا ہون۔ مین نے آفتاب کو سامنے کے پہاڑون پر چڑھتا ہوا دیکھا ہی۔ اور دور کے میدانون مین غروب ہوتے وقت بھی اُسکی الوداعی خونی کرنون کو ملاحظہ کیا ہی۔ مین اس جگہ سے محبت رکھتا ہون اور زیادہ محبت کا یہ باعث ہی کہ ہمارے باپ دادا بھی یہین پیدا ہوے اور اُنھون نے یہین پرورش پائی۔ تاہم اب یہ کہا جائیگا کہ قوم کی بربادی کا سبب مین گنا جاؤنگا اسلیے مین فوراً روانگی کے لیے تیار ہون۔ روانگی مین توقف کرنا بیشک ایک خوفناک امر ہی دو ہی دن نہ گذرنے پائینگے کہ ہم پاشائی فوج کو سامنے سے نمودار دیکھین گے جو ہماری بربادی کیلیے آمادہ ہوگا اور ہمارا ستیاناس کردیگا۔ چلو اور جلدی چلو اے میرے بچو خدا ہر جگہ مہربان ہی۔ وہ وقت آتا ہی کہ تم اپنی پُرانی قیامگاہون کو چھوڑ دوگے اور جب تم صف بستہ ہوکر گرمیونکی چراگاہون سے جاڑون کی قیامگاہون تک اور جاڑونکی قیامگاہون سے گرمیونکی چراگاہون تک روانہ ہوگے اُسوقت ہمین کچھ خوف وخطر آکے نہ واقع ہوگا۔

اسکے بعد ایک بڈھا گویا کہ جسکو اس ملک کے حصص سے اور فارس کے اُس بڑے حصہ سے جو ہمارے ملک و فارس مین آکے واقع ہوا ہی بخوبی آگاہی تھی ادب سے یہ گذارش کرنے لگا۔ اگر ہمین جانا چاہیے تو ابھی روانہ ہوجانا چاہیے کیونکہ اگر ایک دن توقف کرینگے

توہمین پھر یہین ٹھہرنا پڑیگا۔ پہاڑون پر برف گلنی شروع ہوگئی ہی۔ مگر ایک ہفتہ کے بعد سخت سیلاب آئیگا کہ ہم ہرگز اپنی بھیڑون وغیرہ کو اُسکے عبور نہ کرسکینگے۔ اسکے علاوہ تین ہفتہ مین وہ دن آجائیگا کہ آفتاب برج حمل مین جاکے قیام کریگا اُسوقت انشاءاللہ ہماری بھیڑون کی بہتات زیادہ ہوگی۔ توہمین چاہیے کہ ابھی اِن ہی دنون مین اپنا سفر طے کرلین اور اُسوقت جاکے آرام کرین کہ جب بھیڑون کی بہتات ہونی شروع ہوجائیگی اب ہمین اس باتکو بھی طے کرلینا چاہیے کہ مُلک کے کون سے قطعہ مین ہم اپنا مسکن کرینگے اسلیے کہ فارسی پھرنے والی قومین اپنی چراگاہ کے استحقاق کے لیے ایسی جھگڑالو ہین کہ توبہ اور پھر بغیر کسی واجبی حکم گورنمنٹ کے جب ہم اُنکی چراگاہون مین دست اندازی کرینگے اور بیجا دخل دینگے تو اُسوقت ضرور ہمارے گوالیون اور اُنکے گوالیون سے باہم لپاڈگی ہوگی اور پھر اِس جھگڑے کا کیا نتیجہ ہوگا اسکا علم خدا کو ہی۔

میرا باپ۔ بلشک یہ گوالیا سچ کہتا ہی۔ اُسکی طرف مخاطب ہوکے بہت خوب کاربیگ کیا کہنے واقعی تمنے بہت ہی اچھی نصیحت کی بات کہی ہی تم واقعی اچھے ملازم ہو۔ شاباش پہلے اس سے کہ ہم فارس کے ملک مین جاکر قیام کرین یہ بہتر ہوگا کہ ہم مین سے ایک شخص کرمان شاہ چلا جاے اور وہان جاکے شہزادے سے ملک مین رہنے کی رخصت طلب کرے اور جب ایکدفعہ باشاتک ہماری پہونچ ہوجائیگی مین خود اس خدمت کو انجام دونگا۔ اور جو کچھ مناقشہ یا تنازع دوسری گردش کنان اور خانہ بدوش اقوام سے آگے واقع ہوگا سب کا پورے طور سے انسداد ہوجائیگا اور مین یہ سب بخت و پختہ کرکے تمھارے پاس واپس پھرونگا۔

تمام آدمی فوراً ہی روانہ ہونے کے لیے یکزبان ہوے میرے باپ نے حکم دیا کہ بھیڑین اور سارا گلّہ اکٹھا کیا جاے۔ ڈیرے سب اُکھیڑ لیے گئے اور بیل اسباب لیجانے کے لیے تیار ہوے۔ اونٹون پر بھی کجاوے رکھے گئے غرض ہرشے آدھی رات کی روانگی کیلیے

تیار ہوگئی۔ اس سبب سے کہ آفتاب نکلنے سے پہلے ہم ایک منزل طے کرلین۔ وہ گھوڑی
جسکے سبب سے یہ سارے کرتوت ہوے تھے اسپر میرا باپ خود سوار ہوا۔ اور اسکی خاص بیوی اونچے
کجاوے مین بیٹھے۔ جس اونٹ پر یہ سوار ہوئی تھی وہ قسم قسم کی زیبایشی چیزونسے مزین تھا
ایک پاکھر اسپر پڑی ہوئی تھی جسپر زرین بوٹون کا کام ہوا تھا ایک کپڑا کجاوے پر پڑا ہوا تھا
جسمین کثرت سے فیتے ٹکے ہوے تھے غرض پوری شوکت کا سامان تھا۔

جون ہی عورتون کو یہ خبر ہوئی کہ اب یہان سے کوچ ہوتا ہے ایک واویلا اور شور و غوغا مچنا
شروع ہوا۔ کیونکہ انکی نگاہ مین یہان سے کوچ کرنے کی برائی اسکی اصلیت سے بھی زیادہ معلوم
ہونے لگی۔ انکو یہ خیال ہوگیا تھا کہ شاید پاشائی فوج پہونچی ہی کہ تمام قوم کرد کو گرفتار کرلین
اور انکے بال بچون کو غلام بنا کر لیجائین۔ اور اگر میرا خیال کیا جاے تو میری یعنی زینب کی
مصیبت اور نئے نئے خیالات سے بڑھی کیونکہ مین نے اپنے باپ اور ترکی افسر کی باتین سُنی
تھین مین سوا اسکے اور کیا خیال کرسکتی تھی کہ مین پاشا کی بیوی بنائی جاؤن گی۔ میرا
وہ خواب وخیال جاتا رہا بجاے اسکے کہ امیرانہ پوشاکین۔ شاہانہ محلات سنہری محافونکی
نشست عیش وعشرت مین زندگی بسر کرنے کے خیالات کہ جنپر پہلے مین پھولی ہوئی تھی
اور مجھے ایک خوشی ہوئی تھی سب خیرباد ہوگئے اب تو صرف سواے شدید اور سخت محنتون کے
میرے آگے کچھ نہ معلوم ہوتا تھا۔ مثلاً جانورون کا لادنا۔ اسباب کا باندھنا دودھ کا دوہنا
مکھن کا بلونا۔ یہ سب چیزین مجھے برابر معلوم ہونے لگین۔

اسوقت ہمارا تمام کیمپ جا رہا تھا۔ اور جہان تک آنکھ کام کرتی تھی تمام پہاڑ
بھیڑون اونٹون بیلون سے پُر معلوم ہوتا تھا جنکو گوالیے اپنی اپنی قیامگاہون سے
برابر لیے چلے جاتے تھے۔ ڈیرے خیمون کے ٹکڑے ہوگئے تھے اور سب لاد دیے
گئے تھے۔ عورات جنھون نے کہ اس سفر کی محنت کا بہت بڑا حصہ لیا تھا اپنے باورچیخانہ
کے برتن وغیرہ لادنے مین زیادہ چالاک دکھائی دیتی تھین تمام چادرین اور دریان

سمیٹ لی گئی تھین اور اونٹ اُنسے لدے پھندے موجود تھے تمام آلے مکھن وغیرہ بنانے کے اکٹھے کر لیے اور خچرون - بیلون - اونٹون - پر کاٹھیان لاد دی گئین - مویشی سب آ پہونچے اونٹون کو گھٹنون کے بل بٹھایا - انپر کجاوے رکھے - ہر ایک خچر پانچ یا سات ڈوریون سے خوب کسا گیا اور اُنکی گردنون مین گھنٹیان ڈالین - بھیڑون اور بکرون نے لمحہ کے لمحہ اپنا کوچ کر دیا تھا - اور روانہ ہو گئے تھے - چارون طرف اُنکے محافظ کُتے انکے ساتھ تھے جنکے ہمراہ گوالیے بھی راستہ طے کر رہے تھے - ایک شخص انمین سے سب سے آگے چلتا تھا اور پھر سب اُسی کی پیروی کرتے تھے -

آدھی ہی رات کو تمام کیمپ نے زمین کو صاف کر دیا اور جب دن نکلا تو ہم بہت دور پہونچ چکے تھے اور ہماری قطار پہاڑون مین بہت دور کے فاصلے پر چلتی ہوئی نظر آتی تھی - ہمین اسکا خیال تھا اور ہم سب اسکا کھوج رکھتے تھے کہ ہمین کوئی ایسا شخص نہ ملے کہ جو ہماری نقل و حرکت کی خبر پاشا تک پہونچا دے - چند روز کے سفر کے بعد ہم حدود فارس مین پہونچے بہت ہی کم ہمین واقعات اور سانحات پیش آئے اور جسقدر کہ ہمین امید تھی اتنا یاوری بخت نے ہمنے کسی کو سد راہ نہ پایا - سفر مین میر اباب مع چند افسران قوم کے اپنے عقب کا زیادہ خیال رکھتا تھا کہ مبادا پاشا کے آدمی ہمارے آگے سد راہ ہون تو جہان تک ہمسے ممکن ہو ہم اسکا انصرام کرین - لیکن خوش قسمتی کی ہمپر عنایت تھی ہمنے سوا اپنے گردش گوالیون کے کسی کو بھی سفر کی راہ مین نہ دیکھا -

جب ہم ایک محفوظ مقام پر پہونچ گئے تو میر اباب سوار ہو کے کرمان شاہ کیطرف روانہ ہوا - جہان شاہ کجکلاہ کا بیٹا گورنری کرتا تھا کہ اُس سے جا کے اس امر کی اجازت لے کہ فارس کی حدود مین ہم مقیم ہون اور ایک چراگاہ اپنے گلہ کے لیے تجویز کر لین - ہم متفکر ہو کے اُس کی انتظاری مین رہے کہ اُسی وقت ہمپر دونون ترکون اور فارسیونکا حملہ ہوا - لیکن چونکہ دونون ملکون کی یہ پالسی ہی کہ خانہ بدوش اقوام کو اپنی حدود مین

پہونچا۔ اِسکے پاس پاشا کی ایک چھٹی تھی جسکا یہ مضمون تھا کہ اوکس آغا مع اپنی تمام بہیڑ بکریوں
ہماری حدود مین پہونچا یا جائے اور آسمین ہمارے فرار ہونے کی کل حالتین مرقوم تھین
میرے باپ کو چور گردانا گیا تھا اور اسپر یہ الزام قائم کیا تھا کہ اُسنے ایک بیش قیمت گھوڑی
چرا کی ہی اور اس گھوڑی کو پاشا کی ملک بتایا گیا تھا۔ وہ گھوڑی فوراً واپس ہونی چاہیے
اور اگر یہ امر نہ ہوگا تو حدود فارس کو تہ و بالا کر دیا جائیگا اور اُسکے معاوضہ مین فارسی ملک پر
قبضہ ہو جائیگا۔

یہ تمام باتین اور صورتین میرے باپ کو معلوم تھین۔ شہزادے کے پاس سے ایک
طلبی آکر پہونچی کہ وہ فوراً حاضر دربار ہو۔

جون ہی یہ خبر ہمین پہونچی ہم مین ایک گھبراہٹ پیدا ہو گئی اور ایک کھلبلی مچ گئی یہ
ایک صریحی امر تھا کہ پاشا گھوڑی لیے بغیر ہرگز باز نہ آئیگا اور کوئی دقیقہ اُسکے قبضہ
کرنے مین نہ اُٹھا رکھے گا۔ ہو وقت یہ خیال مین آسکتا تھا کہ ہم جیسی کمزور اور بیچاری
قوم کچھ جوڑ توڑ کرے اور فریب کر کرا کے کچھ رشوت کی صورت نکالے بھلا اتنے بڑے سردار کو
ہم رشوت ہی کیا دے سکتے تھے اور علاوہ اسکے یہ بھی تو ہی کہ ایسے خزانہ پر قبضہ رکھنا یہ بھی
تو فارسیون کی نگاہ مین بہت بڑا جرم ہی وہ قطعی گھوڑی کو اپنے قبضہ مین کرلین گے۔ اور
اس امر کی بالضرور کوشش کرینگے کہ اُسکو ہمسے بالجبر لے لین اگر یہ بھی فرض کرین کہ اسوقت
نہ سہی اور اوقات مین غرض چھوڑنے کے ہین نہین۔ یہ بات بھی جلد مشہور ہو گئی کہ
ہم مین کچھ یزیدی بھی ہین اور یزیدیون سے خصوصاً حضرت علی رض کے مذہب والے
سخت نفرت کرتے ہین۔ اب یہ خیال پھیلا کہ جون جون وقت قریب آتا جاتا ہی وہ واقعہ
آنکھون کے آگے پھر رہا ہی کہ ہم اب شکار ہونگے۔ اب اسکی کیا تدبیر کرین اور اس کیلئے
کیا بات سوچین۔

جب میرا باپ شہزادے کی طلبی پر روانہ ہونے لگا تو اُسنے پوشیدہ حکم دے دیا کہ گھوڑی کو

آنے کی تحریص و ترغیب دین اسلیے ہمین کسی قسم کی ایذا یا مضرت نہین پہونچی۔ کیونکہ جب فارس کا سردار ہمارے قریب پہونچا وہ ہمسے کچھ مزاحم نہ ہوا۔

آخر کار میرا باپ واپس پھر کے آیا اُسکے ساتھ شہزادے کی طرف سے ایک افسر بھی آیا تھا کہ جو دشت چراگاہ ہمارے لیے بتلائے کہ وہان ہم اپنے مویشی چرائین۔ ہمارے جاڑے کی قیام کے لیے تو پہاڑون کا سایہ دار گوشہ تجویز ہوا جسکے قریب کثرت سے پانی کا چشمہ موجود تھا اور ہمارے گرمی کے قیامی قطعات پاس ہی کے ملے ہوے پہاڑون مین جو وہان سے تین دنکے راستہ پر تھے قرار دیے گئے۔ یہ مقام ٹھنڈے تھے۔ جنکے چارونطرف کثرت سے پانی اور گھانس اُگی ہوئی تھی اور مقام بھی ترک کی حدود سے دور فاصلے پر آکے واقع ہوے تھے انسے بھی کسی قسم کی زحمت ہونے کی امید نہ تھی۔ کرمان شاہ مین میرے باپ کی بہت ہی شہرت تھی۔ جب اسکے آنے کی خبر یہان پہونچی ہی تو شہزادہ خوش ہوا۔ اور بڑی توجہ اور توقیر سے اُسکے ساتھ پیش آیا اور اُسے خلعت فاخرہ سے ممتاز کر کے رخصت کیا۔

اسکے وہان قیام گاہین قائم کرنے اور بسنے پر کچھ قول و قرار نہ ہوے بلکہ اس بات پر بہت بہت اقرار کیے گئے کہ ہم تمھاری حفاظت کرینگے۔ میرے باپ سے شہزادے نے یہانتک کہا کہ اگر پاشا تمیر اور تمھاری قوم پر یہ دعوی کرے کہ وہ ہماری گورنمنٹ کی ملک ہی اور میرے پاس اس امر کی درخواست بھیجے کہ مین تمھین اپنے ہان دخل نہ دون اور اپنی حفاظت مین نہ لون تو مین اُسکے باپ کو بھی جلا کر خاکستر کر دونگا۔ اور اُسکی ڈاڑھی کی خندہ زنی کرونگا۔ خدا کی دنیا کا منھ ہر شخص کے لیے کھلا ہوا ہی اگر ایک شخص کو ایک جگہ کچھ تکلیف ہو اور اُس سے وہان برے طور سے برتاؤ کیا جاے تو وہ اُس جگہ رہ سکتا ہی جہان اُسے کوئی مضرت نہ پہونچے اور کسی طرح کے چشم زخم حاصل ہونے کی اُمید نہ ہو۔ غرض ہم یہان بسے اور اپنے پہلے طریقہ اور حرفے کرنے لگے۔

شہزادہ کو جو امید تھی وہی ہوا کہ تھوڑی ہی مدت کے بعد پاشا بغداد کا ایک افسر کرمانشاہ

ذرا محفوظ مقام پر رکھنا کیونکہ مین وہان جا کے محض انکاری ہونگا - مگر جب وہ شہزادے
کے پاس سے واپس ہو کے آیا تو یہ سارا خیال اور اُس گھوڑی کو چھپانا بے ضرورت ثابت ہوا
جب میرا باپ وہان پہونچا ہی تو شہزادے نے بڑی عنایت اور نوازش سے باتین کین اور
میرے باپ کو یقین دلایا کہ کسی حالت مین بھی پاشا کی درخوہت کی تعمیل نہ ہوگی کہ میرا باپ
گھوڑی پر قبضہ رکھے اور جب تک وہ یہان رہے امن اور آرام سے زندگی بسر کرے -
شہزادے کے یہ لفظ تھے جو خاص اُسکی زبان سے نکلے تھے "وہ تم اب آرام کرو"
اوکس آغا جب تک کہ تم ہمارے سایۂ عاطفت مین ہو تم بیخوف تکیہ پر آرام سے
سر رکھ کے خواب راحت مین سرشار ہو پاشا نے تم پر اور تمھاری قوم پر جو دعوی کیا ہے
اُسکا مطلب یہ ہی کہ یہ ہماری گورنمنٹ کی ملک ہین - اچھا پھر کیا ہی - میرے باپ کے
محلات کے دروازے جو مرکز مخلوق اور شاہ شاہان ہی ہر شخص کے لیے کھُلے ہوے ہین
اور جون ہی کوئی پردیسی یہان داخل ہو اُسے یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ حفاظت مین آگیا -
تم ہماری پناہ اور حفاظت کے خواستگار ہوے کیا مسلمان نہین ہین کہ تمھاری حفاظت
کو ہم اپنے اوپر فرض نہ جانین اور اس سے انکار کرین - جاؤ اپنے ڈیرون مین جاؤ خوش
ہو ہم پاشا سے سمجھ لینگے -

جب یہ بات ہمنے سُنی تو ہمین بہت ہی خوشی حاصل ہوئی اور میرے باپ نے
صرف اِس عظیم الشان فتح کے حاصل ہونے پر تمام بزرگان قوم کی دعوت کی جہان
ہماری حال کی جاے قیام پورے طور سے متفرق ہوگئی تھی اور آیندہ کی تدابیر پر
توجہ مائل کی گئی تھی - ہر شخص اِس بات سے خوش تھا کہ وہان سے بھی اللہ نے ساتھ
خیر کے بھگایا اور پھر یہان بھی امن ملگیا مگر سب مین بوڑھا شخص یعنی میرے باپ کا
چچا .. متفکر اور متردد ہی معلوم ہوا اور اسکو اس امر سے اصلا خوشی حاصل نہ ہوئی -
کیونکہ اُسنے ایرانیون کا زمانہ بہت کچھ دیکھا تھا بچپن سے نادر شاہ کی نوکری کی تھی

اُسے شہزادے کی ان مہربان اور شفقت بھری لفظون پر ذرا بھروسہ نہین تھا اور وہ اُسکے وعدہ وعید کو ذرا بھی سچا نہین جانتا تھا۔ اُسنے اپنی تمام جماعت سے یہ مخاطب ہو کے کہا۔ تم فارسیون سے اصلا واقف نہین ہو۔ تمھارا انسے کبھی کوئی معاملہ آکے نہین پڑا۔ اسلیے تمکو چاہیے کہ انکی چکنی چپڑی باتون پر نہ جاؤ اور انکی اس تھپکی دینے پر ہرگز بیخوف وخطر اور امن کے ساتھ زندگی بسر نہ کرو۔ مین انمین مدتون رہا ہون اور مجھے انکے قول وقرار کی قدر وقیمت بخوبی معلوم ہے۔ ان کے ہتھیار ایسے نہین ہین کہ جیسے تمھین میدان جنگ مین دیکھنے کا موقع ہوا ہے۔ بجاے شمشیر اور نیزے کے وہ دغابازی فریب دہی۔ بدمعاشی اور کذب استعمال کرتے ہین۔ اگر تم کچھ بھی سرانجام کرنے کے لیے مستعد ہو تو اپنے کو پھندے مین پھنسا ہوا تصور کرلو۔ جب تم یہ خیال کرو کہ ہم پھولون کے بچھونون پر بیٹھے ہوے ہین۔ بس اپنے سر پر بربادی اور ویرانی تصور کرلو۔ دروغ گوئی یہ انکا بہت بڑا قومی عیب ہے۔

کیا تمنے اس بات پر خیال نہین کیا کہ وہ کوئی لفظ بغیر قسم کے زبان سے نکالتے ہی نہین۔ بھلا تم ہی خیال کرلو کہ جو شخص سچ بولے گا وہ قسم کیون کھانے لگا۔

	اعتبار وعدہ ہاے مردم ایران غلط ہان غلط آرے غلط امشب غلط فردا غلط	

ایک شخص تو قسم کھاتا ہے تمھاری روح کی اپنے سر کی۔ تمھارے بچون کی۔ پیغمبر کی اپنے رشتہ دارون کی اپنے باپ دادا دُن کی۔ دوسرا شخص قبلہ کی۔ بادشاہ کی اس کی ڈاڑھی کی قسم کھاتا ہے۔ تیسرا تمھاری جان کی۔ تمھارے نمک کی اور امام حسینؑ شہید کربلا کی شہادت کی سوگند کھاتا ہے۔ کیا انمین سے کسی بزرگ شے کا بھی اُنھین پاس ولحاظ رہتا ہے۔ نہین بلکہ وہ ہر وقت جانتے ہین

کہ جھوٹ بولتے ہین اور پھر اسپر بھی وہ قسمین کھائے چلے جاتے ہین ۔

اب ہماری ہی حالت اور ہمارے اس مقدمہ مین خیال کیا جاے کیا یہ تصور ہو سکتا ہی کہ ہم بے ایذا دیے ہوے رہا کر دیے گئے ۔ کہ ہم اسپر یعنی اس گھوڑی پر قبضہ رکھین جو ہنوز ہمارے سرون پر آفتون پر آفت لا رہی ہی ۔ یہ فارس والے گھوڑون کے معاملہ مین تو ترکون سے بھی زیادہ وحشی ہین ۔ انکی نظرون مین ایک عربی گھوڑی ہیرے اور جواہرات سے بھی زیادہ قیمت رکھتی ہی ۔ اگر ہر وقت شاہ کو یہ خبر ہو جاے کہ ہم عربی گھوڑی رکھتے ہین فوراً وہ اُسکے لینے کے لیے آدمی روانہ کریگا تو پھر بتاؤ کہ کیا صورت پیش آئیگی ۔ کیا ہم تمام دنیا کے مقابلے کے لیے دست بشمشیر ہو جائینگے ۔ نہین نہین اے میرے دوستو ۔ تم جو کچھ چاہو اپنا اچھا برا خوب سمجھ لو اور جو تم میری کہو تو مجھے تو تمھارا یہان رہنا غیر معین معلوم ہوتا ہی ۔ مین تمھین ایک عام طور سے نصیحت کرتا ہون کہ تم ایرانیون کے قول و قرار پر ہرگز بھروسہ نہ کرو اور دیکھو کہ وہ کون ہین اور کیا کرتے ہین ۔

غرض وہی دہشتناک موقع دیکھنا پڑا ۔ اور جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اب تم مجھے یہان دیکھتے ہو ۔

ایک صبح کو آفتاب کے نکلنے سے ایک گھنٹہ پہلے ہمنے کچھ غٹر پٹر دیکھی اور کتے کچھ سٹ پٹائے سے معلوم ہوے اور اُنھون نے بھونکنا اور دہشت سے غل مچانا شروع کیا چونکہ ہم اس بات کے عادی تھے اور ہمین یہ معلوم تھا کہ بھیڑیے اکثر ہمارے گلہ پر حملہ آور ہوتے ہین اسی باعث سے کتے غل مچاتے ہونگے تو ہمنے چندان خیال نہ کیا مگر آخر کار میرا باپ اور اُسکے بیٹے جاگے بندوقین ہاتھ مین لین اور باہر نکلے کہ دیکھین کیا آفت آتی ہی ۔ وہ بیس قدم بھی نہ چلے ہونگے کہ اُنھون نے ایک سوار دیکھا اور پھر دوسرا اور پھر تیسرا اور اسکے بعد بہت سے ۔ آخر کار یہ معلوم ہوا کہ

ان کے تمام ڈیرے خیمے گھر گئے میرے باپ نے اُسی وقت اپنا خوف سب مین ظاہر کر دیا فوراً
تمام کیمپ مین ایک تحریک پیدا ہو گئی۔ سوار میرے باپ پر لپکے اور انھون نے چاہا کہ
اُسکو گرفتار کر لین۔ لیکن اُسنے ایک کو گولی مار کر اپنے پیرون مین گرایا اور دوسرے کو
تلوار سے زخمی کیا۔ بندوق کی آواز اور غل غپاڑہ گویا کہ پورے حملہ کرنے کا نشان تھا انکا
اصلی مدعا صرف گھوڑی کا لینا تھا چنانچہ پہلے انھون نے عورتون کے ڈیرون پر حملہ کیا اور
اپنی متلاشی شئے کو قبضہ مین کر لیا۔

جب دن نکل آیا تو ہمنے دیکھا کہ ہمارے حملہ آور ایرانی تھے اور ہمین یہ بھی فوراً
معلوم ہو گیا کہ وہ شہزادے کے حکم سے حملہ آور ہوے تھے۔ میرے باپ نے بدقسمتی سے
انکے سردار کو قتل کر ڈالا بس یہی ہمارے قیدی بننے کا کافی سبب تھا۔ اب تم خود ہماری
اس وقت کی حالت کو خیال کر سکتے ہو وہ آفت اور مصیبت ہمپر آکے واقع ہوئی تھی جسکو
مین کبھی نہ بھولونگی اور جسکا خوفناک نظارہ ابتک میری آنکھون کے آگے گردش کر رہا ہے
ہمارے باپ کی ہماری آنکھون کے آگے توہین و فضیحت ہو رہی تھی اور ہمارا مال و اسباب
سب لُوٹ لیا گیا تھا۔

زینب مجھسے اب یہ کہنے کو تھی کہ مین مرزا احمق کی ملک کیونکر بنائی گئی کہ اتنے مین دروازہ
کے کھڑکھڑانے کی آواز سنائی دی۔ ہم دونون ایک بڑی دہشت مین اُٹھے میری معشوقہ نے
مجھے تو بالاخانہ کی چھت پر روانہ کیا اور آپ یہ دیکھنے گئی کہ کون آیا ہے۔ اُس آواز سے جو کواڑ
کھلواتی تھی زینب نے پہچان لیا کہ یہ ڈاکٹر کی آواز تھی اور اُسنے اپنی عقل و دانش مین اس امر کا
خیال کر کے کہ کھانا پکانے وغیرہ کی خاصی وجہ ہو جاے گی اور یہ کہنے کی جگہ ہو گی کہ ڈاکٹر کیلیے
تیار ہوا تھا وہ دروازے پر گئی اور دروازے کو کھول کر طبیب کو اندر آنے دیا۔ بالاخانہ کی چھت پر سے
مین ہر واقعہ کو بخوبی دیکھ سکتا تھا طبیب زینب کو تنہا دیکھتے ہی کھِل گئے۔ اسنے چند باتین
اُس سے الفت آمیز کین اور ہمین اصلاً غلطی نہین ہو سکتی کہ کس طرح وہ دل سے فریفتہ

معلوم ہوتا تھا۔

جب اسنے اپنی بیوی کی کھڑکی کی طرف دیکھا کہ کھانا تیار رکھا ہی اور ہر طرح سے سب چیزین موجود ہین۔ چند ہی باتین طبیب زنیب سے پوچھنے پایا تھا کہ اتنے مین خانم مع چند عورات کے اچانک نمودار ہو گئی مین اُسکی نگاہ اور ہوقت کے دیکھنے کو ہرگز نہ بھولونگا۔

خانم۔ سلام علیکم۔ (عزت سے) مین تمھاری عاجزہ ملازمہ ہون۔ مجھے امید ہی کہ دونون حضور عالیجاہ اور بیگم صاحبہ صحیح و سالم ہونگے۔ اور آپ دونون نے اپنا وقت خوب ہی پسندیدگی سے گذارا ہوگا۔ مجھے اس بات کا خوف ہی کہ مین بہت ہی جلدی پہونچی پھر اُسکے چہرے پر خون چڑھ گیا۔ اُس نے فوراً اپنا تمسخر تو ترک کر دیا اور اس ناخوش مجرم پر دانت پیسنے لگی۔ اور یہ کہا میرے کمرے مین کھانا ماشاءاللہ۔ ماشاءاللہ۔ معلوم ہو گیا کہ مین ایک کتے سے بھی کمتر ہون۔ میرے ہی مکان مین۔ میرے ہی غالیچہ پر اور میرے ہی چھپر کھٹ پر میری ہی لونڈی سے مزے اُڑائے جائین۔ لا الہ الا اللہ۔ مین سراسر حیرت زدہ ہون میری تو عزت خاک مین ملگئی کہ مجھے آسمان پر سے زمین پر گرادیا گیا۔ پھر خانم نے اپنے خاوند کی طرف مخاطب ہو کے یہ کہا۔

اے میرزا احمق میری طرف دیکھ اور میری روح کی قسم کھا کے مجھسے کہہ کہ کیا تو بھی اس قابل ہی کہ تیرا شمار آدمیون مین کیا جاے۔ تم طبیب بھی ہو۔ لقمان زمان بھی ہو۔ دانائے دوران بھی ہو بندر کا سا چہرہ بھی رکھتے ہو۔

	بندر کی یہ صورت ہی تو لنگور کی گردن	

اس لمبی نیچی ڈاڑھی سے۔ اس جھکی ہوئی کمر سے آپ کو عشق بازی سوجھی ہی تو بہ تجھے یہ خبر نہین۔

	چون پیر شدی حافظ از میکدہ بیرون شو رندی و خراباتی در عہد شباب اولے	

لعنت ہی تیری اس لنبی واڑھی پر۔ پھر خانم نے اپنی پانچون اُنگلیان اسکے چہرے کے آگے کر کے یہ کہا کہ مین اس صورت پر تھوکتی ہون بھلا میری جب کیا حقیقت رہی کہ جب تمنے میرے آگے ایک غیر مصفا لونڈی پسند کی۔ اب مین تمھارا کیا کرون کہ تمنے میرے ساتھ کیسا ناجایز برتاو کیا ہی جب تمھارے پاس کچھ بھی نہین تھا اور ایک کوڑی تمھارے پلہ مین نہ تھی اور تم سوائے دوائیون اور نسخون کے کچھ بھی نہین رکھتے تھے تو مین اُسوقت تمھارے پالے پڑی تھی اور مین نے تمھین ایک آدمی بنایا تھا اب تم بادشاہ کے دربار مین کھڑے ہوتے ہو آدمی تمھارے آگے اپنا سر جھکاتے ہین۔ تم کشمیری شال زیب تن کرتے ہو اب تم ایک معزز شخص ہو گئے ہو مگر پھر کیا کچھ بھی نہین۔ اب بتاؤ اسکے کیا معنی ہین۔ کچھ تو مُنھ سے پھوٹو۔

طبیب پر جون جون اسکی بیوی یہ سخت حملے کرتی جاتی تھی وہ ہزارون قسمون اور طرح طرح کی باتون سے اُسکو یقین دلوا رہا تھا کہ نہین خانم مین نے یہ جرم نہین کیا جسکا تمھین خیال ہی۔ مین بے گناہ ہون۔

ہر چند مرزا احمق نے قسمین کھائین اور خدا کو گواہ دیا لیکن پھر بھی اسکی بیوی کے غصہ کی وُہی حالت تھی بلکہ اور اُسکی قسمین آگ مین تیل کا کام کرتی جاتی تھین۔ اور وہ لمحہ بلمحہ اور بھی زیادہ مشتعل ہوتی تھی۔ جب خوب اپنے خاوند کو برا بھلا کہہ چکی اور جہان تک اُسکے غصہ نے گواہی دی کوئی دقیقہ مذلت و خواری کا نہ اٹھا رکھا تو پھر یکایک وہ زینب پر پلٹ پڑی اور پھر زینب غریب ہی کے دل کے پھپولے پھوڑے چونکہ غصہ مین دیوانی بن رہی تھی پھر مرزا احمق پر گر پڑی یہان تک کہ اُسکے منھ سے کف جاری ہو گیا۔ مگر غضب تو یہ ہوا کہ وہ صرف ان سخت اور مغضوب لفظون ہی پر قانع نہ ہوئی بلکہ اُسنے آگے بڑھ کے کمبخت زینب کی زلف کو جو اس حسین لڑکی کے کاندھون پر بل کھا رہی تھی آگے کھینچ کے جھٹکا مارا اور اسقدر زور اور بیرحمی سے گھسیٹا کہ وہ نہایت ہی دردناک آواز سے غل مچانے لگی پھر اس ظالمہ عورت نے اپنی اور لونڈیون کی مدد سے اسے ایک تالاب مین ڈالدیا اور وہان اُسپر وہ کوڑے بازی کی کہ وہ

ادھ موئی ہوگئی ۔ آہ اُسوقت میری کیا حالت ہوئی جسوقت کہ مین نے اپنی بیگناہ حسینہ کو سطرح سے کوفت ہوتے ہوئے دیکھا۔ بس یہ جی چاہا کہ اُڑکر جاؤن اور اُسے خلاصی دلوادون میرے تمام جسم مین ایک ایک رونگٹے سے شعلے مشتعل ہو رہے تھے اور تن بدن مین میرے آگ لگ رہی تھی ۔ مین ان ظالمہ اور ناترس عورتونکا خون پی سکتا تھا لیکن اسوقت مین کرہی کیا سکتا تھا ۔ اگر مین حرم مین بیٹھ جاتا تو موت گویا میری قسمت کی ہوچکی تھی کیونکہ وہ عورتین غالبًا مجھے کٹہرہ سے اس حرم مین گھیر لیتین مگر اسوقت زنیب کیلیے مین بہتر کام کیا کرسکتا تھا ۔ بیچاری زنیب پر وہ آفت برپا تھی کہ الامان جسطرح سے کہ اُسپر آفت اسوقت ٹوٹ رہی تھی وہ پہلے سے بھی زیادہ تھی کیونکہ خانم کو اس سے کچھ کم حسد نہ تھا ۔ مین کیا خاک جاتا اور کیا اُسے رہائی دلواتا اور دونونکی جانکے لینے کے دینے پڑجاتے ۔

	آہ آزان دم کہ بعد رفتن من خون زنیب بود بر گردن من	

غرض وہ مار تھمی اور اُسکو ادھموا کرنے کے بعد وہ طوفان بے تمیزی دفع ہوا مین بھی اپنی چھپی ہوئی اور پوشیدہ جگہ سے اپنے بالاخانہ کی چھت پر آیا اور مین وہان سے اُترکر شہر سے جنگل مین چلا گیا تاکہ جو کچھ مجھے کرنا ہو اور میرے لیے آیندہ زیبا ہو اُسکی پیروی کرون ۔ ڈاکٹر کی خدمت مین رہنا یہ تو محض بے سود تھا اور یہ امید کرنی کہ پھر زنیب کی صحبت سے لطف اُڑاؤنگا اور بھی حماقت تھی ۔ جب مجھے اُس بدقسمت لڑکی کا خیال آتا تھا تو میرا دل لہولہان ہوجاتا تھا کہ حیف کس بیرحمی اور سفاکی سے اُسپر ظلم شدید روا رکھا گیا ۔ کیونکہ جو کچھ بے اعتدالیان اور مظالم حرم مین ہوا کرتے ہین اُنکی کہانیان مین نے پورے طور سے گوش گزار کی تھین تو پھر یہ امر ظاہر ہی تھا کہ اس عفریت ناخداترس یعنی خانم کے دست قدرت مین جو کچھ ہوتا وہ بھلا اس سے کیون باز رہتی اور اُسپر کیون نہ عمل درآمد کرتی ۔

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

جلد اول تمام ہوئی

دوسری جلد

پہلا باب

مرزا احمق کا شاہ کو مہمان کرنا

مین چلتے چلتے یہ ارادہ کرتا جاتا تھا کہ اب طبیب کے گھر سے تو آزاد ہون اور طہران کو چھوڑ دون۔ صرف یہ مایوسانہ خیالات تھے کہ جب میرے دلبر اپنی قیام کی جگہ سے گذر رہے تھے لیکن زنیب کی محبت نے میرے اس ارادے کو مغلوب کر دیا اور اس تجویز کو کچھ عرصہ کیلیئے سر سبز نہ ہونے دیا۔ اور صرف اسکے دوبارہ دیکھنے کی امید پر مین نے اپنی وہی مصیبت ناک اور سختی کی حالت گوارا کی اور مرزا احمق ہی پر اپنی زندگی منحصر رکھی۔ مرزا احمق کو یہ شبہہ تو تھا ہی نہین کہ مین ہی اسکا رقیب ہون اور جو کچھ حرم مین کرتوت ہوئے اور طوفان بے تمیزی مچا اسکا سبب مین ہون۔ لیکن ہان اس امر سے تو وہ خبردار تھا کہ کسی نہ کسی کی حرم مین ضرور رسائی ہو گئی ہی اور اسلیے آیندہ کیلیے وہ دور اندیشانہ منصوبے باندھتا تھا۔ مجھے اسکا بہت ہی خیال تھا کہ خانم کے غصہ کے کیا کیا نتائج ہوے۔

مین روزانہ حرم سرا کے دروازے پر ٹکٹکی باندھ کے دیکھا کرتا تھا کہ شاید زنیب نکلتی ہوئی معلوم ہو اور اپنی بیگم کی ہمراہی مین کہین جاتی ہو کیونکہ وہ اسکی مصاحبت مین جایا کرتی تھی مگر محض بے فائدہ تھا۔ اس بیچاری کا وہان سان و گمان بھی نہ تھا۔ اب مجھے یہ خیال گذرا کہ شاید خانم نے اُسے قید کر کے رکھا ہی یا وہ حرم مین اپنے اُن دشمنونکی قربانی بنگئی جو پہلے ہی سے اُس سے جلتی تھین۔

صبر و شکیبائی کو تو مین اس خیال مین رخصت ہی کر چکا تھا اور بیتابیٔ قلب

وہ حد کے درجہ پر پہونچ گئی تھی۔ مین نے ایک دن دیکھا کہ نورجہان یعنی جشن لونڈی حرم سرا سے نکلی ہی اور باہر بازار کی طرف جاتی ہی۔ مین اُسکے پیچھے پیچھے چلا اور صرف اس بھروسہ پر اسکا تعاقب کیا کیونکہ مین یہ جانتا تھا اور زینب سے مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ میری حسینہ کے دوستون مین ہی۔ تو مین اُسکے پاس پہونچا اور یون گفتگو کرنی شروع کی

مین۔ سلام علیکم نورجہان۔ اسوقت صرف تنہا تم اتنی جلدی کہان جا رہی ہو۔

نورجہان۔ خدا کرے تمھاری نوازشات یون ہی ہمیشہ بنی رہین اور کبھی کم نہون اے آغا حاجی۔ مین اسوقت عطار کے پاس اپنی کردش لونڈی کے لیے نسخہ بندھوانے جاتی ہون۔

مین۔ کیا زینب کے لیے اسکو کیا ہوا۔ کیا وہ بیمار ہی۔

جشن لونڈی۔ آہ وہ غریب اور مظلوم لڑکی بیمار بھی ہی اور سخت مغموم بھی ہی۔ تم پارس کے لوگ بہت ہی خراب قوم ہو۔ ہم لوگ باوجودیکہ جبشی ہین اور غلام ہین لیکن پھر بھی تم لوگون سے رحیم ہین۔ تم لوگ ہمیشہ اپنی مہمان پروری اور غیر ملک والون کے ساتھ عنایت و نوازش کی توبہت دون کی لیتے ہو کہ ہم ایسے مہمان نواز ہین اور ایسے مسافر دوست ہین لیکن دیکھو کہ ایک غریب مظلومہ پردیسن کے ساتھ کیا کیا خدا کا غضب اُنکی جانون پر ٹوٹ جائے جانور سے بھی تو یہ غیر رحیمانہ برتاؤ نہین کرتے۔

مین۔ اے نورجہان خدا کے لیے مجھے یہ تو بتاؤ کہ اُنھون نے اُسکے ساتھ کیا برتاؤ کیا تمھین میری روح کی قسم سچ کہنا۔

نورجہان۔ صرف ہماری خانم کے حسد اور جلاپے نے اس بیچاری مظلومہ کو ایک تنگ و تاریک کوٹھری مین قید کر دیا۔ جہان اُسے یہ مقدور نہین تھا کہ وہ کچھ داویلا کرتی اس بیچاری پر اس چار چوٹ کی مار سے جو اسپر پڑی تھی اُسے سخت بخار چڑھ آیا۔ اور بخار کی بھی وہ شدت ہوئی کہ وہ لب گور ہو گئی۔ لیکن صرف اُٹھتی ہوئی جوانی اور

قوت نے خود بخود اُس بخار کو مغلوب کر دیا اور جب وہ اچھی طرح سے تندرست ہو گئی تو ذرا اُسکی خانم نے اُس پر رحم کیا ہی اور اسے اجازت دیدی کہ وہ سرمہ وغیرہ کا استعمال کرے جواب مین عطار سے اُسے لا کے دونگی۔ لیکن یہ ایک امر یقینی ہی کہ اگر یہ خبر نہ مشہور ہوتی کہ شاہ مرزا احمق کے مکان پر آئین گے تو اسپر ہرگز رحم نہ کھایا جاتا کیونکہ شاہ اس امر کا استحقاق رکھتا ہی کہ چاہے جس شخص کی حرم سرا مین چلا جاے اور اُسکی بیوی کو بے نقاب ملاحظہ کرے۔ خانم جو کہ اپنی نمایش کثرت غلامان اور لونڈیون سے جانتی ہی تو اس موقع کیلئے زنیب کو قید خانہ سے باہر نکالا ہی تا کہ وہ اُسکی خدمت مین حاضر باشی کرے مگر پھر بھی وہ چار دیواری سے کبھی اُکس نہین سکتی۔

اس خبر کے سُننے سے کہ وہ اچھی ہو گئی ہی مجھے گونہ تسکین ہوئی اب مین اس امر کی اُدھیڑ بن کرنے لگا کہ کون سا سلسلہ ایسا نکلے کہ جس سے پھر ایک بار زنیب سے ملاقات نصیب ہو۔ لیکن ایسی لا ینحل روک جو مین نے پہلے ہی خیال کی تھی کہ یہ سخت تکالیف اور مصیبتون کا اس مظلومہ کو صرف میرے ہی سبب سے سامنا کرنا پڑا تو مین نے مصلحت یہی جانی کہ مین اسوقت تو چپکا ہی ہو رہون اور شاعر کے اس قول پر عمل کرون "خواہشات نفسانی کی دری کو لپیٹ لو اور اُسکو ادھر اُدھر اپنی رغبت کیلئے نہ بچھاؤ"

اسی عرصہ مین شاہ کی روانگی کا وہ دن آگیا کہ جسمین ہمیشہ وہ موسم گرما مین سفر کیا کرتا ہی اور اپنے رواج و رسم کے موافق وہ بیچ کا وقت اُمرا سے ملنے ملانے مین صرف کرتا ہی۔ اور اسوقت وہ اپنے اور اپنی بیوی کیلیے اُمرا سے نذرانہ لیتا ہی۔

نور جہان نے مجھے یہ اطلاع دی تھی کہ شاہ مرزا احمق کے گھر پر آئیگا یہ بات صحیح نکلی۔ واقعی شاہ نے اُمرا مین سے مرزا احمق ہی کو اپنے ورود مسعود کا شرف بخشا۔ کیونکہ یہ مشہور تھا کہ یہ طبیب بہت دولتمند ہی اور شاہی شکاری جنگل کا مدت سے اسپر دینت تھا غرض طبیب کو اس امر کی اطلاع ملی کہ فلان روز ہمایون مین شاہ جلوہ افروز ہوکر اپنے قدم

میمنت لزدم سے تمھارا کاشانہ منوّر کرینگے - اور ایک بہت بڑا امتیاز نشان طبیب کے ساتھ یہ بھی برتا گیا تھا کہ اسکو اس امر کی بھی اطلاع دیدی تھی کہ شاہ کا یہ صرف ایک معمولی ورود ہوگا - لیکن طبیب کو فرض ہی کہ شاہ عالیجاہ کے ورود مسعود پر بہت کچھ فخر حاصل کرنے کا موقع لے - غرضکہ شاہ اپنا شام کا خاصہ وہین تناول فرمائینگے -

طبیب کی کچھ اس سے باچھین کھلین کہ شاہ نے مجھے اور امرا سے صرف اپنے قدوم میمنت لزدم سے فخر حاصل کرنے کا موقع بخشا - اور نصف وہ اس غم مین گھُلا چلا جاتا تھا کہ اسکی دعوت وغیرہ مین جو خرچ ہوگا اسکا کیا علاج - اس امر کا مرزا احمق کو خیال تھا غرض اسی پیچ وتاب مین وہ دعوت کی تیاری کرنے لگا - اول چیز جو مرزا احمق کے خیال مین آئی وہ پا انداز تھی اسنے سوچا کہ یہ کچھ قیمتی ہونی لازم ہی - کیونکہ اسی سے ملک مین اسکی شہرت ہوگی اور اسی پا انداز پر وہ شاہ سے کھڑے ہوکر باتین کریگا - ایک طرف سے تو اسکی خود پسندی اور خود بینی کی آگ بھڑک رہی تھی اور دوسری جانب سے حرص اور طمع کے شعلے مشتعل ہو رہے تھے - اب آپ یعنی مرزا احمق اس خیال مین تھے کہ اگر مین نے شاہ کے آنے پر بہت کچھ دولت صرف کردی تو پھر آیندہ کیلیے بھی مین ہی نشانہ بنونگا - اور جو مین نے ذرا تنگی سے اُٹھایا اور کم خرچ کیا تو مصیبت یہ ہوگی کہ میرے رقیب میری حقارت کرینگے - اور اُنکی تحقیر آمیز نظرین یون مجھے کھائے چلی جائینگی -

مرزا احمق نے مدت سے مجھ سے کسی کام مین مشورہ لینا چھوڑ دیا تھا اور مین صرف اسوقت نرا مفت خور تھا - لیکن وہ بات پھر یاد کرکے کہ صرف میرے ہی سبب سے اُسکو ڈاکٹر یورپ پر فتحمندی حاصل ہوئی تھی اُسنے مجھے پھر اپنے پاس بُلایا - تاکہ مجھسے ان پیچیدگیون مین مشورہ لے جو اُسکو تہ وبالا کر رہی ہین -

مرزا احمق - حاجی اس سخت مشکل بات مین کیا کرنا زیبا ہی مجھے اس امر کا ایما ہوا ہی

کہ شاہ مجھسے قیمتی پاانداز حاصل کرنے کی امید رکھتا ہی۔ اور یہی معاملہ وزیر خزانہ سے پیش آیا ہی جسکا ایسے مواقع پر شوکت وعظمت دکھانا گویا اصلی مدعا یہ ہو کہ تمام فارس مین اسکی شہرت ہو اور لوگ اُسے تعجب انگیز نظرون سے دیکھین اب یہ محض ناممکن ہی کہ مین اُسکا رقیب بن سکون۔ وہ اس بات پر زور دیتا ہی کہ مین بانات شاہراہ مین داخل ہونے کے موقع پر بچھاؤن کہ جہان شاہ گھوڑے پر سے اُتریگا۔ لیکن اُسپر بالکل سونے کے تارونکا کام ہو۔ اور پھر اُسکی یہ راے ہی کہ جتنی جگہ پر دربار ہو وہان کشمیری شال کا فرش ہو اور شال معمولی نہ ہون بلکہ بہت قیمتی ہون اور انپر جو مسند بچھائی جائے اُسکا تو کچھ ٹھکانا ہی نہین وہ تو بہت ہی زیادہ قیمت رکھتی ہو۔

یہ تو تم جانتے ہو کہ مین نمودیا شخص تو ہون نہین کہ خواہ مخواہ اپنی نمود دکھاؤن مین صرف ایک حکیم ہون۔ اور ایک عالم ہون۔ مین کچھ امیرانہ اظہار یا امیرانہ طریقہ نہین رکھتا۔ اور علاوہ برین یہ بھی صاف ہی کہ یہ وزیر خزانہ صرف یہ کہتا ہی کیونکہ اُسکے پاس اس قسم کے کپڑے ہین۔ زربفت۔ اور کمخواب کے تھان ہین۔ شال ہین۔ جنکا وہ انصرام کرسکتا ہی تو اب وہ یہ چاہتا ہی کہ میرے ہاتھون سے ان چیزون کو لے لے۔ نہین یہ محض ناممکن ہی کہ مین اس فضول مصرف کی تجویز کو سنون بھی۔ تو یہ بتاؤ کہ پھر کیا کیا جاے۔

مین نے یہ سُنکر جواب دیا۔ یہ صحیح ہو کہ آپ حکیم ہین لیکن پھر بھی آپ شاہی طبیب ہین آپ اسوقت ایک معزز عہدے پر ممتاز ہین۔ آپ کا فرض ہو کہ اپنی بیوی کی عزت اور خود اپنی توقیر کے لیے وہ کچھ کرین جو آپ کے شایان شان ہو شاہ اس بات سے ناراض ہوگا اگر آپ اُسکی خاطرداری مین کچھ کوتاہی کرینگے اور جس سے اُسکی وہ امید اور اعتماد جلبازہینگے جو وہ تمپر رکھتا ہی۔

مرزا احمق۔ یہ درست ہے اے میرے دوست حاجی اسمین شک نہین جو تو کہتا ہی وہی حق ہی۔ تاہم مین صرف ایک طبیب ہون اور یہ مجھے خیال نہین ہو سکتا کہ جسوقت مجھے

ضرورت ہو گی۔ شال۔ زربفت۔ وکمخواب کے تھان اور اور سامان مل سکین گے۔

مین۔ اچھا پھر آپ اور کیا کر سکتے ہین۔ آپ گل عباس سے توڑ پھوڑ کے پاٹ دینگے اور آپ شاہ عالیجاہ کی مسند کی جگہ گچ کاری کا کام کروائینگے۔

مرزا احمق۔ ہان یہ تو ہو سکتا ہی کہ ہم پھول راستہ مین بچھوا سکتے ہین اسلیے کہ وہ بہت ہی سستے ہین اور شاید ہم ایک بیل شاہ کے گھوڑے کے پیرونمین نثار کر سکتے ہین کیا یہ درست نہو گا۔

مین۔ اگر آپ اسطرح سے کام کرینگے تو خود شاہ بدگمان ہو گا اور تمھارے دشمن تمھاری طرف سے شاہ کو لگائے بجھائینگے اور یہ راے دینگے کہ اسکو ایسا ننگا کر دیا جاے کہ جیسا میرا ہاتھ ہی۔

شاید جسقدر کہ وزیر خزانہ کی راے ہی اتنا سرانجام کرنا تو کچھ ضرور نہو گا آپ چھینٹین تو شاہراہون مین بچھا سکتے ہین۔ مخمل کا فرش اس جگہ کیجیے جہان شاہ گھوڑے پر سے اترین کمخواب کا فرش دربار کے احاطہ مین ہو اور کمرے مین شال بچھا دیے جائین۔ یہ کچھ زیادہ خرچ بھی نہین ہو گا۔

مرزا احمق۔ یہ تو تم برا نہین کہتے۔ مین اسکا تو انتظام بخوبی کر سکتا ہون ہمارے ہان چھینٹ تو موجود ہی اور وہ صرف عورتونکے پائجامے بنوانے کے لیے خیال کی گئی تھی کل ہی مجھے میرے مریض نے ایک مخمل کا ٹکڑا دیا ہی۔ اور مین اپنی خلعت کمخواب خریدنے کیلیے بیچ سکتا ہون۔ اور میری بیوی کی ڈبیاتین شالین کمرے مین بچھنے کے لیے کافی ہونگی۔ غرض حضرت علی علیہ السلام کی عنایت سے یہ امر طے پا گیا۔

مین۔ افسوس۔ حرم مین بھی تو شاہ تشریف لیجائینگے آپ جانتے ہین کہ اس سے زیادہ خوش قسمتی کیا ہو گی کہ پادشاہ کا نظارہ ہو۔ اور آپکی عورات کو یہ زیبا ہی کہ وہ اچھے اچھے کپڑے پہنکے بادشاہ کی حضور مین حاضر ہون۔

مرزا احمق۔ او ہو اسکے لیے وہ دوسرے سے بھی مستعار مانگ سکتی ہین اور اُنھین
جس شے کی ضرورت ہو وہ اپنی سہیلیون ملانیون سے لے سکتی ہین۔ مثلاً۔ جواہرات۔
پائجامے۔ جاکٹین۔ شال۔ غرض جسقدر اُنھین حاجت ہو وہ یہ حاصل کر سکتی ہین۔
لیکن یہ امر کوئی بھی نہین ہو سکتا۔ جب اس انتظام کی بابت اُس سے مشورہ لیا گیا اور
کہا گیا کہ ہماری یہ راے ہو اُسنے اُس سے سخت مخالفت ظاہر کی۔ اُسنے اپنے خاوند کو بیدایشی
کمینہ کہا۔ ممسک بنایا نالائق۔ ناقابل کہا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ تو اس قابل ہی کہان تھا اور تیری
یہ عزت ہی کہان تھی کہ تیرے نکاح مین مجھ ایسی بیوی آتی۔ غرض اُسنے زور ڈالا کہ ایسے
موقع پر وہ عزت اور توقیر کا کام کیا جاے اور وہ شوکت و نمود دکھائی جاے جس سے ہم
تمام لوگون مین ممتاز نبین۔ یہ تو محض ہی بیکار تھا کہ اسکے خلاف راے زنی کیجاتی غرض
تیاریان اسی طرح سے ہوتی رہین کہ جو اس تجویز اور خیال سے بہت ہی دور تھین جو ڈاکٹر
نے سوچا تھا۔ ہر شخص اس خرچ اور اخراجات سے بہت ہی خوش تھا اور اسکی خوشی صرف
اس سبب سے تھی کہ اس ظالم طبیب نے دوسرون سے غیر رحیمانہ برتاؤ سے یہ روپیہ جمع
کیا تھا اچھا ہوا کہ اس طرح سے کھلے بھاؤ لُٹتا ہی۔ اسکا یہی علاج ہی۔

دوسرا باب

شاہ کے استقبال۔ نذر۔ اور گفتگو کا بیان

اس دن کی فجر کو جب یہ عظیم الشان واقعہ ظہور پذیر ہوگا اور یہ وہ دن ہی جسکو
نجومیون نے میمون اور مسعود بتایا تھا۔ مرزا احمق کے مکان مین تیاری کی آوازین
اور ذرا چل پکار گوش گذار ہونے لگین۔ شاہی ڈیرے خیمے استادہ کرنے والے اُس
دالان مین جہان شاہ آکے رونق افروز ہوگا نئے غالیچے بچھا رہے تھے اور مسند تکیے
بچھانے اور اُسپر شال ڈالنے کی تدبیر مین مصروف تھے۔ تمام احاطہ مین اُنھین نے
چھڑکاؤ کر دیا تھا۔ فوارے چلنے لگے تھے اور عمارت کے سامنے ایک مسہری کھڑی

کردی تھی۔ شاہی باغبان بھی حاضر ہو گئے تھے اُنھون نے تمام احاطہ کو پھولون سے پاٹ دیا تھا۔ پانی کی پوکھر کی سطح پر فوراً اس مقام پر جہان شاہ کجکلاہ نشست فرمائینگے غلاف وغیرہ چڑھا دیے گئے تھے۔ اور وہان اُنھون نے گلاب کے پھولونکی پتیان بڑی حکمت اور عقلمندی سے بچھائی تھین۔ سنگ مرمر کے حوض کے گرد نارنگی کی قطار لگائی گئی تھی جنکی تر وتازگی اور شادابی کیا ہی بھلی معلوم ہوتی تھی۔ اور ایک عام شکل مین بہت لطف پیدا کر رہی تھی۔

پھر باورچی بھی ایک گروہ کا گروہ اپنے پتیلے والون۔ کڑاہیان لیے ہوون۔ چانول ابالنے والون۔ غرض تمام آدمیون کی ہمراہی مین آدھمکے۔

یہ ہیر و بنگاہ دیکھ کے مرزا احمق کے اوسان باختہ ہو گئے۔ آپ گھبرا کے باورچیونکے افسر سے بولے۔ کیون بھئی اسکے کیا معنی۔ کیا تم یہ جانتے ہو کہ مین نے بادشاہ کی طرح سارے شہر کی دعوت کی ہی۔

اسنے جواب دیا کہ نہین تو۔ مگر شاید آپ کو سعدی کے یہ اشعار یاد نہین ہین جو آپ ایسا فرماتے ہین۔

اگر ز باغ رعیت ملک خورد سیبے	بر آورند غلامان او درخت از بیخ

پنجم	بہ نیم بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد زنند لشکریانش ہزار مرغ بہ سیخ

اُنھون نے فوراً ہی باورچیخانہ مین اپنا دخل کر لیا۔ باورچیخانے کا چوتھائی حصہ تو اُنکے کامون سے گھر گیا۔ اور لاجرم یہ بھی ایک ضروری امر تھا کہ کورٹ کے ضمن ہی مین چولھے بنائے جائین۔ جنہر دیگون مین چانول ابالے جائین کیونکہ اس قسم کی تقریبون کے موقعون پر چانولون کا ہونا ایک لابُد امر خیال کیا گیا ہی۔ علاوہ باورچیونکے حلوائی بھی ایک دالان مین اپنے کڑھاؤ مین مٹھائی تیار کر رہے تھے۔ جہان مٹھائی

شربت۔ برف۔ میوے وغیرہ بن رہے تھے۔ وہ اس سامان کے لیے اسقدر کثرت سے مصالحہ مانگتے تھے کہ جب مطلوبہ اشیا کی فہرست طبیب کے سامنے آتی تھی تو وہ مر مر جاتا تھا۔ یہ تو تھی ہی لیکن طبیب کی جان پر ایک اور آفت یہ نازل ہوئی کہ شاہ کا ایک بینڈ بجانے والون کا بھی گروہ آموجود ہوا۔ اس گروہ کے افسر لوتی باشی کے ساتھ بیس شخص تھے۔ انمین سے ہر شخص اپنے اپنے کاندھون پر طبل ڈالے ہوے تھا۔

شاہ کے نزول اجلال کا وقت مغرب کے بعد مقرر ہوا۔ اسوقت جب دن کی کچھ گرمی کم ہوئی اور طہرانیون کو شام کی خنکی سے کچھ فرحت حاصل ہونیلگی تو شاہ گجکلاہ محل سے سوار ہوکر طبیب کے مکان کی طرف روانہ ہوے۔

شاہراہین تمام صاف ہوگئی تھین اور اُنپر چھڑکاو کردیا گیا تھا۔ جب شاہی جلوس نزدیک پہونچا تو راستہ مین پھول بکھیرے گئے۔ مرزا احمق نے دوڑکے اپنے کو شاہی حضور مین اس اطلاع کے لیے حاضر کیا کہ سب سامان تیار ہی۔ مرزا احمق اس جلو مین شاہ کی رکاب کے پاس پاس چل رہا تھا نقیبون سے جلوس بھی معلوم ہوتا تھا۔ یہ نقابت کی ممتاز لکڑیان ہاتھ مین لیے ہوے اور اپنے سرون پر کلغی وغیرہ لگاے ہوے شاہ کے پہونچنے کی خبر دیتے تھے اور سڑکون پر سے ہر شخص کو علیحدہ کرتے جاتے تھے۔ مکانون کی چھتون پر عورتین سفید نقابین ڈالے ہوے بیٹھی ہوئی تھین اور امیرون کے گھرون مین سے عورتین قناتون اور چقون کی آڑ مین ہوکے یہ تمام جلوس شاہی دیکھ رہی تھین۔ یہ قناتین اُنکے بالاخانے کے صحنون مین ایستادہ تھین۔ نقیبون کے بعد ایک گروہ ڈیرے کھڑے کرنے والون اور فراشون کا بڑی بڑی لکڑیان ہاتھ مین لیے ہوے راہ مین مخل ہونے والون کو ہٹاتا جاتا تھا۔ اس کے بعد عمدہ عمدہ پوشاکین پہنے ہوے اصطبل کے افسر آئے۔ اُنکے کاندھون پر کارچوبی زین اور پاکھرین پڑی ہوئی تھین۔ انکے پیچھے شاہ کے سونے کے حقے لیے ہوے زرق برق ملازم نکلے۔ پھر شاہ کی قبا۔ اور شاہ

کی افیون کا بکس ہاتھون مین لیے ہوے اور ملازم خاصہ ظاہر ہوے - اور اُنکے بعد گھر بلو خاص ملازمین کا ایک دستہ آیا - یہ گویا ایک صرف نج کے طور پر جلوس تھا رشاہ بجکلاہ کے ساتھ اُسوقت کوتل گھوڑے نہین تھے جو ہمیشہ اُنکی عظیم الشان عظمت اور نمائش کا باعث ہوتے ہین -

اس جاہ وحشم کے بعد ایک غول دوڑتے ہوے پیدلون کا نکلا جو من موجی پوشاکین زیب تن کیے ہوے تھا - بعض پیدلونکے سیاہ مخملی کوٹون پر سونے کے سکّے ہار بنائے ہوے تھے - اور بعض پیدلونکی کمخواب اور زربفت کی پوشاکین تھین بعض ریشم کے کپڑون سے آراستہ تھے - انکے بعد خود شاہ بڑی شوکت سے اسپ تیز گام پر روان تھے جنکے ارد گرد بڑے بڑے افسر پیدل دوڑ رہے تھے اور ایک شخص معزز عہدے کا ہاتھ مین کوڑا لیے ہوے زین پکڑے ہوے جارہا تھا - شاہ ایک نزاکت رفتار گھوڑے پر سوار تھے اُس گھوڑے پر ساز و سامان سب بہت ہی بیش قیمت تھا - مگر شاہ کی خود پوشاک صاف تھی صرف اسکی قیمتی شالون اور جواہرات سے جو اُسمین ٹکے ہوے تھے اور لوگون کے کپڑون سے ممتاز تھی پادشاہ کے بعد پچاس قدم کے فاصلے پر تین آپکے صاحبزادے تھے انکے بعد اُمرا - وزرا پھر وزیر تقریبات - انکے پیچھے افسر سواران - پھر درباری شاعر - یون ہی اور بہت سے شاہی خاص ملازم مع اپنے ملازمین کے ہمراہ رکاب تھے - جب یہ سب لوگ جمع ہو گئے تو صرف پانچسو آدمی شمار ہوے تھے جو مرزا احمق کے ہان دعوت کھانے آئے تھے دروازہ پر شاہ عالیجاہ گھوڑے پر سے اُترے اسلیے کہ وہ راہ ایسی تنگ تھی کہ وہان سے وہ سوار ہو کے نکل نہین سکتے تھے - یہان سے شاہ مع اپنے تمام اُمرا وزرا کے جو اُنکو چارون طرف سے گھیرے ہوے تھے اُس مقام پر پہونچے جو اُنکی نشست کے لیے بہت شان و شوکت سے آراستہ کیا گیا تھا - سوائے شاہزادون کے سب دست بستہ پادشاہ کے آگے کھڑے ہوے تھے اور مرزا احمق بھی اپنا خدمتگاری کا فرض ادا کر رہا تھا -

جب شاہ اپنی نشست کی جگہ رونق افروز ہوے تو تھوڑی دیر کے بعد افسر یا وزیر تقریبات ہمراہی خواجہ سرا بر ہنہ پا حوض کے قریب نمودار ہوا۔ موخرالذکر یعنی خواجہ سرا کے ہاتھ مین سینے سے لگا ہوا ایک چاندی کا طباق جسمین سونے کے سکّے کے تمن پھیلے ہوے تھے موجود تھا۔ اِسکے بعد وزیر تقریبات نے باآواز بلند یہ کہا۔

"مرجع خلائق ظل اللہ شاہ عالیجاہ کا نہایت ہی کمینہ خادم حضور لامع النور کی خدمت مین کچھ نذر گذرانتا ہی۔ یعنی مرزا احمق افسر الاطبا نے اس امر کی جرأت کی ہی۔ کہ شاہ عالیجاہ کے قدمونکی خاک پر سو اشرفیان نثار کرے" شاہ نے اِسکا یہ جواب دیا۔

"مبارک ہوا ے مرزا احمق الحمدللہ تم ایک اچھے اور لائق خادم ہو۔ شاہ اپنی خاص التفات خسروانہ مین سے تھین حصہ دیتا ہی۔ جاؤ اور خدا کی حمد کرو کہ شاہ تمھارے مکان پر جلوہ افروز ہوا ہی اور تمھاری نذر کو قبول کرتا ہی"

یہ سنکر ڈاکٹر یعنی طبیب نے گھٹنون کے بھل کھڑے ہو کے زمین خدمت چومی۔ پھر شاہ نے اپنے اُمراے عظام کی طرف مخاطب ہو کے یہ فرمایا۔

"شاہ کے سر کی قسم مرزا احمق بہت ہی اچھا شخص ہی فارس مین اسکا مثل کوئی نہین"

	در صفحۂ تصویر حلال است مثالش در پردۂ ایران محال است نظیرش	

لقمان کی بھی بھلا اسکے آگے کیا ہستی ہی لقمان اسکے آگے کا طفل دبستان ہی گیلن سے بھی فاضل اجل ہی۔ یہ سُنکر سب اُمرا ایک زبان ہو کر بولے جو کچھ حضور نے فرمایا وہ درست ہے لقمان یا گیلن کی بھی مرزا احمق کے آگے کیا حقیقت ہے وہ چیز ہی کیا ہی۔ یہ بھی شاہ شاہان کی نیک اختری کا سبب ہے آج تک نہ تو ایسا کوئی شاہ فارس نظر آیا اور نہ ایسا طبیب ایسے کسی شاہ کا دیکھنے مین آیا۔ لوگ یورپ اور ہند کے اطبا کی مدح سرائی کرتے ہین بھلا ہمین کوئی بتلائے تو سہی کہ جو اطباے فارس کو علم ہے وہ کسی نے خواب مین بھی دیکھا ہی۔ جب تک کہ شاہ کے

جاہ وجلال سے فارس منور ہی کون دعوی کرسکتا ہی کہ یہان کی بزرگی اور عظمت شان و شوکت کہین اور بھی ہوگی۔

شاہ۔ یہ درست ہی فارس ملک ہی ایسا ہی کہ ابتدائے پیدائش عالم سے اسدن تک اُسکے باشندے فہم و فراست اور اپنی عقل و کیاست مین سب سے سبقت رکھتے ہین اور مشہور عالم ہین اور فارس کے حکمرانون کا جلال اور اُنکی مُدبری نے ایک عالم کی نگاہو نمین چکاچوندکی ہی۔ کیومرس سے لے کر جو دنیا کا اول بادشاہ ہوا ہی مجھ تک جو حال کا شہنشاہ ہون فہرست شاہان فارس کیسی مکمل اور کیسی باجاہ وجلال ہی۔ ہندوستان کے بھی شہنشاہ تھے۔ عرب مین بھی خلیفہ ہوے ہین۔ ترکی مین بھی سلطان ہوے ہین۔ تاتار مین خان۔ چین مین قاآن اور اسیطرح سے فرانسیسی۔ خداوند تعالے بخوبی جانتا ہی کہ میری سلطنت مین آتے ہین اور خرید و فروخت کرتے ہین۔ اور میرے لیے تحفے تحائف لاتے ہین۔ یہ غریب کافر جنکے ہان شاہ ہونگی گویا پارسل ہی اور جنکے ممالک ابتک ہمنے سُنے بھی نہین۔

ایک درباری۔ درست حضور درست سوائے انگریز اور قوم فرانس کے جو سب پہلوون سے خیر تاہم غنیمت ہین مگر اور اقوام تو کچھ بھی نہین ہین۔ مسکوڈلس کو ملاحظہ کیجیے جو یورپ مین نہین ہین یورپ کے کتون سے بھی تو کم ہین۔

شاہ۔ ہاہاہا۔ تم سچ کہتے ہو۔ (ذرا مسکرا کے) وہ خورشید کلاہ بھی تو رکھتے تھے۔ جو اُنھین کا مقولہ ہی۔ یہ خورشید کلاہ ایک عورت کے زیب سر ہوا کرتی تھی اور وہ عورت ایک عجیب شخصیت رکھتی تھی۔ یہ بہت سچ ہی اور اسکو ہم بخوبی جانتے ہین۔ پناہ بخدا کہ جب عورت کسی کام مین دخل دیتی ہی تو پھر اسوقت اللہ یاد آتا ہی۔ لیکن اُس عورت کے بعد مسکوڈلس کا یال حکمران ہوا جو بالکل ایک دیوانہ شخص تھا۔ جسکے دیوانہ پن کی مثال مین تمھین دیتا ہون اُسنے ہندپر قزلباشون کے عہد حکومت مین فوج کشی کی تھی۔ روسیونکو دیکھو سر پر جھجے دار ٹوپی۔ (ہیٹ) رکھ کے اور ایک ڈبل مضبوط کوٹ پہنکر اور سخت کرخت

پاجامہ زیب پاکر کے اور اپنی داڑھی کا صفایا بول کر اپنے کو یورو مین کہتے ہین۔ اگر یہ بات ہی تو تم بھی اپنے بازودن پر لبڑکے پر باندھ لو اور اپنے کو فرشتہ کہنے لگو۔

امیر عظام۔ کیا خوب کیا خوب۔ شہنشاہ اسوقت تو بالکل فرشتون کی سی باتین فرمارہے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے یورپ کا شاہ زبان سے کچھ الفاظ کہتا ہی۔ یہ سُنکر جسقدر لوگ کھڑے ہوے تھے، سب نے ہان ہان ملے جلے کہا۔

ایک بولا۔ خدا اعلیحضرت کو ہزار دن برس زندہ وسلامت رکھے۔

شاہ شاہان جیسے ہزار برس
ہر برس کے ہون دن پچاس ہزار

دوسرا بولا۔ خدا حضور پرنور کا کبھی سایہ کم نہ کرے۔

شاہ۔ ہان یورپ کی عورتون کی تو عجیب وغریب سرگذشت سُنی ہی۔ اول ہی تو یہ بات ہے کہ اُنکے گھر دنمین اندرون ہی نہین ہوتا۔ مرد و عورتین سب ساتھ ساتھ رہتی ہین۔ عورتین اپنے مُنھ پر کبھی نقاب نہین ڈالتین اُنکے چہرے بالکل کُھلے ہوے ہوتے ہین جسکا جی چاہے وہ نظارہ بازی کرلے وہ بالکل ہماری خانہ بدوش عورات کی مثال ہین۔ اے مرزا احمق تم مجھے بتاؤ کہ خدا کی اسمین کیا حکمت ہی۔ کیونکہ تم ایک طبیب بھی ہو اور ایک فلسفی بھی ہو یہ معاملہ ہی کیا ہی۔ کیا دنیا کے پردے پر صرف مسلمان ہی ہین جو صرف اپنی بیویون پر منحصر ہین اور اُنھین اپنا مطیع رکھتے ہین۔ پھر شاہ نے ذرا طنزیہ مُسکرا کے کہا کہ تم ہی لوگ ہو کہ خداوند تعالی نے تمھین یہ نعمت غیر مترقبہ عنایت کی ہی کہ تمھاری بیویان تمھاری فرمانبردار اور جان نثار ہوتی ہین۔

مرزا احمق۔ حضور سے جان کی امان پاکر عرض کرتا ہون۔ خداوند تعالی نے مجھے ہر چیز عنایت فرمائی ہی جس سے میری زندگی خوشی کی حالت مین گذرتی ہی۔ مین میری بیوی اور میرا تمام کنبہ سب حضور کے لونڈی غلام ہین اور جو کچھ میرے پاس ہی وہ سب

حضور ہی کا ہے۔ اگر آپ کے غلام مین کچھ جوہر قابلیت ہے تو وہ بھی آپ ہی کے صدقہ سے ہے۔ یہ بناہ عالم سے صادر ہوتا ہے اور جو کچھ کہ مجھ عاجز مین کمی اور قصور تھا وہ سب نیکیون سے بدل گیا اور یہ امر صرف اسوجہ سے ہے کہ حضور کے سایۂ عاطفت مین پرورش ہوتی ہے نا۔ لیکن بھلا وہ چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا" یا۔

	ظرف نظارۂ خورشید ندارد احمق شبنم تشنہ کجا چشمۂ خورشید کجا	

اور کہین یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک مینار کوہ الوند کے آگے بڑا کھلایا جا سکے۔ حضور عالیجاہ شاہ شاہان نے عورتون کی نسبت جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کمینہ اور غلام کی فہم ناقص مین یہ آتا ہے۔

کہ یورپ مین اور جانورون مین کچھ اتحاد و محبت معلوم ہوتی ہے اور جنکا درجہ مسلمانون سے بہت ہی کم ہے۔ جانورون مین نر اور مادہ سب گڈ بڈ ہو کے غول کے غول ساتھ ساتھ پھرتے ہین یون ہی یورپ مین پھرتے ہین۔ جانورون مین مادہ اپنے چہرون کو نہین چھپاتین یون ہی یورپ کی عورات بھی اپنے چہرون پر نقاب نہین ڈالتین۔ یہ جانور نہ تو غسل کرتے ہین اور نہ پنج وقتہ نماز پڑھتے ہین اسی طرح یورپ مین بھی انھین کی مد مین ہین۔ جانورونکی مادین اپنے نرون کے ساتھ مل جل کر رہتی ہین یہی یورپ کا حال ہے۔ بجائے اسکے کہ غیر مصفا جانورون کا استیصال کیا جائے جیسا کہ ہم کرتے ہین۔ لیکن مین نے سنا ہے کہ یورپ کے ہر گھر مین کتا پلا ہوا ہوتا ہے۔ اگر یورپ کی عورتون کو خیال کیا جائے تو وہ کتیون کی مثال ہین جس کتے نے اپنی مادہ کو سڑکون شاہراہون پر پھرتے دیکھا اور اپنا کام کیا۔ بیویان ان غیر مصفا ملکون مین اس لفظ کے مانند ہین جو بے معنی ہو اسلیے ہر شخص کی جورو ہر شخص کی ملک ہے۔

شاہ ۔ تمنے کیا خوب کہا ہے۔ بیشک ہمارے سوا سب جانور ہین۔ ہمارے پاک اور

مقدس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب فرمایا ہی کہ کافر ہمیشہ دوزخ مین کباب ہونگے اور اسوقت ہم مومن روز قیامت پر ایمان رکھنے والے جنت کی سیر کرتے ہوے ہونگے۔ اور حوروں سے لطف اُڑائینگے۔ لیکن اے طبیب ہمنے یہ سُنا ہی کہ تمھاری بہشت زمین ہی سے شروع ہو جاتی ہی اور تمھارے پاس تمھاری حورین اب بھی موجود ہین۔ آہ۔ یہ بات کیونکر ہی۔

مرزا احمق۔ فراشی سلام کرکے بہت کچھ حضور کے جاہ وجلال اور نوازش سے عنایت ہوا ہی وہ ایک بہت ہی خوش نصیب ساعت ہوگی اور مین اپنا سر آسمان پر پہونچا ہوا سمجھونگا اگر حضور اپنے قدوم میمنت لزوم سے میری حرم سرا مین چلکر مجھے شرف بخشینگے۔

شاہ۔ ہان ہم اپنی آنکھون سے ملاحظہ فرمائینگے کیونکہ شاہ کا ایک نظارہ بھی بہت بڑی خوش قسمتی کا باعث ہی۔ جاؤ اور اپنی حرم مین اس امر کی اطلاع کرو کہ شاہ تشریف لاتے ہین اور دیکھو اگر تمھاری حرم سرا مین کوئی عورت مریض ہو۔ یا کوئی عورت ایسی ہو جسکی خواہشات نفسانی پوری نہ ہوئی ہون یا کوئی وہ نیزہ لڑکی ہو جسکو عاشق کی تلاش ہو۔ یا کوئی ایسی عورت ہو جو اپنے خاوند سے آزاد ہونا چاہتی ہو وہ ہمارے آگے آئے اور ہم پر نظر ڈالے کیونکہ ہمکو دیکھنا بس نصیبہ کا کھلنا ہی۔

اسپر شاعر نے جو ابتک چپکا کھڑا ہوا تھا شاہ کی شان مین یہ فی البدیہہ اشعار کہے۔ جو کچھ شاہ نے حکم دیا ہی یہ ایک زاید ثبوت شاہ کی فیاضی اور التفات خسروانہ کا ہی"۔ اسکے بعد نہایت عمدہ اور نفیس اشعار مین یہ کہا۔

"جیسا کہ آسمان کو ایک ہی آفتاب حاصل ہوا ہی اسیطرح سے زمین عراق بھی ایک ہی شاہ سے مشرف ہوئی ہی۔

زندگی۔ روشنی۔ شادمانی۔ اور خوشحالی ہر وقت حاضر خدمت رہتی ہین طبابت گو کہ اپنی دوائیون پر فخر ہی لیکن بھلا کونسی دوائی شاہ کی نظر ونگہ نکی ہمسر گردش اور نظارے سے کے

قریب قریب ہی۔
بھلا مومیائی۔ سنبل الطیب کی کیا اصل ہی جو ہمارے شاہ کی ایک گردش نگاہ کی برابری کر سکے۔

او مرزا احمق رسب سے زیادہ خوش اور نیک نصیب طبیب اسوقت واقعی تمھاری ان محدود دیوارون مین ہر مرض کا تریاق موجود ہی اور ہر بیماری کی ایک حکمی دوا جلوہ فرا ہی۔

گیلن کو لپیٹ رکھیے۔ بقراط کو جلا دو۔ ابو علی ابن سینا کو بالاے طاق رکھو سیب کا قبلہ عالم تو یہین موجود ہی۔

بھلا جب صرف ایک نگاہ سے ازالۂ مرض ہوتا ہی تو پھر کوئی دوا درمن کو کیلیے کیا لگا
ای مرزا احمق سب سے زیادہ خوش اور سب سے زیادہ اور بہتر طبیب۔

جسوقت کہ شاعر یہ پڑھ رہا تھا ہر شخص ایک عالم سکوت مین بہت توجہ سے گوش برآواز تھا جب شاعر صاحب اپنی راگنی گا چکے تو شاہ نے یہ فرمایا۔

"آفرین تم بیشک ایک شاعر ہو اور اپنے زمانے کے بہت ہی لائق ہو۔ بھلا جب تمھارے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھا جاتا ہی تو فردوسی بھی کوئی چیز نہین تھا۔ محمود غزنوی کیا خاک تھا (امراے عظام کیطرف مخاطب ہو کے) جاؤ اور اسکے منھ پر بوسے دو اور اسکے منھ کو نبات و قند سے بھر دو۔ ایسے منھ مین تو ہر شے خوشی کی زیادہ ہونی چاہیے بھلا وہ منھ جسمین سے یہ اشعار نکلے ہین۔

یہ سنتے ہی اُمرا لمبی لمبی اور گھنی داڑھیان لے کے شاعر پر پل پڑے اور لطف یہ کہ شاعر صاحب کیا ریش انٹیلیون سے کم تھے اسکے پاس پہونچتے ہی بوسے بازیان شروع کین اور بڑی دیر تک داڑھیان لڑتی رہین پھر اسکا منھ سب نے مصری کی ڈلیون سے بھرا دونون کلے پھول گئے تھے۔ اب بیچارے کا دم بھی رُک گیا۔ یہ اظہار خوشی اور شادمانی کیا ہوا

کہ شاعر کے لیے موت کا سامنا ہو گیا۔
جب چار دنطرف سے بندر کی طرح سے کلے بھر گئے تو اب اُسنے جلدی جلدی اور زور سے چبانا
شروع کیا۔ جلدی مین کہین کچر سے دانتو نمین اسکا ہونٹ بھی آگیا اس صدمہ سے بیچارے کی
آنکھونسے آنسو نکل آئے۔ پھر شاہ نے حضار مجلس اور اُمراکو رخصت کیا اور اب شاہی کھانے کی تیاری ہونے لگی

تیسرا باب

بیان ضیافت

جس شہ نشین یا دالان مین شاہ نے بیٹھ کے کھانا تناول کیا تھا وہان صرف وہی
متعدد شخص تھے جو ایسے موقع پر حاضر ہو سکتے ہین۔ تین شہزادے یعنی شاہ کے صاحبزادے
جو اُنکے ہمراہ تھے اور جو کونے پر اپنی پیٹھین دیوارون کی طرف پھیرے ہوے کھڑے تھے
اُنکے لباس تقریبی تھے ایک پہلو مین تلوارین لٹکی ہوئی تھین۔ ایک کشمیری شال جسپر
سنہری کام ہو رہا تھا خدمتگارون نے غالیچہ پر بچھا دیا تھا یہ گویا دسترخوان تھا۔ پھر
سونے کی سلفچیان اور آفتابے شاہ کے ہاتھ دُھلانے کے لیے آئے اسکے بعد خوانچون
مین کھانا آنا شروع ہوا۔ مگر اس امر کا بہت خیال تھا کہ کہین زہر وغیرہ نہ ملا ہو۔ کھانے پر
شاہی بکاول کی مُہر لگی ہوئی تھی جو اُسنے باورچیخانہ سے لگا کر بھیجی تھی اور پھر شاہ ہی کے
آگے وہ مہر کھولی گئی۔ اب یہان تمام قسمونکے کھانون کے عقدے کھلے۔ کئی قسمون کے
چانول پکے ہوے تھے۔ اول تو چلاؤ جسکی صورت بالکل سفید برف کی سی تھی دوم پلاؤ
جسمین بھیڑ بھی بریان تھی ایک اور دوسری قسم کا پلاؤ تھا جو ایک ندکا پکا ہوا تھا چوتھی قسم کے پلاؤ مین زعفرانی
رنگ دیا ہوا تھا اور جسمین خشک میوے کے دانے بھی ملے ہوے تھے۔ پانچوین قسم کا نارنجی پلاؤ تھا جو شاہ کے سامنے
رکابیونمین رکھا ہوا تھا اور جسکا رنگ بالکل نارنگی کے رنگ سے مشابہ تھا جسمین بادام۔
کشمش۔ پستہ۔ شکر۔ غرض اسی طرح کے قسم قسم کے میوے پڑے ہوے تھے۔ سلمن۔ (ایک
قسم کی مچھلی) ہیرنگ (مچھلی) جو کاسین مین ہوتی ہین رکابیونمین رکھی ہوئی تھین

اور ٹرادٹ (مچھلی کی قسم) دریاے زنگی کے بھی کباب شدہ مزے دے رہی تھی چینی کے پیالون اور رکابیون مین یہ یہ چیزین رکھی ہوئی تھین ۔ قورما ۔ کوفتے جو ایک پرند کے پکتے ہوے تھے ۔ نیم بخت گوشت میٹھے چاول ۔ دو پیازہ ۔ دم بخت بلاؤ جسمین بھیڑ کی ہڈیون کا گودا دیا گیا تھا ۔ اور اسمین کچھ کچھ گوشت بھی پڑا ہوا تھا اور یہ چاول اسی کے عرق مین اُبلے تھے ۔

میٹھا جسمین گوشت بھر کر مکھن مین پکایا گیا تھا ۔ ایک پرند اُبلا ہوا تھا خشک بیر کی چٹنی سرکہ کے ساتھ ۔ خاگینہ جسکی مٹھائی دو انچہ کی ہو گی ۔ گوشت کا شوربا جسمین گوشت بادام وغیرہ ملے ہوے تھے اور اسکو چلاؤ کے اوپر ڈال کے کھاتے ہین ایک رکابی مین نیم جوش انڈے جنمین مکھن اور قند ملا ہوا تھا ۔ ایک رکابی مین بادنجان ۔ شکاری جانور کے گوشت کا قورما اور اسی قسم کے بے تعداد کھانے جنکا بیان نہین ہو سکتا برابر قابون مین چنے ہوے تھے ۔

اِن کھانون کے بعد کباب آئے ۔ ایک بھیڑ پوری بھنی ہوئی آئی جسکی دُم اسکی پشت کے اوپر تک مُڑی ہوئی تھی ۔ تیتر اور کبک دری جسکو فارس والے معشوق سے تشبیہ دیتے ہین مثلاً کبک خرام ۔ انکے کباب موجود تھے ۔ مازندرانی تدرو بھی رکھے ہوے تھے ۔ اور چند قابون مین جنگلی گدھے اور ہرن کے بھی بھُنے ہوے پارچے موجود تھے ۔ کھانون کا اس قسم کا تکلف اور اُنکی کثرت ہر شخص کو متعجب کرتی تھی ۔ یہ سب کھانے بادشاہ کے گرد اس طرح سے چُنے ہوئے تھے گویا خود شاہ بھی ایک ڈھیر معلوم ہوتے تھے ۔ مین چھوٹی بے تعداد چیزون کو بیان نہین کرتا کہ جنکا شمار بھی دشوار تھا ۔ مثلاً ۔ اچار ۔ مربے مکھن ۔ پیاز ۔ پنیر ۔ نمک ۔ مرچ ۔ مٹھائی جو مختلف خوانون پر چُنی ہوئی تھین ۔ کیونکہ انکا پورا پورا بیان دشوار ہوگا ۔ ہان بیشک شربت لکھنے کے قابل تھے ۔ یہ شربت قیمتی قیمتی چینی کے پیالونمین بھرے ہوے تھے اور خوب مزے لے لیکر انکو چمچونسے پیا جاتا تھا یہ شربت بڑی کاریگری اور اُستادی سے عرق لیمونسے بنائے

گئے تھے۔
سکنجبین اپنی کیفیت اور کھٹّا پن جدا دے رہی تھی۔ شربتوں میں عرق گلاب مہک رہا تھا یہ تمام شربت کھٹے کی برف سے خنک کیے گئے تھے۔
شاہ ذرا سر جھکا کے کھانوں کی طرف مائل ہوئے۔ پلاؤ پر ہاتھ ڈالا اور اُسکو چٹ کیا اسی طرح جتنی رکابیاں آگے رکھی ہوئی تھیں سب میں سے شاہ نے لے کر کھایا۔ کھانے میں بالکل چپ چاپ تھے۔ اور شہزادے اور تمام ملازمین بے حس و حرکت ادب سے کھڑے ہوئے آستین دیکھ رہے تھے۔ جب شاہ تناول کر چکے تو اُٹھ بیٹھے اور شمول کے کمرے میں چلے گئے ہاتھ منھ دھویا کافی پی اور اپنا قلیان پینے بیٹھ گئے۔
کھاتے وقت جن پلاؤں میں سے کہ شاہ نے کھایا تھا ایک خادم کو جو وہاں حاضر تھا حکم دیا کہ یہ پلاؤ مرزا احمق کے لیے لیجاؤ۔ یہ گویا ایک بہت بڑی خاص عزت سمجھی گئی ہے کہ شاہ اپنا اُلش اپنے کسی خاص خادم کو بھیجے۔ مرزا احمق نے اس لانے والے کو انعام عطا کیا اسی طرح شاعر کو بھی شاہ نے ارسال کیا اسنے بھی لیجانے والے کو دائیں ہاتھ سے بھینٹ چڑھایا منجمّ نے کچھ کھانا طبیب کی جورو کو بھی بھیجا جسنے لے جانے والے کو سب سے زیادہ انعام عنایت کیا۔
پادشاہ کے اُٹھنے کے بعد شہزادے بیٹھ گئے جب وہ تناول کر چکے تو کھانے کی کُل رکابیاں دوسرے کمرے میں بھیجی گئیں۔ جہاں تمام امرا وزرا شاعر وغیرہ جو شاہ کے ہم رکاب تھے بیٹھے ہوئے راستہ دیکھ رہے تھے انھوں نے بھی وہ کھانا کھایا جسمیں سے شاہ اور شہزادوں نے نوش کیا تھا اسکے بعد کھانے کی رکابیاں ملازمین کے ہتھے چڑھیں جنھوں نے انکو آئینہ کی طرح سے صاف کر دیا۔ بھلا جب فراش اور ڈیڑھ کھڑا کرنے والے گریں اور پھر کہیں کھانے کا پتہ رہ جائے لاحول ولاقوۃ۔
اسی عرصہ میں شاہ صرف طبیب ہی کی ہمراہی میں اُسکی حرم سرا میں تشریف لے گئے

لیکن مجھے یہ معلوم تھا کہ اگر کوئی شخص ایسے موقع پر تاک جھانک کرے اور پھر کہین کسی کی نگاہ اس پر پڑ جاے تو وہ لقمۂ اجل ہوتا ہی اسلیے مین سٹ پٹا رہا تھا کہ کیا کرون اور کیونکر دیکھون مین اسی پس و پیش مین تھا کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ طبیب نے کردستان کی لونڈی یعنی زینب کو بطور نذر کے شاہ کے آگے گذرانا۔ یہ سنتے ہی میری تمام رگ و پے مین ایک سناٹا آگیا۔ اور مین مریض ہو گیا۔ گو اگر خیال کیا جائے تو یہ بڑی خوشی کا مقام تھا کہ خدا نے اُسے اس حالت ظلم سے رہائی دی لیکن اُور اور بہت سی باتین تھین جنسے مین غمگین ہوا تھا اور ایک الم کا بھالا میرے جگر مین آکے بھکا تھا۔ انکا خیال کرتے ہی مین ٹھنڈا پڑ گیا یہان تو عشق مین یہ حال تھا کہ بس یہ جی چاہتا تھا کہ کسی طرح سے کوئی صورت ایسی نکلے کہ پورا پورا پتہ معلوم ہو کہ وہان کیا کارروائی ہو رہی ہے۔

مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ مین کوشش تو ضرور کرونگا تاکہ مجھے صحیح صحیح خبر ملجاے اور شاید اسمین مجھے ایسا موقع بھی ملے کہ مین لمحہ کے لمحہ زینب سے بھی مل سکون مین آخر اپنے بالاخانہ کے صحن کی چھت پر پہونچا اور وہان سے نظارہ کرنا شروع کیا۔ عورتونین غل غپاڑہ سنائی دیتا تھا۔ بہت سی عورتین یہ جلسہ ملاحظہ کرنے آئی تھین۔ ان سب عورتونمین جو اسوقت جمع تھین خانم کے بھی متعلق عورتین تھین۔ لیکن ان سب عورتونمین مین نے ایک عورت بھی ایسی نہین دیکھی جسکی میری پیاری کی سی صورت ہو۔ ہر چند نگاہ دوڑاتا تھا لیکن زینب کا پتہ بھی نہ تھا۔ بیشک شب کی سیاہی نے سب کو چھپا لیا تھا اب مجھے ناامیدی ہو گئی کہ اُسکا نظارہ تو نہ کر سکےگا۔ کیونکہ مین کوئی ایسا نشان نہین پاتا تھا جس سے کہ اُسکی شناخت ہو جاے۔

صرف اپنی دلی اُلفت اور جذبۂ محبت پر بھروسہ کرکے مین نے اپنی طبیعت کو اس سے اطمینان دیا کہ زینب ضرور وہی نشان جو مین نے اُسے بتا دیا تھا عمل مین لائیگی جس سے مجھے معلوم ہو جائیگا کہ وہ آج میرے پاس آئیگی اور مجھے اپنے شربت دیدار سے سیراب کریگی۔

بالاخانہ کی چھت کا وہ حصہ کہ جہاں اول دن ہماری ملاقات ہوئی تھی شاہراہ کی طرف واقع تھا - اور جب کبھی کوئی تقریب یا کچھ مجمع وغیرہ کہین ہوتا تھا تو عورتین سیر دیکھنے کیلیے وہان بیٹھ جایا کرتی تھین - تو مین نے امید کی تھی کہ زینب بھی ضرور ہی تماشہ دیکھنے کیلیے آئیگی - گھوڑون کے ٹاپون کی آواز - لوگون کا غل و شور - لالٹینون کے آگے پیچھے گذرنے نے میری شکل کو پنہان کیا - اب مین نے کچھ عورتون عورتون کی شپر شپر کی آواز سُنی جو اسی مقام پر دیکھنے کیلیے آرہی تھین مجھے بہت شادمانی حاصل ہوئی - مین نے اپنے کو دیوار کے پیچھے چھپایا - ان عورتون مین جب مین نے نظارہ کیا تو زینب کو بھی جلوہ فزا دیکھا قدرتی جذبۂ دل نے اُنکی آنکھون کو میری طرف پھیرا - بھلا مین کیون ایسے موقع پر خطا کھاتا جو واقعی وہ اُن عورات مین جو بالاخانہ پر تماشہ دیکھنے چڑھی تھین موجود تھی - ہائے کسی نے کیا سچ کہا ہے

	محبت جادۂ دارد نہان در خلوت دلہا چو تار سبحہ گم گردید این رہ زیر منزلہا	

زینب نے بھی مجھے پہچان لیا - بس یہی میری آرزو تھی - اب مین نے اسی کی حیرانی پر ایک طریقہ باہم گفتگو کرنے کا چھوڑا یعنی اب اسی پر تکیہ کرنا چاہیے جب اسی کے ہاتھ موقع لگے گا وہ آپ آئیگی -

جب بادشاہ روانہ ہونے کے لیے اُٹھے تو "دور ہو چلا جا" کی تیز تیز آوازین میرے کان مین آنے لگین - اور ہر شخص نے جلوس مین اپنے کو تیار کیا - سوا سے چند مستثنیٰ لالٹینون کے جنسے ان لوگون کے درجے اور عہدے معلوم ہوتے تھے کہ جنکے قدمون کو یہ روشن کر رہی تھین - سارا شاہی جلوس جسطرح سے آیا تھا اُسی طور سے محل کیطرف چلا گیا عورتونکو اِس امر کا اطمینان ہوا کہ یہانسے بہت کچھ نہین دکھائی دیگا وہ تو نیچے جانے لگین جبتک کہ وہ بالاخانہ کی چھت پر ٹھہری رہین یہی گفتگو ہوتی رہی کہ شاہ نے کس کی تعریف کی اور کسکو پسند کیا - اور جب وہ وہان سے اُترنے لگین تو مین نے بہت سی باتین ایسی سنین جنسے

حسد اور کینہ ٹپکتا تھا اور وہ صرف بیاری زنیب کی خوش قسمتی پر جلے بھبولے ہوئی تھین ایک بولی۔ مین نہین خیال کر سکتی کہ شاہ کو اسکی کونسی ادا بھا گئی اور اسکی کونسی بات نے اُسکا دل اپنے اوپر لبھالیا۔ زنیب مین کچھ بھی حسن نہین ہی۔ کیا تمنے کہین بھی اتنا لمبا دہن دیکھا ہی۔ نہ اسمین نمک ہی نہ اسکی صورت مین کچھ تراوٹ ہی۔

دوسری بولی۔ زنیب خمدار بھی تو ہی۔

تیسری بولی۔ اسکی کمر کو دیکھو وہ ہاتھی کے موافق ہی اور اسکے پیرونسے اونٹ کے پیر بھی تو چھوٹے ہونگے۔

چوتھی بولی۔ یہ یزیدی بھی تو ہی اور شیطان سے اسکو ایک اُلفت ہی اور صرف اسیسے یہ پہچانی جاتی ہی۔

یہ سُنکر سب یکزبان ہو کے بولین۔ یہ سب درست ہی۔ ہان یون ہی ہی یہ اور شیطان دونون شریک ہو کے شاہ کو نجاست کھانے پر آمادہ کرینگے۔ یہ سُنکر سب خاموش ہو گئین اور پھر مین نے انکی کوئی آواز نہین سُنی۔

لیکن ایک عورت کہ جو بالاخانہ کی چھت پر انکے پیچھے بیٹھی ہوئی رہگئی تھی ظاہراً اس ہنگامہ کو ملاحظہ کر رہی تھی کہ جو سڑک پر ہو رہا تھا جب وہ سب عورتین چلی گئین تو وہ اُٹھی اور میری طرف آئی۔

یہ مہ جبین زنیب تھی۔

چوتھا باب

حاجی بابا کا زنیب سے ملنا اور خود شاہ کا قریب بیٹھنا

وہ دیوار جسکے پیچھے مین چھپا ہوا بیٹھا تھا کوئی بڑی حد فاصل ہم مین نہ تھی اور مین نے بہت مشکل سے اپنے دل کی ناخوش حالت کو اسپر ظاہر کیا تھا۔ پہلے اس سے کہ اسنے مجھے اس خطرے سے مطلع کیا کہ جو ہماری اِس ملاقات سے پیدا ہوتا ہی۔

نازنین زینب نے مجھے یہ بھی سمجھا دیا کہ بس یہ ہماری آخری ملاقات ہے اسلیے کہ جب میرا تعلق شاہی حرم سے ہوگیا تو پھر ایسے وقت مین اگر اسطرح سے ہمین کوئی باہم باتین کرتے ہوے دیکھ لے تو پھر سواے موت کے اور کوئی چارہ نہو۔ مین اس بات کے سننے کیلیے متردد تھا کہ شاہ نے اسکو کیونکر اور کس طریقہ سے اپنا حرم بنایا۔ اور آیندہ اسکی قسمت کیا ہوگی لیکن مین اس سے یہ ہر ایک بات سانس روک روک کر اور گلا دبا دبا کر اور سسکی لے لیکر کہتا تھا۔ مگر اسکے خلاف جب مین زینب پر نظر ڈالتا تھا تو جسقدر یہ مفارقت کا صدمہ مجھے تھا اسکے دل پر اسکا اثر نہین معلوم ہوتا تھا اسکا کیا تو یہ سبب ہوگا کہ آیندہ قسمتونکی عزت کا چمکارا اسکی آنکھون مین چکا چوند کر رہا تھا اور یا یہ بات تھی کہ اُسنے ان مصیبتون اور شدید تکالیف سے رہائی پائی تھی کہ جو صرف زیادہ تر میرے باعث سے اُسے سہنی پڑی تھین۔ جس سرگرمی اور پرجوشی سے مین نے اپنی دلی الفت و محبت کو دکھایا تھا اور پرشیدستی کی تھی مجھے تو اسکا دیسی کا جواب اسی قدر نہین ملا۔

زینب نے مجھے یہ بیان کیا کہ جب شاہ اندرون مین آئے تو انکا استقبال گانے والی لڑکیون نے کیا جو پہلے ہی سے انکی تعریف کا گانا گانے لگی تھین۔ اور یہ سب گانا طنبورون پر گایا جاتا تھا۔ جب شاہ کھلی ہوئی شہ نشین مین آکے بیٹھے تو بانو یعنی خانم کو اجازت ہوئی تھی کہ وہ شاہ کے قدمون کے بوسے دینے کا شرف حاصل کرے۔ ایک پا انداز جو ایک نہایت ہی قیمتی ریشمی کپڑے کا تھا شاہ کے نیچے بچھایا گیا تھا جونہی شاہ نے اُسپر قدم رکھ کے اُٹھاے وہ سب خواجہ سراؤن نے جو خاص شاہی تھے سمیٹ لیا کیونکہ خوجے یہ حق اپنے باپ دادا کا سمجھتے ہین۔ شاہ کے خواجہ سراؤن کا افسر حاضر خدمت تھا اُسنے دست بستہ ہوکر خانم کے نذرانہ کی درخواست کی۔ یہ نذرانہ ایک چاندی کی کشتی مین پھیلا ہوا تھا۔ جسکے ساتھ چھ عرق گیر بھی رکھے ہوے تھے جنپر خانم نے اپنے ہاتھ سے بیل بوٹے اور گلکاری کا کام کیا تھا۔ چھ سینہ گیر تھے کہ جو شال کے بنے ہوے تھے۔ جاڑے مین کرتے پرانے پہنتے ہین سینہ گیر کو ہند مین

سینہ بند کہتے ہین) دو جوڑے شال کے پائجامون کے۔ تین ریشم کی قمیص اور چھ جوڑے جرابون کے ان سب چیزون کو طبیب کے گھر کے خادمون نے بنایا تھا۔ ہز مجسٹی یعنی شاہ عالیجاہ نے خانم کے ہنر کی بہت ہی کچھ مدح سرائی کرکے اُسے قبول کرلیا۔ عورتین شاہ کجکلاہ کے دونو طرف قطارین باندھے ہوے دست بستہ حاضر تھین اسکے بعد زینب نے یہ کہا کہ مجھ گوڑی مصیبت کی ماری افسردہ طبیعت کی بابت پوچھو تو عجیب صورت پیش آئی۔ ایک تو ظاہر تھا کہ افسردگی اور پژمردہ دلی یہ اُسوقت میرا حصہ ہو رہی تھی۔ اسپر بھی خانم نے مجھے سب سے اخیر کھڑا کیا تھا یعنی نورجہان حبشی لونڈی کے بھی پیچھے۔ اسوقت ایک عجیب کیفیت ہو رہی تھی اور تو اور بڑھی لیلیٰ بھی تو اِن تگ و دو مین تھی اور یہ کوشش کر رہی تھی کہ کسی طرح سے شاہ کا دل مجھپر ریجھے اور شاہ مجھے پسند کرلین۔ بعض شرمگین نگاہون سے بھنچی ہوئی کھڑی تھین۔ بعض نے نظرین چرائی تھین۔ بعض ایسی دلیر تھین کہ اُنھون نے جو شاہ کے چہرے پر ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا شروع کیا تو آنکھ نیچی نہین کی۔ شاہ نے سب کو باری باری سے ملاحظہ کیا کوئی بھی اُسکے دل مین نہ جنچی پھر اُسنے میری طرف نگاہ بھر کر دیکھا اور پھر طبیب سے یہ کہا۔

یہ کتنی اچھی چیز ہی۔ اسمین کسی طرح کی خرابی نہین ہی۔ شاہ کے حبفہ کی قسم چیز اچھی ہی طبیب ماشاء اللہ۔ تمھین بھی بہت ہی اچھا مذاق ہی۔ چاند کا سا چہرہ۔ آہو چشم شمشاد قد۔ غرض ہر صفت اسمین موجود ہی۔

اسپر طبیب نے ایک فرشی سلام بجالاکے یہ عرض کی۔ خدا کرے مین ہمیشہ حضور پر قربان ہوتا رہون۔ باوجودیکہ یہ لونڈی اس قابل نہین ہی کہ اسکو مین حضور کے پیش کرسکون تاہم اسلیے مین خود اور جو چیز کہ مجھسے علاقہ رکھتی ہی وہ سب بندگان عالی کی ہی تو مین حضور کے قدمون مین اسے نثار کرتا ہون۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

شاہ۔ قبول۔ (اپنے خواجہ سراؤن کے افسر کو بلا کے) دیکھو اس لڑکی کو ناچنے

گانے کی پوری پوری تعلیم دیجاے اور اسکے تمام کپڑے وغیرہ ایسی شان و شوکت سے ابھی تیار ہوجائین کہ جیسے اور حرمون کے ہین۔ تو بس اب مین آراستہ اور پیراستہ ہوکر اُسکی حضور مین پیش ہونگی۔

لیکن اے حاجی یہ موقع بھی مین کبھی نہ بھولونگی۔ جسوقت یہ گفتگو ہورہی تھی اُسوقت طبیب کی جورو کی آنکھین کس غضب کی ادھر اُدھر گردش کررہی تھین مگر شاہی چہرہ کی طرف جب اسکی نظرین اُٹھتی تھین تو بہت ہی حلیمی سے۔

سب باتین جو شاہ نے میری نسبت کہی تھین انکو کس عالم سکوت مین اور حیف جاے یہ گوش گزار کررہی تھی۔ اسکی دیکھن کہے دیتی تھی کہ اسوقت اسکے سینہ مین غصہ کی آگ بھڑک رہی ہے اور یہ مارے طیش کے جُھکی جاتی ہے۔ پھر جارجیا والی کو دیکھو تو وہ خون کے سے گھونٹ پی رہی تھی اور اسکی طبیعت مین برابر کتار را اور بھاپسے جھکے رہے تھے۔ مگر نور جہان ہان یہ بیچاری بہت ہی خوش تھی اور میری تقدیر کھُلنے پر پھولی نہین سماتی تھی کھلی جلی جاتی تھی اسکی صورت سے بشاشی ہویدا تھی۔

مین اُسوقت مین شاہ کے آگے زمین پر بچھی جلی جاتی تھی اسکی اب بھی شفقت و محبت آمیز نظرین برابر مجھپر پڑ رہی تھین۔

جون ہی شاہ تشریف لے گئے تو خانم کی طبیعت یکایک میری طرف سے بدل گئی ابھی کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ مجھے ہی شیطان کی بچی بنایا تھا صدہا گالیان دی تھین لیکن اب یہ ہوگیا۔ میری پیاری۔ میری روح۔ میری آنکھونکی روشنی میری بچہ۔ مین نے جبتک اُدا کبھی اُسکے آگے حقہ نہین پیا تھا اُسنے مجھے اپنا قلیان خود پینے کو دیا۔ چاہے مین کھاؤن یا نہ کھاؤن خانم میرے منھ مین مٹھائی کے ٹکڑے برابر دیے جاتی تھی۔ جارجیا کی لونڈی اسقدر حسد مین پھنکی ہوئی تھی کہ اُسوقت سامنے کھڑے ہوکر یہ نہ دیکھ سکی۔ آخر ایکطرف الگ جلی گئی تاکہ پوری انگارون پر لوٹے۔ دوسری اور عورات نے بھی مجھے بہت ہی عزم و اہم

سے مبارکباد دی اور اُنھون نے خوب خوب خوشی کے اظہار کیے اور اس خوشی کی فہرست کو مجکو پڑھکر سنایا جو اُنھون نے پہلے ہی تیار کرلی تھی۔ وہ یہ تھی۔ کہ محبت میٹے خوش رنگ۔ موسیقی۔ جواہرات۔ نفیس اور عمدہ عمدہ کپڑے۔ حمام کرنا۔ شاہ کے آگے کھڑا ہونا۔ یہ تمھاری آیندہ تقدیر ہوگی چند عورتون نے مجھے یہ نصیحت کی کہ ہمیشہ الفت و محبت کو حاصل کرنا اور ہر ایک کا دل اپنے قابو مین کرلینا تاکہ تمھاری جسقدر کہ سوکنین ہین سبکی طبیعت مین تمھاری طرف سے محبت پڑجاے اور کوئی تمسے بیر نہ کرے۔ چند عورتون نے مجھے بننے سنورنے پر نصیحت کی اور چند عورتون نے مجھسے یہ کہا کہ جسوقت شاہ کچھ تعریف کرے تو اسکا جواب ان لفظون مین دینا چاہیے اور شاہ کے اس طرح سے ادب آداب کرتے ہین۔ یہ قاعدہ نشست اور برخاست کا ہے۔

غرض چشم زدن مین زنیب جو ایک مصیبت و آفت مین مبتلا تھی اور جسپر کوئی نگاہ بھر کے بھی نہین دیکھتا تھا آخر کار مرجع تعریف و توصیف ہوگئی اور سب اُسے آنکھون پر بٹھانے لگے۔

یہان سے زنیب نے اپنی رام کہانی ختم کی۔ زنیب قدرتی اپنی اس حالت بدل جانے پر اسقدر خوش تھی کہ مین اُس خوشی کو اس آیندہ مصیبت و آفت کی خبر دیکر بھی تو دور نہ کرسکا جو شاہی حرمون پر آکے واقع ہوتی ہین۔ کیونکہ ان مصیبتون اور سختیون سے یہ بہت ہی کم واقف تھی۔ اگر یہ شاہ کیخدمت مین حاضر ہو اور اُسکی پسند خاطر نہو وے اور وہ قابل صحبت نہ خیال کرے۔ تو پھر سوا ے موت۔ جانکنی۔ بیرحمی کی مرگ سخت مصیبت و تکلیف کے اور کیا ہوتا ہے اور پھر اپنی اس حالت کی کسی کے آگے اپیل بھی نہین ہو سکتی جب مین نے دیکھا کہ یہ خوش ہے اور تم سوقت ہاتھیون کی سی صورت بناؤگے تو یہ درست نہوگا مین بھی بہت خوش ہوا اور گو سوقت ہم دونون کی مفارقت ہوتی تھی لیکن پھر بھی اس امید سے اپنی طبیعت کو آپ ڈھارس دیتے تھے کہ شاید ایسے مواقع

بڑجائیں کہ ایک دوسرے کا دیدار پھر نصیب ہو جائے۔
زینب نے مجھسے یہ بھی بیان کیا کہ کل شاہی محل کا خواجہ سرا آئیگا کہ مجھے حرم سرا مین داخل کرے اور جب مین حمام کر ونگی اور نفیس پوشاکین پہن لون گی تو مجھے ناچ اور گانے والیونکی جماعت مین بھرتی کیا جائیگا۔ اور یہ تعلیم میری بہت ہی جلد شروع ہو جائیگی جب اُسنے اپنا نام بار بار سُنا جیسے کوئی بلاتا ہی تو وہ ڈری اور کھڑی ہو گئی اور رحم دونون نے بعد ہزارون اور لاکھون اقرار الفت و محبت دلی کے ایک دوسرے سے مفارقت اختیار کی اسوقت ہماری یہ مایوسانہ طبیعت تھی کہ گویا اب کبھی ملاقات نصیب ہی نہو گی۔

پانچوان باب

حاجی بابا کو زینب کی مفارقت کا صدمہ اور سکا یکایک طبیب بننا

جب میری مہ جبین میرے پاس سے چلی گئی مین اُسی جگہ پر بیٹھا رہ گیا جہان وہ کھڑی ہوئی تھی اور اپنے دل مین یہ باتین کرنے لگا۔ کہ یہ گویا ایک بادام مین دو گری کا مضمون ہوا۔ اگر دنیا کا طریقہ یون ہی ہی تو مین نے دو مہینے خواب و خیال مین صرف کر دیے مین نے اُسی خیال مین اپنے کو مجنون اور زینب کو لیلی بنایا اور مین نے دل مین کہا کہ جب تک آسمان پر چاند سورج قائم ہین ہماری محبت کے اُٹھتے ہوے ولولے کبھی ٹھنڈے نہین پڑ سکتے ہم یون ہی باہم جلتے رہینگے۔ دُبلے ہو نگے اور مفارقت مین اپنے دونو کو کباب کرینگے۔ لیکن یہ صاف ہو کہ میری ڈاڑھی جاے مضحکہ بنے گی۔ بھلا کیا خدا کی شان کہ شاہ آیا نظارہ بازی کی اور دو لفظ کہے اور اُڑا کر لے گیا۔ حاجی کو کسُو وقت نہ یاد کیا زینب کو ایسی شاہی ہوا پر چڑھی۔ چند شبین مین نے یون ہی گزارین سویرے اُٹھ بیٹھا اور ادھر اُدھر کے منصوبے گانٹھا کرتا۔ اسی دھن مین مین فصیل شہر سے بھی باہر چلا جاتا اور ہر وقت صدمے کے قسم کے توہمات میرے ساتھ لگے ہوے تھے۔ جون ہی مین گھر سے اُترا مین نے زینب کو ایک گھوڑے پر سوار دیکھا۔ کہ خواجہ سرا ساتھ ہین اور خادم جلو بجو کرتے ہوے

چلے جاتے ہین ۔ مین نے یہ امید کی کہ شاید مجھے دیکھنے کے لیے زنیب ضرور نقاب سر کائیگی مگر نہین اُسنے تو زین پر سے بھی کچھ جنبش نہین کی ۔ مین اور بھی دور تک ساتھ ساتھ گیا کہ شاید میرا دھیان اُسے آجائے لیکن سب خیال خامیان تھین ۔ خیر کچھ ہو بجائے اسکے کہ مین شہر کے دروازے تک جاتا مین اُس کے پیچھے پیچھے ہو لیا اور اسکو شاہی محلات تک پہونچا دیا ۔

جب وہ ایک بڑے چوکور مقام مین داخل ہوئی جو خاص دروازۂ محل کے قریب ہی واقع تھا ۔ مین نے دیکھا کہ جائزے کیلئے فوج جمع ہی ۔ شاہ خود بھی اوپر کی صحنچی مین رونق افروز تھے ۔

اب پیاری زنیب میری آنکھون کے آگے سے غائب ہو گئی ۔ جب اسکا گھوڑا پہونچا تو اسکو جگہ دیدی گئی ۔ مین جو اندر جانے لگا تو گارد نے مجھے روکا ۔

اب مین یکایک اُس فوج کی طرف رجوع ہوا جو میرے سامنے قواعد دکھا رہی تھی یہ لشکر اسوقت قواعد کر رہا تھا اور اس فوج کی کمان نامرد خان افسر جلادان کر رہا تھا ۔ یہ مرزا خان سنہرے کپڑے پہنے ہوے ۔ اسکی ٹوپی پر کثرت سے زر وجواہر ٹکے ہوئے تھے ۔ جو آفتاب کی کرنون سے جھم جھم کر رہے تھے ایک نایاب اور فاخرہ جنگ کے گھوڑے پر سوار تھا ۔

ریویو میرے قریب ہی ہو رہا تھا جب مین نے اِنکے گھوڑون ۔ سوارون ۔ اُن نیزون کو جو آفتاب کی روشنی مین جھلک مار رہے تھے دیکھا تو مجھے بھی اپنے وہ دن یاد آگئے جو مین نے ترکمانون کے ساتھ گذارے تھے اور مین مدت تک اس فوجی کام مین مشغول رہا تھا ۔

مربع میدانون کے ایک طرف قواعد کرنے والا توپ جما ہوا تھا اور ہسکر بڑی جنگ مع اپنے چھکا تبون کے بیچ مین کھڑا ہوا تھا ۔ اور انکے پاس انکے مختلف رجسٹر بھی بغل مین تھے ۔ دو پکارنے والے بھی وہان حاضر تھے ۔ انمین سے ایک شخص ورکی وازمین سپاہی کا نام

علیحدہ جا کھڑا ہوتا بس اِس طریقے سے شاہ تمام فوج کا نظارہ کر لیتے سواروں کی مختلف شکلین تھین اور سب نئے نئے کینڈے کے تھے۔ بعض تو نہایت ہی خوبصورت سجے سجائے گرانڈیل جوان تھے کہ بالکل رستم معلوم ہوتے تھے لیکن اور شہسوار اس قماش کے تھے کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اُنھون نے صرف اس موقع کے لیے کسی سے گھوڑے مستعار لیے ہین اور وہ اسطرح سے اٹک اٹک کر اور کچھ تامل سے قدم آگے بڑھاتے تھے گویا یہ معلوم ہوتا تھا کہ میدان جنگ ہو رہا ہی اور انھین دشمن قوی کا مقابلہ کرنا ہی جب وہ گھوڑا کُداتے ہوے آگے سے نکلے تو مین نے اپنے بہت سے شناساؤن کو پہچانا۔ اور مین نے ایک نوجوان کی زندہ دلی اور دلاورانہ صورت اور شہسواری کی تعریف کی۔ یہ نوجوان اپنا گھوڑا آگے بڑھائے ہوئے تھا۔ اسوقت اسکا گھوڑا چند تقدیری واقعات سے گر پڑا اور یہ گھوڑا اسوقت گرا جب وہ اس لکڑی سے جو راہ کے وسط مین کھڑی تھی گذرنا چاہتا تھا۔ جون ہی یہ جانور گرا اسکا سوار بھی بہت ہی زور سے گھوڑے کے پیرون پر آپڑا۔ یہ ہاتھون ہاتھ فوراً اُسی مجمع مین پہونچایا گیا۔ بعض اشخاص نے مجھے پہچانا کہ یہ طبیب شاہی سے متعلق ہی مجھے اُنھون نے بلایا کہ اسکا معالجہ کرون۔ گو مین محض جاہل اور کندۂ ناتراش تھا لیکن مین نے ڈاکٹر بننے کیلیے ایک لمحہ کا بھی تامل نہین کیا۔ اور طبیب ہونے کی ہوا مجھ مین سما گئی۔ مین نے اُس بدقسمت شخص کو زمین پر بیجان لیٹے ہوئے دیکھا۔ وہ لوگ جو اُسکو گھیرے ہوے بیٹھے تھے ہنوز معالجہ سے بند نہین ہوے تھے ایک شخص اسکے حلق مین امام حسینؑ شہید کربلا کا نام لے کر پانی ٹپکا رہا تھا۔ ایک شخص اسکی ناک پر رکھ کے حقہ پی رہا تھا کہ کسی طرح سے یہ ہوشیار ہو جائے۔ ایک شخص اُسکے ہاتھ پیر دبا رہا تھا کہ کسی طرح سے اِسکے ہاتھ پیر گرما جائین۔ جون ہی مین وہان پہونچا مین نے ان مختلف علاجون کو جو اُسکے ہو رہے تھے اچھا نہ کہا۔ فوراً لوگون کو ہٹا کر مین نے ایک خلاصہ مقام کیا بہت غور سے نبض دیکھی۔ جسقدر لوگ وہان کھڑے ہوے تھے اُنھون نے التجا کی کچھ جلدی تجویز کیجیے۔ مین نے ذرا خوب زور دے کر کہا کہ اس کو یہ ضرب صرف نقد

کی وجہ سے آئی ہی اور زندگی موت دونون کشتیان لڑ رہی ہین جو غالب آگئی بس اُسی کا پاسا پڑ گیا - کچھ اسپر مقرر نہین جو لوگ موجود ہین سب کی موت و زندگی یکر طرلڑا کرتی ہی غرض اسی طرح سے اپنے آقاے نامدار مرزا احمق کی طرح مین نے بھی ہر شخص کو زبونی اور بُرے سانحہ کے لیے تیار کیا - مین نے یہ راے زنی کی اور یہی میرا تمہیدی علاج تھا کہ اگر اِسکی تقدیر مین اچھا ہونا ہی تو یہ ابھی اچھا ہو جائیگا اور نہین جو روز ازل مین اس کی سرنوشت مین لکھا جا چکا اسکا تو کچھ علاج ہی نہین ہی - کوئی نسخہ کارگر نہوا اور نہ کسی نے اپنا کچھ اثر کیا - مین دوسرا نسخہ لکھنے کو تھا کہ اتنے مین یہ غل سُنائی دیا کہ - راہ بدہ — فرانسیسی ڈاکٹر جسکے علم و ہنر کا حال مین نے پہلے بیان کیا ہی معلوم نہوا - اِس ڈاکٹر کو فرانسیسی ایلچی نے بھیجا تھا کیونکہ اسنے یہ آفت خود ملاحظہ کی تھی - مریض کو دیکھتے ہی وہ پکارا کہ فوراً اسکا خون لو خبردار ایک لمحے کا بھی تامل اور عرصہ نہ کرو -

مین اُسوقت جو گویا ایک بڑا قابل اور لائق گنا گیا تھا مین نے دل مین کہا کہ تم بھی اپنی کچھ علمیت بگھارو - پھر مین ذرا للکار کر بولا - خون لو - یہ بھی کیا اچھی طبابت ہے کیا تم نہین جانتے کہ موت ٹھنڈی ہی اور خون گرم ہی - اول اصول حکمت یہ ہی کہ ٹھنڈے امراض مین گرم دوائی کیجائے اور برابر گرم گرم علاج ہون - بقراط جو کہ تمام اطبا کا قبلۂ عالم ہی یون ہی اپنی حکمت مین لکھتا ہی - اور یقیناً تم یہ نہین کہہ سکتے کہ یہ اپنی روح آپ کھاتا ہی - اگر اسکے جسم سے تمنے خون لیا تو یہ فوراً جان دیدیگا جاو جو کچھ مین کہتا ہون تمام عالم سے کہدو -

اسپر فرانسیسی ڈاکٹر نے کہا کہ اسکا امتحان کسنے کیا ہی اور اسکی نبض کسنے دیکھی ہی چلو خیر ہماری ہی دردسری تو بچی یہ تو مر گیا اب گرم و خنک اسکے لیے ایک حکم رکھتے ہین یہ کہکے وہ رخصت ہوا اور مجھے اور میرے بقراط کو ہماری ناکینی کی طرف کیے ہوئے چھوڑا مین بولا کہ موت اسکے لیے بہتر ہوئی - خدا کے حکم اور فرمان کے آگے آدمی کی عقل

کیا حقیقت رکھتی ہی۔ ہم طبیب قضا کے آگے کچھ کرہی نہین سکتے۔ جیسا کہ بٹی ہوئی ٹھہری کا پانی دریاؤن کے پانی کو مغلوب نہین کر سکتا۔

ایک مُلا جو اسوقت موجود تھا اُسنے حکم دیا کہ اسکے دونون پیرون کو قبلہ کی طرف پھیر دو دونون پیر کے انگوٹھے باہم مضبوط باندھے گئے۔ ایک رومال اسکی ٹھوڑی کے نیچے لپیٹ کر تہ کر رکھ دیا گیا اور پھر اسکے دونون پیرون کو لے کر سر کے اوپر جکڑ دیا اور جسقدر پاس کھڑے ہوے تھے سب درود و دعا جو ان کے مذہب مین ہوتی ہی پڑھ رہے تھے۔

اسی وقت اس مظلوم اور متوفی کے رشتہ دار بھی آگئے۔ وہ وہ نالۂ و بکا ہوا ہی کہ الحفیظ والامان۔ پھر تابوت آیا اور اُسکے رشتہ دار نعش کو اُسمین رکھ کے لے گئے۔

جب مین نے دریافت کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ جلّادون کا نائب افسر تھا اور اس کے ماتحت ایک سو پچاس جلّاد تھے۔ اسکے یہ فرض تھے کہ جسوقت شاہ روانہ ہون تو اُن کے آگے آگے گھوڑا دوڑاتا ہوا بھیڑ کو صاف کرتا ہوا چلے۔ حکام کی سربراہی کرنا۔ ویسی قیدیون کا چارج لینا۔ غرضکہ پولیس افسر کیطرح سے شہر مین کام کرنا۔ یہ سنتے ہی فوراً یہ اسامی میرے دلمین کھٹکی مین نے یہ خیال کیا کہ یہ ملازمت میرے لیے دوائیان حل کرنے اور نسخہ بنانے سے کسقدر موزون ہو گی اور مین اُسکو کس خوبی سے انجام دونگا مجھے یہ دھیان آتے ہی مین نے خیال کیا کہ یہ کیونکر حاصل ہو سکتی ہی اور اسکا امکان کیونکر ظہور پذیر ہوگا۔ مجھے خیال آیا کہ مرزا احمق کا دوست افسر جلّادان ہی کیونکہ اُسنے افسر پر بہت ہی احسان رکھا تھا۔ چند روز کا عرصہ ہوا کہ افسر نے مرزا احمق سے شاہ کی خدمت مین یہ سفارش کرائی تھی کہ شراب اسکی صحت کے لیے بہت ہی مفید ہی اور دربار مین سخت ممانعت ہی تو مین چاہتا ہون کہ اُسے اجازت ملجائے اور اس افسر نے اپنے ہان کے قبلہ و کعبہ سے اسکے لیے فتوے بھی لے لیا تھا کہ تمھین شراب پینا جایز ہی۔ تو مرزا احمق نے شاہ کے آگے اسکی یہ سفارش کر دی تھی کہ افسر جلادان کو شراب

پینے کا عام حکم دیدیا جائے اور وہ منظور بھی ہو گیا تھا۔ تو اب گویا مرزا احمق کا اُسپر بہت بڑا احسان تھا مجھے اس سے امید بندھی تھی کہ مرزا احمق اگر چاہے گا تو اس کا سرانجام ہو سکتا ہے۔

۶ چھٹا باب

حاجی بابا کا گورنمنٹ کی ملازمت مین بھرتی ہونا اور جلّاد بننا

بیشتر اسکے کہ ڈاکٹر دیر کہنہ (محل کا وہ دروازہ جہان رعایا کے متعلق امورات انجام پاتے ہین) کو روانہ ہوا مین اپنا موقع دیکھنے لگا۔ کہ مین اس سے اپنی آیندہ تقدیر کی بابت ذکر کرون اور اسکو اس بات پر آمادہ کرون کہ وہ افسر جلّادان سے سفارش کر کے مجھے متوفی کی جگہ دلوانے مین ایک لمحہ کا توقف نہ کرے۔ اور مجھے اسکی جلدی یون ہوئی کہ شاہ دار الخلافہ سے سلطانہ روانہ ہونے کو تھے اور پھر طبیب انکے ساتھ جاتا تو پھر یہ ایک بدیہی امر تھا کہ جب طبیب بھی چلا جاتا تو ضرور مین اُسکی جگہ پر رہتا۔

طبیب جو کہ اس خرچ سے جو شاہ کی مہمانداری مین اُٹھا تھا متفکر تھا اور اسکا یہ ارادہ ہو رہا تھا کہ گھر مین اس سختی سے کفایت شعاری کا برتاؤ کیا جائے کہ سب خرچ برابر ہو جائے باوجودیکہ اس غم سے بیٹھا جاتا تھا لیکن اسنے میری خواہش سنتے ہی مجھسے اقرار کیا کہ جہانتک ہو سکے گا مین تمھاری مدد کرون گا۔

طبیب نے مجھسے کہا کہ جب صبح کا دربار ہو چکے گا تو مین تمھین علین دربار ہی مین افسر جلّادان سے ملوادونگا تم مستعد رہنا۔ جون ہی مین نے ظہر کی اذان سُنی فوراً شاہی محلات کیطرف روانہ ہوا۔ اور مین افسر جلادان کے کمرے مین جس کے بڑے بڑے دروازے خاص پھاٹک کی طرف کھلے ہوے تھے جا دھمکا۔ چند اشخاص وہان مجتمع تھے ایک کونے مین یہ افسر خود نماز پڑھ رہا تھا۔ میرے دوست شاعر اور نائب افسر تقریبات سے کچھ باتین ہو رہی تھین۔

موخرالذکر متوفی کے متعلق عجیب وغریب روایات بیان کر رہا تھا کہ اتنے مین افسر جلادان نے نماز پڑھتے مین کہا کہ "این دروغ است" آپ ذرا صبر کرین - مین نماز پڑھ لون پھر آپ سے مفصل کیفیت بیان کرونگا کہ یہ امر کیونکر ہوا اور یہ کہہ کر پھر وہ نماز پڑھنے لگا جب یہ نماز پڑھ پڑھا چکا تو اُسنے اپنی اصلی کیفیت بیان کرنی شروع کی - اور افسر کی یہ ساری باتین اور کیفیت کا دُہرانا نائب افسر تقریبات کے بالکل خلاف تھا - کہنے لگا کہ فرانسیسی ڈاکٹر نے تو اس مظلوم کا خون لیکے اسکو مار اُتارا - اور پھر ایک فارس کے طبیب نے اُسے صرف ہلا کے پھر زندہ کر دیا -

افسر جلادان یہ باتین ہی کر رہا تھا کہ اتنے مین مرزا احمق بھی دروازے مین داخل ہوے افسر یہ ذکر کر رہا تھا کہ دو طبیبون مین یہ ہوا اور یہ ہوا - اُسنے اس امر کو ثابت کر دیا کہ بڑے بڑے عجیب وغریب معاملے پیش آئے - اسکے بعد اُسنے میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہی وہ شخص ہے اگر روکا نہ جاتا تو ضرور ہی اسکی زندگی بچ جاتی - یہ اشارہ ہوتے ہی اسکی آنکھین میری طرف اُٹھین اور سب نے مجھے بُلایا کہ تم آکر مفصل کیفیت بیان کرو کہ یہ کارروائی کیونکر انجام پذیر ہوئی - یہ سُنتے ہی مین نے فوراً اپنی وضع کو اور ہیئت مجموعی کو بالکل اُسی موقع کا سا بنا لیا اور مین نے تمام علمی اصول کو بیان کر دیا جو اسوقت برتے گئے تھے اور جو مین نے طبیب اعظم کی تعلیم مین دیکھے تھے یہ سنکے مرزا احمق میری تعریف کرنے لگا اور بہت جوش مین اُسنے مجھے افسر جلادان سے ملوایا اور کہا کہ مین اس متوفی کے عہدے کے لیے اس شخص کی سفارش کرتا ہون -

افسر جلادان - اوہو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ طبیب جلادی کا عہدہ لے -

شاعر - یہ کچھ نقصان کی بات نہین ہے ذرا ایک آنکھ کے کونے سے مرزا احمق کیطرف دیکھ کے) دونون ایک ہی قطار مین ہین - ایک دوسرے کی نسبت زیادہ تحقیق سے اپنا کام انجام دیتا ہے - یہ درست ہے مگر ان تمام باتونکے بعد یہ بہت کم ظاہر ہوتا ہے کہ آیا ایک

شخص رفتہ رفتہ ایک گولی سے مرجاتا ہی یا شمشیر کے لگتے ہی اُسکی گردن اڑجاتی ہی۔ یعنی گولی اور تلوار کے اثر مین کتنا فرق ہی۔

مرزا احمق۔ (تردید کرکے) اگر نظر انصاف سے ملاحظہ کیا جاے تو شاعر بھی اسی قطار مین ہین جسمین کہ طبیب اور جلاد ہین۔ اسلیے کہ وہ آدمیونکی ناموری کا خون کردیتے ہین اور اس امر مین ہر شخص میرا متفق ہی کہ بہ نسبت طبیب کے قتل کے یہ خون سخت ہی اور اس طرح سے قتل کرنا جسطرح شاعر قتل کرتے ہین سب سے بڑھا ہوا ہی۔

افسر جلاّدان۔ یہ سب صحیح ہی۔ تم جس طریقے سے چاہو قتل کرو۔ بشرطیکہ مجھے بھی سپاہیانہ روش پر چلنے دو۔ میرے مقابل مین ایک بہت اچھا جنگ آور چھوڑ دو۔ میرا نیزہ مجھے پھر بھونکنے دو۔ اور مجھے تیغ برّان کے کاٹ کرنے دو۔ مین اور کچھ نہین چاہتا ای مسٹر شاعر صرف مین تو بارود کی بو سونگھون اور گلاب کے پھول کی خوشنمایئی تمھارے لیے رکھون۔ آپ توپ کے گولے کی گڑگڑاہٹ دین مین ہرگز بلبل ہزار داستان کی طرح تمھارے گانے کا حاسد نہ ہونگا۔

نائب افسر تقریبات۔ سب لوگونکی طرف مخاطب ہوکے۔ ہان ہر شخص آپ کے جوہرِ فن اور قابلیتون سے آگاہ ہی۔ اور خاص کرکے شاہ (جو سب سے زیادہ تمھارے اس قتل کرنے کے ہنر سے آگاہ ہی) کیونکہ اسنے اکثر اپنی مسرت ظاہر کی ہی اور کہا ہی کہ اتبک جسقدر فارس مین حکمران ہوے ہین سب مین مین ممتاز ہون۔ اور صرف ان ہی خیالات و تصورات سے وہ جارجیا کے جگر مین اپنے ہتھیارون سے گھس جانے کی گفتگو کرتا ہی (افسر جلادان کیطرف مخاطب ہوکے) اگر روسیونکو یہ معلوم ہوجاے کہ آپ اُنمین ہین تو اسوقت وہ تمام اپنے معاملات کو اس دنیا مین صاف سمجھنے لگین اور پھر آیندہ کیلیے تیار ہون۔

افسر جلادان۔ روسی چیز ہی کیا ہین۔ کیا خاک ہین۔ جارجیا پر قبضہ کرلینا اور روسیون کو وہان سے نکال دینا ایران کے لیے ایسا ہی کہ جیسے مین اس لیمو کے لیے ہون جو میرے

کرتے مین گھس کر مجھے کاٹتا ہی اور اس سے ذرا کی ذرا مجھے تکلیف ہوتی ہی اور پھر دم بھر مین مین اُسے راہ فنا دکھا دیتا ہون ۔ روسی اصل ہی کیا رکھتے ہین ۔ اس کے بعد وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ مین تمھین اس نوکری مین لینا پسند کرتا ہون ۔ اسلیے کہ تم میری طرح سے بارود کی بو سونگھنے کے مشتاق معلوم ہوتے ہو۔ کیونکہ جس عہدے پر تم معین ہو گے ایسے شخص کیلیے رستم کی سی طاقت ۔ شیر کا سا دل ۔ اور بگھیرے کی سی چستی ضرور ہونی چاہیئے ۔ مجھے سر سے پیر تک دیکھ کے وہ بہت خوش ہوا اور مجھے حکم دیا کہ تم میرے نائب کے پاس چلے جاؤ تاکہ وہ تمھین ساز و سامان آفس سے درست کر کے اور تمھین تمھارے عہدے کیلیئے سب ہدایات کر دے کہ کسطرح سے کام کرنا ہوگا ۔
مین نے دیکھا کہ نائب صاحب شاہ کے سفر کی تیاری مین پھنسے ہوے ہین اور ہر شے کے انتظام کیلیے احکام جاری کر رہے ہین ۔
جون ہی اُسے معلوم ہوا کہ مین متوفی جلاد کے عہدے پر متعین ہوا اُسنے فوراً متوفی کا گھوڑا اور سب جنگی وردی مجھے دیدی اور مجھے سخت تاکید کی کہ انکی بہت ہوشیاری سے نگہبانی رکھنا اور یہ بھی اطلاع دیدی کہ اگر انمین سے کوئی شے زایل ہو جائیگی تو پھر دوسری تمھین نہین ملنے کی ۔ تیس ۳۰ تمن ماہانہ میری تنخواہ مقرر ہوئی اور پیٹیا اور میرے گھوڑے کی خوراک جدا معین ہوئی ۔ اب مین نے اپنے کو پوشاک اور ہتھیارون سے مزیّن پایا ۔ پہلے اس سے کہ مین آگے کچھ بیان کرون مناسب سمجھتا ہون کہ اپنے نئے آقا نام مرد خان کے چال چلن اور اُسکے طریقہ سے ناظر اور میری سرگذشت کے پڑھنے والے کو آگاہ کرون ۔ یہ شخص لمبا تھا جو کور کاندھے تھے اور بہت ڈبل اور جسیم بھی تھا اور اسکی عمر کوئی پینتالیس ۴۵ برس کی ہوگی پورا جوان تھا ۔ اور اب بھی اسکو خوب جوان کہتے تھے اسکی ہیئت اس مادہ کی تھی ۔ لمبی لمبی سیاہ گھندار بھوین ۔ بڑے بڑے ڈبل بالون کی داڑھی اور ایسی ہی مونچھین ۔ اس کے ہاتھ خصوصاً بڑے اور زور آور تھے ۔ اور سیاہ بالون سے

جو اسکی قمیص کے شگاف سے باہر نکلے ہوئے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکی اون ڈبل اور موٹی کو الٹی کی ہی۔ اسکی مجموعی صورت سے سرداری برستی تھی لیکن ساتھ ہی اسکے اسکی صورت سے بد دماغی اور ناتراشیدگی بھی ٹپکتی تھی طہران مین یہ بہت خوش گذران مشہور تھا وہ بغیر کسی جھجک یا خدشہ کے خوب خوب مئے گلرنگ اُڑاتا تھا اور ملاؤنکو خوب ہی بُرا بھلا کہتا تھا۔ اسکا گھر گویا مخزن عیش و عشرت بن رہا تھا۔ گانے اور طنبور بجانے کا شور شام سے صبح تک اسکے مکان سے سنائی دیتا تھا۔ اس کے ہان مرد اور عورتین ناچنے والیان تھین۔ اور یہ گویا بذات خود ہر ایک ٹولی کا محافظ تھا۔ لیکن باینہمہ وہ اپنے محکمہ کے سخت اور شدید کامون مین سُست نہین تھا۔ کیونکہ گانے اور بجانے کی آوازون مین ہر شخص اُن کمبخت اور بدبخت لوگونکی واویلا اور بکا کی آوازین بھی سُنتا تھا کہ جنپر کوڑے باری ہوتی تھی اور جو سخت اسکے آگے زجر و توبیخ کیے جاتے تھے۔ یہ نہایت ہی عُمدہ سوار تھا۔ اور بھالا لگانے مین ید طولیٰ رکھتا تھا اور گو اسکے چہرے مہرے سے یہ صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہ سپاہی ہی اور اسکی ہر شے یہ یقین دلاتی تھی کہ یہ ضرور مرد میدان ہی اور بڑا قوی ہی لیکن اصل مین یہ حد سے زیادہ ہیز اور نامرد تھا۔ یہ ہمیشہ بڑے بڑے فخریہ اور شیخی کے الفاظ کہہ کے اپنی اس نامردی کی اصلی حالت کو چھپانے کی کوشش کرتا تھا۔ اور اُن لوگون مین جو اسکی اصلیت سے واقف نہین تھے کامیاب ہو جاتا تھا۔ اور یہ صرف اپنی شیخی سے حال کے فارسیون مین ایسا ہی سمجھا جاتا تھا کہ جیسے پُرانے فارسیو نمین سام اور افراسیاب خیال کیے جاتے تھے۔

اسکا نائب یعنی لفٹنٹ اپنی کرخت اور درشت صورت سے ایک چالاک اور عقلمند شخص تھا وہ اپنے افسر کے انتظام کو کامل طور سے سمجھتا تھا جسکی وہ ایسی تعریف کرتا تھا کہ سوا شاہ کے اور اسکے کوئی شخص فارس مین اس قابل نہین ہی کہ اُسکو آدمی کہا جائے۔

مجھے جلدی سے اس بات کا علم ہو گیا کہ میری طمع نے جو بخش نے میرا ایک حاسد پیدا کر دیا

جب اُسنے دیکھا کہ مین نے اِس عہدے کے حاصل کرنے پر اُسے کچھ نذرانہ نہین بھڑایا
تو اُسنے اس جلن سے میرے اوپر سخت سخت مشکلات ڈالنی شروع کردین اور میری راہ مین
کانٹے بونے لگا لیکن مین نے اپنی اُس زبان کی چوٹ سے جو میری فطرت مین پڑی ہوئی
تھی اسکو سیدھا کیا یعنی آپ لفٹنٹونکے لب لباب ہین اور آپ ایسے لائق اور کارگزار ہین کہ آئندہ
اپنے افسر کا عہدہ سوا آپکے کوئی پا ہی نہین سکتا جب اُسنے یہ یہ مدح سرائی کی باتین اپنی
نسبت گوش گزار کین تو بہت ہی خوش ہوا اور میری ایسی تعریف کرنے لگا جو حد سے باہر
ہی۔ اللہ کریم کی عنایت سے اسوقت تم گویا یہان اس محکمہ مین ایک جواہر ہو اور تمھارے ہی
دم کی زیب و زینت ہی۔

ابتک مین طبیب ہی کے ہان رہتا تھا یہان تک کہ شاہ کی روانگی کا زمانہ قریب آیا
اور مین نے سامان سفر کی تیاری کرنی شروع کی۔ چونکہ مین عہدہ دار بنگیا تھا اور عہدہ دار
بھی جلادون کا افسر تو مجھے جس چیز کی حاجت ہوتی تھی صرف اپنے بھرم پر بازار سے بلا تکلف لیتا
تھا۔ جس زمانہ مین کہ مین طبیب کے ہان رہتا تھا مین نے مریضون سے لیکر کچھ
ضروریات کا سامان جمع کرلیا تھا اور یہ مجھے اُنھون نے بطور نذرانہ دیا تھا۔ مثلاً ایک بستر
ایک رضائی، ایک پلنگ مجھے ہاتھ لگا تھا۔ اور وہ یون لگا تھا کہ ایک غریب شخص اتفاقیہ
ہمارے چارج مین مرگیا۔ مین نے اُسکے رشتہ دارون کو یقین دلایا جنکو مین جانتا تھا
کہ یہ بڑے وسواسی مسلمان ہین کہ صاحب ہمارا اصلا قصور نہین ہی ہمنے تو جہانتک ہمسے
ہوسکا کوئی بات اُسکی نگہداشت مین نہین اٹھا رکھی اور جو مین نے اُسکے ساتھ کیا تھا اور
جسطرح سے پیش آیا تھا اسمین کسی طرح کا شبہہ نہین ہی۔ لیکن اسکا علاج کیا ہو کہ جس بستر پر
یہ لیٹا ہوا تھا وہ بستر ہی کمبخت ہی۔ اور اصل بات یہ تھی کہ رضائی ریشمی تھی۔ اور دوسری بات
یہ ہوئی کہ بستر کے پائنتی قبلہ کی طرف نہین پھری ہوئی تھی۔ جب اُسکے رشتہ دارون نے
بستر کے یہ گن سُنے تو اُنھون نے کانون پر ہاتھ رکھے اور وہ بستر چھوڑ چھاڑ کر چلتے بنے تو پھر یہ بستر

میرے ہاتھ لگ گیا۔

ایک آئینہ کی کبھی مجھے ضرورت ہوئی تو وہ مجھے یون ہاتھ لگا کہ ایک دن ایک مرزا اپنا آئینہ دیکھ رہے تھے کہ منھ دیکھتے دیکھتے اُنھین اپنا چہرہ کچھ اُترا ہوا اور پژمردہ معلوم ہوا۔ اُنھین یہ صورت کھٹکی مین نے اُنھین یقین دلایا کہ مرزا صاحب خدا کے لیے آپ پھر آئینہ ملاحظہ نہ کیجیے گا۔ آپکا چہرہ تو سرخ و سفید ہو رہا تھا ابھی تو گلاب کی پتی کے موافق تھا یہ سنتے ہی اُنھون نے آئینہ کو پھینک دیا مین اُسے اُٹھائے لیے گھر چلا آیا۔

مرزا احمق سے زیادہ ظاہر اندہب مین کوئی سخت نہین تھا۔ اور جو چیزین کہ غیر مصفا ہوتی تھین اُنکے لیے حد سے زیادہ شکی تھا۔ مجھے ایک تو یخدان کے جوڑے کی ضرورت تھی اور ایک اُس جوڑیکی ضرورت تھی جو خود طبیب کا تھا جو ایک کمرے مین یون ہی بیکار پڑا ہوا تھا۔ وہان یہ چیزین اکثر میرے ملاحظہ مین گزرتین۔ اب مین نے دل مین خیال کیا کہ یہ چیزین میرے قبضہ مین کیونکر آجائین۔ مجھے یکایک یہ خیال آیا کہ چند کُتیا کے بچے جو تمام طہران مین کثرت سے پائے جاتے ہین اور جو ہماری دیوار کے نیچے ہی ایک کُتیا نے دیے تھے مع اُنکی مان کے اُٹھا لاؤن اور ایک یخدان مین اُنکو بھر دون چنانچہ مین نے یہی کیا ایک یخدان مین تو وہ بچے اور کُتیا بٹھائی اور دوسرے مین خشک ہڈیان ادھر اُدھر سے لا کے رکھ دین اور پھر کچھ خبر نہ ہوا جب کُتیا اور بچے باہر چلنے پھرنے لگے اور اُنھون نے غل غُل مچایا تو طبیب کے آدمیونکو خبر ہوئی اُنھون نے طبیب کو اس واقعہ سے مطلع کیا وہ مع اپنے داروغہ مکان اور اور آدمیون کے جنمین مین بھی شریک تھا موقع واردات پر آیا جب سب نے یہ ملاحظہ کیا تو انھین بہت ہی خدشہ معلوم ہوا اور اُنھون نے گویا گھر کے لیے خاص بدشگون سمجھا۔

ایک شخص بولا۔ کہ یہ صرف خانم سے شادی کرنے کا نتیجہ ہے اور اُسی سے ہوا ہے دوسرا بولا۔ کُتیا کے بچے ابتک اندھے ہین الله کرے ہم اور طبیب کہین اندھے نہو جائین

طبیب کو تو اصل مین بحران کھونے کا بہت رنج تھا اُسنے انھین بخش کہا اور بولا کتیا اُرسکے بچے اور سب چیزین ابھی یہان سے علیحدہ کردی جائین - مین نے فوراً ہی انپر قبضہ بٹھایا اور بہت جلدی ان سب کو ان نتائج سے آگاہ کیا جو اس شخص کیلیے ہونگے جو ان اشیا پر قبضہ کریگا - غرض رفتہ رفتہ مین نے خوب سامان جمع کرلیا اور جب ہماری سفر کے لیے تیاری ہوگئی مین نے اس بحران کو شاہی خچر ہانکنے والے کو ذرا خصوصیت اور حق جتا کر دیدیا کہ وہ اُسے لے چلے -

ساتوان باب

حاجی بابا کا شاہ کے ہمراہ جانا

آخرکار سلطنہ کو روانہ ہونے کا دن نجومیون نے قرار دیا - آفتاب نکلنے سے نصف گھنٹہ کے بعد شاہ محل سے روانہ ہوے ۲۱ - ربیع الاول تھی - منھ اُٹھا کر جو چلے تو کہین ذرا بھی لجام کو سہارا دے کر نہ ٹھٹکے جب تک سلطنہ کے محل مین نہ پہونچ گئے - یہ شہر کنارہ کرج پر واقع ہے اور طہران سے نو فرسنگ کے فاصلے پر ہے مختلف حصص فوج مع ان پلٹنون کے جو سلطنہ مین جمع ہوئی تھین انکو حکم ہوا تھا کہ وقت مقررہ پر سب وہان تیار ملین - شاہ کے ساتھ باڈی گارڈ - اونٹونکا توپخانہ - اور ایک بڑا مضبوط دستہ سوارون کا تھا - دربار کے اعلیٰ اعلیٰ عہدہ دار مع وزرا سلطنت اور وہ افسر جو پبلک دفاتر مین ملازم تھے شاہ ہی کے ساتھ سب نے سفر اختیار کرلیا تھا - اسطرح سے شہر بالکل سنسان ہوگیا تھا - کیونکہ ایک ہی دن مین اسکی ۱/۲ آبادی کم ہوگئی - ہر چیز اور ہر ایک شخص چلتا ہی ہوا معلوم ہوتا تھا - پردیسی اگر کوئی ایسے وقت مین دیکھے گا تو اسے یہی خیال آئیگا کہ باشندے شہر چھوڑ کر سب چلدیے جیسے کہ شہد کی مکھیان ایک جگہ سے چھتا اُٹھا کے دوسری جگہ چلی جاتی ہین اور وہان اپنا قیام کرتی ہین اسی طرح سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ طہرانیون نے شہر کو اڈیو کہا اور اب وہ کہین اور جا کے بس گئے ہین - خچرون اور اونٹون کا تانتا جنیر بستر ے - غا ییچے -

بادرچیخانے کے برتن رٹھیرے ۔ کوٹرونکا سامان اور ہر قسم کی چیز لسبطلدی ہوئی تھین۔ اور جولدے پھندے راستہ پر چلتے ہوے معلوم ہورہے تھے ۔ خاک کثرت سے اڑ رہی تھی۔ اور اسوقت اُنکے رہنما برابر اپنی آوازون کو اپنے جانورونکی گھنٹیونکی آوازون سے ملاتے جاتے تھے جو انکی گردنون مین پڑی ہوئی بجتی جاتی تھین۔

روانگی کی فجر کو مین لسین پھاٹک مین مقیم تھا تاکہ اسکا انتظام کرون کہ کوئی چیز شاہ کی راہ مین مانع نہ آئے ۔ تمام شہر کے سقون نے سڑکون پر چھڑکاؤ کردیا اور جہانتک ممکن ہوا تھا وہ تدبیر اور دوراندیشانہ کام عمل مین آئے تھے جن سے شاہ کی رحم مزاجی اور شفقت رعیت کے حال پر ٹپکتی تھی ۔ خصوصاً بڑھیا عورت کو بھی اجازت نہین تھی کہ وہ شاہ کے آگے سڑک پر دکھائی دے شاہ کی اُسپر نظر پڑ جائے اور پھر وہ نظر بُری ہو۔ یعنی شاہ کے دل کو بھاجائے پھر دقت آکے واقع ہو۔

اسوقت مجھ مین دلیری اور حرارت ایسی ہوگئی تھی کہ مین آدمیونکو ادھر اُدھر ہٹاتا تھا اور اپنی عادت اور مزاج کا ذرا خیال نہ رہا تھا۔ مجھے اچھی طرح سے اپنی وہ حالت یاد تھی کہ جب مین عوام الناس مین سے تھا اور مین سخت نفرت کی نگاہ سے دفتر کے ہر ایک شخص کو دیکھتا تھا ۔ لیکن اب مین نے اپنی لکڑی اِس آزادی اور دلچلے پن سے استعمال کرنی شروع کی کہ نہ لوگون کا سر دیکھتا تھا اور نہ پیٹھ دیکھتا تھا سڑاسڑ جو اڑانی شروع کی تو ایک تہلکہ مچ گیا اور میرے بھائی جلاد بھی جھکے اور متعجب ہوئے کہ حاجی اُنمین ایک عفریت مست کے مانند ہی مجھے یہ تردد تھا کہ کسی طرح سے میری حرارت اور دلیری کی دھاک بندھ جائیگی اور اس سے مجھے یہ امید تھی کہ جب میری دہاک بندھ جائیگی تو مین اس سے اور اعلیٰ عہدے پر ترقی کر جاؤنگا۔

غرض جلوس اب آگے بڑھنا شروع ہوگیا۔ توپخانہ شہر پہلے سے آگے چلا گیا تھا کہ شاہ کے پہونچنے سے پہلے وہ سلطنہ پہونچ جاے اور جب شاہ سلطنہ پہونچین تو وہ دُنادن

سلامی اُتارے۔ اب معلوم ہوا کہ شاہ طہران سے روانہ ہوے کیونکہ توپونکی گڑگڑاہٹ نے تمام شہر مین یہ روشن کردیا تھا۔ جلادون کا سوار ایک جنگی رخش صورت گھوڑے پر سوار ہوا اور شاہراہون مین اسنے گھوڑے کو ڈپٹایا۔ اور بہت سے سوار آگے پیچھے دوڑتے ہوئے معلوم ہوے تھے یہ سارا جھگڑا اسلیے تھا کہ سڑکون کو شاہی جلوس کے لیے صاف کرین۔ اول لفٹنٹ آئے انکے بعد سوار جو جواہرات اور شال اور سونے وغیرہ سے لدے پھندے تھے انکے بعد دوڑتے ہوے پیادے۔ پھر شاہ۔ شاہ عالیجاہ کے بعد شہزادے۔ انکے پیچھے وزرا۔ اور ان سبکے بعد کثرت سے سوارون کا رسالہ جاتا تھا۔

جب یہ بیان کیا گیا کہ اسوقت شاہ کے ہم رکاب تمام مدارج کے لوگ تھے اور جب انکا ٹوٹل دیکھو کہ جنمین۔ مرزا۔ ملازمین رقلیان بردار۔ باورچی۔ انکے خدمتگار جو ظروف وغیرہ کو صاف کرتے ہین۔ فراش۔ دوڑتے ہوے پیدل۔ چرویدار۔ سوار۔ اونٹ اور خچر ہکانے والے۔ اور دس ہزار اور لوگ جو کیمپ کی ہمراہی مین قدم زن تھے۔ جسوقت کہ مین کبین دروازے پر کھڑا ہوا تھا اور یہ غُل وشور کرتا ہوا مجمع میرے آگے سے نکلتا تھا تو ہر شخص اسکا اندازہ کرسکتا ہے کہ وہ کتنا ہوگا۔ جب شاہ عالیجاہ قریب آئے جنکی لمبی داڑھی چھاتی پر قلابازیان کھاتی ہوئی ادھر اُدھر اُڑتی تھی اور اُنکی صورت سے دہشت اور خودسری اور جلال شاہی جلوہ دے رہا تھا مین نے بھی نہایت ہی ادب سے اور جھکُ کے سلام کیا اور اپنی گردن کو بغیر جھکائے نہ رہ سکا اگر مین ذرا بھی گردن جھکانے اور قاعدے کے موافق آداب بجالانے مین کوتاہی کرتا تو کاندھون کے بیچ مین سے میرا سر ندارد ہو جاتا۔

اس تمام جلوس نے شہر کے دروازے کو صاف کردیا۔ مین نے گارد کے ساتھ جو وہین قیام کیے ہوے تھا حقہ پینے پلانے مین دیر لگادی اُسوقت وزیرونکی عورات جنکو کیمپ کے ساتھ چلنے کی اجازت ملی تھی نمودار ہوئین اُنھون نے پھر زینب کی یاد کو

تازہ کر دیا۔ مین نے بہت دلسوزی اور افسوس سے اُسکی مصیبتناک حالت پر رنج کیا اور اُسکی آئندہ قسمت پر خون کے آنسو بہائے کہ دیکھیے اب اسکی کیا حالت ہوگی۔ پیاری زینب جیسا کہ مجھے اپنے روانہ ہونے سے ایک دن پہلے نورجہان سے معلوم ہوا تھا اُس گھر مین بھیجی گئی جو ایک چھوٹا موسم گرما کا مکان ہے اور جسکا تعلق شاہ کجکلاہ سے ہے اور یہ چھوٹا مکان ان پہاڑون پر ہے جو طہران کے اردگرد آکے واقع ہوے ہین جہان یہ مظلوم لڑکی گانے اور ناچنے کی تعلیم پائیگی۔ شاہ نے حکم دیدیا تھا کہ جب ہم فصل خریف مین واپس آئین اُسوقت تک زینب فن موسیقی مین کمال پیدا کر لے اُسوقت گویا زینب کے شاہ کی خدمت مین حاضر ہونے کے بھاگ کھلینگے۔ جب مین سوار ہوا چاہتا تھا تو اُسمقام کو نہین دیکھ سکا جہان پیاری مقید کی گئی تھی اور مین نے چاہا تھا کہ اسکا کچھ نشان مین دامن پہاڑ مین سے امتیاز کر سکون شاید کوئی موقع ایسا آکے واقع ہو کہ مین اپنا فرض اور کام چھوڑ چھاڑ کر اُسکے ہان جا کے صرف جھلک ہی دیکھ سکون۔ مگر مجکو پھر حکم ہوا کہ شاہ کے سلطنہ اُترنے سے پہلے مین وہان کا انتظام جا کے کرون۔

دن کا سفر اور میرا ملازمت کا وقت ختم ہوگیا۔ مین جلادون کے بڑے سردار کی قیامگاہ کی طرف گیا جہان مین نے اپنے لیے ایک چھوٹا سا ڈیرہ استادہ دیکھا۔ انمین پانچ اور میرے ہی محکمہ کے لوگ تھے جو زمانہ سفر مین میرے بھی ہمراہ رہینگے مین انسے شہر ہی مین واقف ہوگیا تھا اور وہین میرے انکے بخوبی شناسائی ہوگئی تھی۔ اب ہم باہم ایسے تنگ مقام مین جمع ہوے جو چھ گز طول سے زائد ہرگز نہ ہوگا۔ اور چار گز عرض سے بڑھتی نہ ہوگا۔ غرض اسطرح سے ہم ایک دوسرے پر پڑے۔

چونکہ مین نوجوان اور بچہ تھا تو اس تنگی اور ایسی سختی پر کچھ بھڑکنا چاہتا تھا لیکن مینے اپنے کو سنبھالا اور دل مین خیال کیا کہ ہوقت چاہیے جیسی بے آرامی ہو جب بھی ہنس مکھ ہونا چاہیے۔ اگر اسوقت تکلیف ہوتی ہے ہو آئندہ بڑے بڑے منافع حاصل ہونگے

اور مین بہت کچھ ترقی حاصل کر جاؤنگا۔

افسر جلادان کے نائب کے ضمن مین یہان نائب لفٹنٹ بھی موجود تھا۔ یہ ایک شخص میرا دلی رفیق تھا اور آخرالامر صرف اسکے ذریعہ سے مین نے بڑی بڑی قومون مین شہرت پائی اسکا نام شیر علی تھا۔ اور اسکو درجۂ بیگ عطا ہوا تھا۔ خاص باشندۂ شیراز تھا وہین اسکی پیدائش ہوئی تھی۔ اگرچہ فارس کے دو رقیب شہرون کے باشندون مین کسی طرح بھی بنا سے دوستی قائم نہین ہوتی لیکن میرا تو وہ گاڑھا دوست بنگیا اور ہم دونون شیر و شکر ہو گئے ایک دن گرمی مین جب مین بہت پیاسا تھا اسنے مجھے تربوز کا شربت پلایا۔ مین نے دوسرے موقع پر اسکا حقہ اسکے لیے بھر دیا۔

ایک دن مین چاول زیادہ کھا گیا اسنے اپنے قلمتراش سے میری فصد کھولی اور مین نے اسکے عوض مین اسکے گھوڑے کا درد قولنج تماکو کا پانی پلاکر کھو دیا۔ غرض یون ہی دو بدل ہوتی رہی مین اسکا ایک کام کر دون تو وہ یہ چاہتا تھا کہ میرے دو کام کر دے۔ اسیطرح سے ہم دونون مین خوب ہی گاڑھی دوستی ہوگئی۔ یہ مجھ سے عمر مین تین برس بڑا تھا لانبا قد۔ خوبصورت۔ چوڑے بازو۔ تنگ کمر۔ مناسب داڑھی جو صرف اسکی ٹھوڑی کو چھپائے ہوے تھی۔ نہایت ہی خوبصورتی سے بل کھائی ہوئی زلفین اسکے دونون کاندھو نپر پڑی ہوئین جیسے کہ انگور کی بیلین باغ کی دیوارون پر پڑی ہوئی ہوتی ہین۔ غرض یہ بہمہ صفت موصوف تھا کوئی بات اعتدال سے زیادہ تجاوز نہ کیے ہوئے تھی۔

چونکہ اسے اس عہدے پر ایک زمانہ مدید گذر گیا تھا اسلیے یہ اس عہدے کی تمام فن فریب وغیرہ سے بخوبی آشنا تھا۔ کیونکہ جب ہمارے اس معاملے مین گفتگو ہونے لگی یہ ایک بہت ہی تعجب انگیز امر تھا کہ اسنے کسقدر تجربہ اور کتنی وسیع اپنی مشق میرے ذہن مین تہ نشین کی اور مجکو کتنی دور از خیال باتون سے آگاہ کیا۔

وہ کہنے لگا۔ تم اسکو ہرگز خیال نہ کرنا جو تنخواہ شاہ اپنے ملازمین کو دیتا ہے اسی کو

اُسکے خُدام دیکھین اور انپر قناعت رکھین۔ نہین کبھی نہین۔ صرف اُنکے عہدون کی
حیثیت ہی پر بالجبر اور تعدی سے دست درازی کرنا منحصر ہی یعنی حسبِ قدر و منزلت کا عہدہ
ہو اُسی قدر وہ بالجبر رعایا سے لے سکتے ہین اسکے علاوہ اور زیادہ منافع اُٹھانا یہ انکی دانائی
اور عقل پر منحصر ہی۔ اچھا امتحاناً آپ ہمارے سردار ہی کو لیجئے۔ اسکو شاہ کے ہان سے ایک ہزار
تمن ماہانہ ملتے ہین اور جو باقاعدہ یا بقاعدگی سے اُسکو ادا ہوتے رہتے ہین لیکن یہ کچھ بھی
نہین ہین۔ یہ انسے پانچ اور چھ درجہ زیادہ خرچ کر ڈالتا ہی اچھا وہ اسے کیونکر حاصل ہوتا ہی
اور اسقدر زرِ نقد اسے کیونکر ہاتھ لگتا ہی۔ بس انھین لوگون سے اینٹھتا ہی جو اُسکے ہاتھے پر
چڑھ جاتے ہین۔ ایک خان معتوب ہوا۔ اور قہر شاہی اسپر نازل ہوا اُسپر مار بھی پڑتی ہی اور
اُسپر جرمانہ بھی ہوتا ہی۔ تو یہی ہمارا سردار اسپر ڈنڈ اور تاوان ڈالتا ہی اور مارتا بھی ہی۔ بس
جہان دائین ہاتھ سے کچھ بھینٹ چڑھا دیا اور سب تکلیفین اُسپر کم ہو گئین۔ فرض کیجئے کہ
ایک سرکش کی آنکھین نکلوانی ہین اب یہ صرف اسکی سزا کی زیادتی کمی اُس رقم پر ہی جو مجرم
سے ملتی ہی۔ کہ آیا یہ سزا یعنی اسکی آنکھین کٹار اور چھری سے وحشیانہ طریقے پر نکالی جائین
یا قلمتراش سے بہت آسانی سے نکال لی جائین۔ جب یہ شخص فوج کا افسر بنکے کسی مہم پر بھیجا
جاتا ہی تو جہان جہان یہ جاتا ہی شہرون اور گاؤن سے اُسے نذرانے بھیجے جاتے ہین اور
یہ صرف اسلیے ہوتے ہین کہ تم اپنی فوجکو روکنا کہ ہمین نہ ستائے اور ہمارے مال و متاع
پر دست درازی نہ کرے جسقدر اسکے پاس روپیہ پہونچتا ہی یہ اُسی قدر رعایت کرتا ہی۔
اور علاوہ ان نذرانون کے جو غربا سے لیتا ہی سالانہ وزرا بھی اسے بخشش دیا کرتے ہین کہ شاہ
کبھی نامہربان ہو تو اُسوقت ہمارے ساتھ رعایت ہو گی اور ہمپر ویسا جور و تعدی روا نہ
رکھا جائیگا۔ غرض جہان لکڑی کو جنبش دیجاتی ہی اور جہان سزا دینے کا موقع آتا ہی تو یہ ہمارا
سردار خوب خوب دولت سمیٹتا ہی۔ اور پھر درجہ بدرجہ ہماری باری آتی ہی۔ اور پھر ہم
اینٹھتے ہین جہانتک ہمارا بس چلتا ہی۔

جس زمانہ مین کہ مین نائب تھا اور مجھے ایک مجرم کے مارنے کے لیے بلایا جاتا تھا اور میری پہلے ہی سے ہتھیلی گرم ہوجاتی تھی تو مین بجائے اُسکے کہ اُسکے پیرون پر لکڑیان مارون اُسکے اِس لکڑی کے تختہ پر مارتا تھا کہ جسپر وہ لٹایا جاتا تھا۔ یہ سال گزشتہ کا ذکر ہی کہ اسٹیٹ کے پرنسپل سکرٹری کے اوپر شاہ کا عتاب نازل ہوا۔ اور حکم دیا گیا کہ اسپر لکڑی کی مار پڑے بغیر کسی فرق درجہ کے اسکے لیے ایک چھوٹی سی دری بچھائی گئی اور اسکو اسپر لٹایا گیا۔ مین اور ایک دوسرا شخص مارنے والا قرار دیا گیا دو آدمیون نے فیلک کو پکڑا۔ جب ہمنے اسکا شال اور اُسکے سر کی ٹوپی اُتاری اور اُسکی پیٹی اور اُدرکوٹ کو علیحدہ کیا جو قانوناً ہمارا ہوچکا تھا۔ تو اُس نے ہمارے کان مین کہا جو شاہ نہ سن سکین اسلیے کہ یہ تمام باتین شاہ ہی کے حضور مین ہوتی ہین۔ اُن ماؤن کی قسم جنھون نے تمھین جنا ہی۔ مجکو زیادہ نہ مارنا۔ اسکے پیر باندھے گئے تھے۔ اور اسکو چادر پر چت لٹا دیا گیا تھا۔ جب یہ سامان ہوچکا تو ہمنے کام شروع کیا ہمنے صرف اپنی جانون کے خطرون سے اُسکو بھرپور مارا یہان تک کہ وہ داویلا مچانے لگا اور اب اُسنے ہمسے کچھ دینے کی درخواست کی کہ اگر مار تھما دوگے تو یہ پیش کرونگا جب ہمنے رفتہ رفتہ مار تھمائی اور ہم بجائے اسکے پیرون کے فیلک پر مارنے لگے۔ دونون جانب سے عقلمندانہ برتاو کیا جاتا تھا کیونکہ یہ بھی تو خوف تھا کہ کہین شاہ ہماری اِس گٹ پٹ کو نہ تاڑ جائے اِس طریقے سے یہ زور زور سے رو رہا تھا۔ آہ امان آہ امان۔ خدا کیلئے مار کم کرو۔ پیغمبر کی روح کی قسم بارہ تمن دونگا۔

تمھین تمھارے باپ اور ماؤن کا واسطہ پندرہ تمن دونگا۔ مجھے شاہ کے سر کی قسم بیس تمن دونگا۔ بھئی تمام اماموں کی سوگند اور تمام پیغمبرونکی قسم تیس چالیس پچاس ساٹھ سو ہزار تک دونگا۔ میری مار تھماؤ۔ جب مار تمام ہوچکتی ہی یہ علم ہمین فوراً ہی ہوجاتا ہی کہ جسقدر پہلے مار کھانے کی حالت مین اسکی فیاضی اور دریا دلی کو ترقی ہوئی تھی اُسی قدر اب گھٹنے لگی ہے لیکن پھر بھی جو کچھ اسنے ہمسے پہلے دینے کے لیے کہا تھا اسقدر تو ضرور ہی دیتا ہی اور اگر نہ دے تو

وہ یہ بھی تو جانتا ہی کہ ابکی اگر باری آئیگی تو یہ اُدھیڑ ہی ڈالینگے اور سخت مار دینگے۔ اِس ڈر کے مارے دیتا ہی۔

شیر علی نے مجھسے اِس قسم کی باتیں کر کے تمام اونچ نیچ سے آگاہ کیا اب مجھے یہ سنکے یہی دھن لگی کہ کسی طرح سے کوڑے بازی کرون اور مال اینٹھون۔ اب تو مجھے خواب بھی اسی کا دکھائی دینے لگا۔

مین نے اپنا یہ معمول باندھ لیا کہ ہاتھ مین لکڑی لی اور ہر چیز پر جو بانو نکی شکل ہوئی مشق کرنے لگا۔ اور اسمین مین ایسا مشاق ہو گیا کہ اگر مجھے کبھی حکم ہو اور کسی کے مارنے کا موقع پڑے تو وہ پانو نکی انگلی کو علیحدہ علیحدہ لکڑی سے مار سکون میری سرشت مین بیرحمی ہرگز نہ تھی جسکو مین بخوبی جانتا تھا نہ مین ایسا تند اور دلیر تھا جسکا بھی مجھے بخوبی علم تھا اسلیے مین خود متعجب تھا کہ مین یکایک ایسا شیر بے پیر کیونکر ہو گیا۔ اصل یہ ہی کہ یہ امر صحبت سے بہت تعلق رکھتا ہی دوسرون کے بیرحمانہ کامون اور سختیون نے مجھے بھی سخت دل بنا دیا۔ اور اب جو میری بود و باش تھی وہ ایسی سخت اور بیرحمی کی جگہ تھی کہ العظمۃ للہ۔ سوا اِسکے اور کچھ سُننے مین نہین آتا تھا۔ ناکون کا کٹنا۔ کانون کا کترنا۔ آنکھون کا نکلنا۔ او کھلی مین سر کا کچلا کرنا دو آدمیون کو اوپر نیچے لٹا کے قیما کرنا۔ تنور مین جلانا۔ غرض اسی قسم کی باتون مین مین ایسا مشاق ہو گیا کہ اگر موقع ہو تو اپنے باپ کو سولی دیدون اور اُف نہ کرون۔

آٹھوان باب

حاجی بابا کا اپنے کام مین مشغول ہو کے ایرانیو نکی آئین سلطنت کا نمونہ بتلانا

شاہ آہستہ آہستہ سلطانیہ کی طرف روانہ ہوے۔ آخر چودہ دن کے بعد جب ایک نیک ساعت آپ کے وہان پہونچنے کی قرار دی گئی تھی تو وہ اپنی ٹھیک اسی ساعت کو موسم گرما کے محلات مین پہونچے جو کچھ دن پہلے سے اُن کے لیے آراستہ ہو گئے تھے۔ یہ محل

پہاڑیوں پر قائم ہین اور انکی دوری پرانے شہر سے کچھ زیادہ نہین ہی - یہان سے پورا پورا نظارہ
میدانون کا دکھائی دیتا ہی - جو میدان اسوقت سفید سفید ڈیرے خیمونسے پٹے پڑے ہوئی تھی -
جسوقت کہ اپنے عہدے کے خیال کا دھوان میری چھاتی مین اُٹھتا تھا تو یہ ایک نمایان نظارہ
تھا کہ مین اپنے اس حال کیحالت کو اور اس کمبخت اور مصیبتناک حالت کو جب مین ترکمانونکی
قید مین تھا مقابلہ کرتا تھا تو صرف مجھے یہ فرق معلوم ہوتا تھا کہ جب مین خود پٹنے والا تھا اور
اب مین مارنے والا ہون - صرف اس تعلیم سے جو کچھ تھوڑی بہت اصفہان مین میرے پرانے
اُستاد ملا جی نے کی تھی مجھے یاد تھی اور اس سے اللہ کی عنایت سے ابتک شہریون کی یعنی
اپنے ہموطنونکی رعایت بہت کرتا تھا اور اُنسے مجھے ہمدردی بھی تھی -

جب شیر علی میرے پاس آیا اور اُسنے مفصلۂ ذیل کیفیت مجھ سے کہی تو بہت دشواری سے
مین نے یہ فکر و غوص کیا - وہ مجھسے بولا - ہماری قسمت اسوقت بلندی پر ہی لو آؤ تم میری ساتھ آؤ
انشاءاللہ ہم دیکھو کیا کارگزاری کرتے ہین - تمھین اس بات کا دھیان چاہیے کہ شاہ کے کیمپ
کیلیے اردگرد کے گاؤن سے پوری پوری خوراک مہیا ہوگئی ہی مگر یہ معلوم ہوا ہی کہ کدج سوار کے
گانون نے اپنا حصہ نہین ادا کیا ہی - اور اسکا گاؤن اس جگہ اور ہمدان کے بیچ مین واقع ہی
اور اسنے بہانہ یہ کیا ہی کہ ایک شہزادہ مع اپنی جلو کے شکار کے بہانہ سے چند روز سے یہان
ٹھہرا ہوا ہی اور وہ لوگون کو اندر باہر سے صاف کیے دیتا ہی - تو اب مجھے حکم ہوا ہی کہ مین وہان
جاؤن اور اسکا بخوبی سرانجام کردن - اور مین مع اور گاؤن کے بزرگوارون کے کدخدا
(سردار گاؤن) کو اپنے سردار کے آگے لے آؤن - چونکہ تم میرے دوست ہو اسلیے مین نے اجازت
لے لی ہی کہ مین تمھین اپنے ساتھ وہان لیجاؤن گو اور ہمارے محکمہ کے عہدہ دار شکایت
کرتے ہین کہ ہماری باری ٹوٹ گئی اور ہمین ساتھ نہ لیا - اب تم مغرب کی نماز پڑھتے ہی
جلدی تیار ہو جاؤ تاکہ ہم بہت جلدی روانہ ہو جائین اور وہان فجر ہوتے ہوتے
جا پہونچین -

مین یہ سُنکے پھولا نہ سمایا کہ اتنی جلدی مین ایک کام کے سر ہوا۔ گو مین شیر علی کی طرح سے کام کرنا اور موقع سے عمل کرنا نہین جانتا تھا لیکن پھر عقل آزمائی کے لیے اور خنگ تیز گام فراست کے دوڑانے کیلیے بہت بڑا کھُلا ہوا میدان پڑا ہوا تھا مین نے کہا کہ ہمارا ستارہ بُرا ہوگا اگر اس مہلک شہزادے نے ہمارے لیے خوشہ چینی کرنے کو کچھ نہ چھوڑا۔ میری دل مین ایک شاعر کا یہ شعر آیا۔ کہ۔

"اگر ایک ظالم نے ڈارھی جڑسے پکڑ کر اُکھیڑ لی ہی تو کچھ خوف کی بات نہین ہی کیونکہ وہ ٹھوڑی سلامت ہی جہانسے وہ اُکھڑی ہی پھر بھی اُگ سکتی ہی۔ گر وائے اس خربزے پر جو جڑ سے اُکھیڑ لیا گیا"۔

یہ خیال کرتا ہوا مین اپنے گھوڑے کو کسنے کیلیے گیا جو اور افسرونکے گھوڑون کے ساتھ ڈیرے کے پاس چر رہا تھا۔ اور مین نے اسے سفر کے لئے تیار کیا۔ اسکے گلے اور پیرونکی رسّی کھولی اور اُسکی طرف مخاطب ہوکے یہ کہا۔ جانور۔ تم شوق سے جلد ہی لات مارو اور جلد ہی مجھے اُٹھا کر پھینکدو اسلیے کہ تم اِن کامونکے کرنیکے لیے آزاد ہو۔ اور اسکے علاوہ جو کچھ تمسے نقصان پہونچایا جاے پہونچاؤ۔

شیر علی اور مین نے آفتاب کے غروب ہونے پر اپنا کیمپ چھوڑا۔ ہمارے ساتھ ایک لونڈا ہوا جو لدے ہوئے خچر کی چوٹی پر بیٹھا ہوا اُسکو ہنکار رہا تھا۔ اس خچر پر ہمارے بستر سے چادرے گھوڑونکی اگاڑی پچھاڑی وغیرہ لدی ہوئی تھین۔ جب سے کہ مین سپاہی ہوگیا تھا مین نے اپنے نام کے ساتھ بیگ کا خطاب اور بھی ملا لیا تھا۔ تاکہ میری اس نام کے ساتھ پوری پوری شہرت ہو جاے مین نے اپنے گھوڑے کے واسطے ایک چاندی کی زنجیر اُسکی پیشانی پر لٹکانے کے لیے اپنے کسی دوست سے مستعار لے لی۔ اور ایک خوبصورت چاندی کے دستہ کا پستول اپنی کمر مین رکھنے کیلیے اُسی سے اینٹھا جس رفیق سے مین نے یہ دونون چیزین لین اُس سے مین نے اقرار کر لیا کہ اُسکے لیے کچھ سوغات گرمی کی

فصل کی وہان سے ضرور لاؤنگا۔

ساری رات ہمنے سفر کیا۔کل دو گھنٹے ایک گانو نمین جو سڑک ہی پر واقع تھا آرام کیا اور ٹھیک صبح ہوتے ہی ہم کیچ سوار مین اسوقت پہونچے کہ جب عورتین اپنے اپنے مویشی اصطبل سے نکال رہی تھین۔اور آدمی اپنے حقے بیٹھے ہوے پی رہے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اب کھیت پر کام کرنے کیلیے جائینگے۔جون ہی ہم گانون مین گھسنے لگے تو یہ ایک بدیہی امر تھا کہ وہان غل غپاڑہ مچے۔ایک ندمچ گیا۔عورتین تو خاموش ہوئین اور اُنھون نے فوراً اپنے چہرے آنچلون سے ڈھانک لیے۔اور آدمی اپنی جگہون سے بیٹھے بیٹھے کھڑی ہو گئے۔ اب مین چاہتا ہون کہ میری سرگذشت کا ناظر اس ہیئت اور شکل کو دیکھے جو شیر علی نے وہان پہونچ کے بنائی۔اور اپنی کیسی ہوا باندھی ہے۔اُس نے اپنے کو محکمہ جلادان کا سب سے اعلیٰ افسر قرار دیا اور ذرا ایک حکومت اور درشتی کی آواز مین لوگون سے گانون کے سردار کا پتہ پوچھا کہ وہ کون بشر ہے اور کہان رہتا ہے۔ایک سیدھا سادہ آدمی جس کی بھوری داڑھی۔عاجزانہ صورت تھی۔اور بہت ہی زدہ کپڑے پہنے ہوے تھا آگے آگے ہوا اور کہا آغا سلام علیکم۔مین ہون تمھارا نوکر جسکو تم تلاش کرتے ہو۔خدا کرے تمھاری قدم یہان آنے مبارک ہون اور تمھارا سایہ عاطفت کبھی کم نہو۔اور پھر بسم اللہ کہ کے اُسنے ہماری گھوڑون کو تھام لیا ہم نیچے اُتر آئے اور ہمارا اُترنا بھی نوابی اور امیرانہ ہوا ایک شخص نے گھوڑے کے سر پہ ہاتھ رکھا ایک نے رکاب پکڑی ایک نے بغلون مین سہارا دیا یون ہم گھوڑون کی پیٹھون پر سے اُترے۔ایک چھوٹی سی چادر کدخدا کے دروازے پر بچھی۔ اسپر گانون کے تمام مرد بیٹھے اور ہمنے اندر کے رخ ایک کمرے مین نشست کی۔کدخدا نے خود اپنے ہاتھون سے ہمارے بوٹ اُتارے اور اسی طرح کی ہماری اُسنے خدمت کی جو وہ ہر مہمانکی جو اُنکے ہان جاتا ہے کرتے ہین۔جب شیر علی کی یہ عزت ہوئی اور اُنکی نگاہون مین اسکی سردارانہ توقیر جمی تو شیر علی نے دو چار لقمے اپنے حقہ مین سے اُڑا کر بڑی ہی تاکید

لفظی سے زور دے دے کر یہ کہا۔ تم جو کہ کدخدا کرج سوار کے ہو جانتے ہو کہ مین یہان
شاہ کی طرف سے آیا ہون۔ پھر کہا شاہ کی طرف سے اور مین صرف یہ سبب دریافت کرنے آیا ہون
تاکہ مجھے معلوم ہو کہ کرج سوار سے شاہ کے کیمپ کے لیے کیون نہین سامان رسد پہونچا۔ اور یہ
رسد تمھین اس حکم کے مطابق بھیجنی تھی کہ جس کو دو مہینے کا عرصہ ہوا گورنر ہمدان کے ہان سے
تمھارے نام جاری ہوا تھا۔

اسکا مجھے جواب دو۔ اگر تمسے ہو سکے تو اپنا چہرہ سفید رکھو۔

کدخدا۔ ہان اپنی آنکھون کی قسم جو کچھ مین نے پہلے کہا ہی وہی اب کہونگا جسقدر لوگ
کہ یہان موجود ہین (اپنے گانوٗن والون کی طرف اشارہ کرکے) جانتے ہین کہ جو کچھ مین کہتا ہون
سب سچ ہی۔ اگر مین جھوٹ بولون تو میری آنکھین نکلوالین۔ حضور والا آپ اللہ کی عنایت سے
انسان ہین۔ عقلمند ہین روشن دماغ اور نظرباز ہین آپ مسلمان بھی ہین۔ اور آپ خدا سے
ڈرتے بھی ہین مین سوائے سچ کے اور کچھ بھی نہین کہونگا جو کچھ واقع ہوا وہی ظاہر کرونگا۔
نہ اس سے کم ہوگا نہ زیادہ۔ اور پھر آپ ہی پر اسکا فیصلہ کرنے کے لیے چھوڑ دونگا۔

شیر علی۔ بہت اچھا بہت اچھا کہو۔ مین شاہی ملازم ہون جو کچھ شاہ فیصلہ کریگا وہی
ہوگا مین کیا کر سکتا ہون۔

کدخدا۔ آپ ہی حضور مالک ہین۔ لیکن بصد لجاجت عرض کرتا ہون کہ آپ میری
التماس کو بغور ملاحظہ فرمائین۔

تین مہینے کا عرصہ گذرا کہ جب قریب ایک گز کے گیہون اُگ آئے تھے اور بھیڑون کے
بچے تمام ملک مین ممیاتے پھرتے تھے کہ اتنے مین شہزادہ خراب قلی مرزا کے ملازم نے
مجھے آکے یہ اطلاع دی۔ کہ کل میرا آقا اس گانو مین آکے مقیم ہوگا تاکہ محیط اضلاع مین
کھیلے۔ اور وہ ہرنون۔ جنگلی گدھون۔ تیترون۔ بھیڑون۔ جنگلی مرغونکا شکار کھیلے گا
تو اُسنے حکم دیا ہی کہ میرے اور میرے جلو کے لوگون کے لیے عمدہ اور نفیس قیام گاہین تیار

اور ہر قسم کا رسد کا سامان بھی مہیا ہو۔ جون ہی یہ خبر لگی تمام گانوٗن مین ایک خوف چھا گیا ہمنے یہ دیکھ کے کہ ہم شہزادی کے ملازمین کے ساتھ کچھ نہ کر سکینگے یہ ارادہ کیا کہ اپنے گھر بار چھوڑ چھوڑ کر ہم پہاڑون پر مقیم ہون اور جب یہ روز بلاخیر منقضی ہو جاے پھر اپنی اپنی جگھون پر چلے آئین کیونکہ جب وہ آئیگا اور کچھ سامان نہ دیکھے گا تو ہمین تباہ کر دیگا۔ کاش اگر اسوقت آپ ان غریب زمیندارون کی حالت دیکھتے کہ جسوقت یہ اپنی سب چیزین مجبوراً چھوڑ چھوڑ کر بھاگے تھے تو آپکا پتا پانی ہو کر بہ جاتا اور آپکا دل رحم سے پگھل جاتا۔

شیر علی۔ اسکا مطلب کیا ہے۔ شاہ کا تو تمام گانون ویران کر ڈالا۔ اگر شاہ یہ سنلے تو سب کو کوٗھوین ڈلوا کر بلوا دیگا۔ اور تجسے رحم کے خواہان ہو۔

بوڑھا گانون والا بولا۔ برائے خدا رحم بھی کوئی چیز ہے آپ میری رام کہانی کی آخر کیفیت سُنیے اور مجھپر ترس کھائیے۔ رات ہوتے ہی ہمنے اپنی مویشیونکو لادا اور جتنی چیزین ہمسے لیجائی گئین ہمنے اُنسے جانورون کو بھر دیا۔ اور ہم اُنھین پہاڑونکی طرف ہکا کر لے گئے جہان ہم ایک گڑھے اور نشیبی گھاٹی مین ٹھہرے اُسکے پاس ندّی بھی بھری تھی گانوٗن مین صرف چھ بڑھیا عورتین اور بلیان رہگئین۔

یہ سُنکے شیر علی نے میری طرف خطاب کرکے کہا۔ سُنتے ہو حاجی یہ ہر قیمتی چیز اپنے ساتھ لے گئے اور برہنہ دیوارونکو اور بڑھیا مریض عورتون کو شہزادی کیلیے چھوڑ دیا۔ اچھا (خدا کی طرف خطاب کرکے) چلو اور آگے چلو کیا ہوا پھر۔

ہم وقتاً فوقتاً عورتون کے پاس جاسوس خبر لینے کیلیے بھیجتے رہے تاکہ ہمین کیفیت معلوم ہوتی رہے کہ شہزادے کے آنے پر کیا بپتا پڑی۔ اور ہم اپنا کل سامان چٹانون اور پہاڑونکی گھاٹیون مین لے گئے دوپہر کو یہ لوگ گانوٗمین پہونچے جب انھین معلوم ہوا کہ ہم بھاگ گئے تو اُنکے غصہ کی آگ بھڑکی یعنی شہزادے کے نوکر گھر گھر پھرے اور ہر مکان کے دروازے کو زور زور سے کھڑکھڑایا۔ جب اُنھون نے بہت کھڑکھڑایا تو ایک بڑھیا عورت نے بڑی مشکل سے

اپنے بستر سے اُٹھ کر ان سپاہیون کو ایسا سختی سے دھتکارا کہ کوئی شخص اس سے مقابل نہوا۔ شہزادے نے اپنی خوراک اور رسد کا سامان پاس کے گانون سے منگالیا اور میری مکان مین اُسنے آکے قیام کیا۔ جہان وہ غلہ دیکھتے فوراً اُسے لے لیتے۔ اُنھون نے پہلے تو میرا سارا گھرداری کا سامان لکڑیونکی جگہ چولھے مین جلادیا اور جب وہ بھی کافی نہ ہوسکا تو اُنھون نے کواڑ اور کھڑکیان غرض سب پھونک دین کواڑ تو کواڑ تمام شہتیر اور مکان کی کڑیان بھی جلادین۔

نئے لہلہاتے ہوے گیہون مین اُنھون نے اپنے گھوڑون کو چرنے چھوڑ دیا۔ اور وہ خود بھی کاٹ کوٹ کر بہت کچھ اپنے ہمراہ لے گئے۔ غرض ہم بالکل تباہ اور برباد ہو گئے نہ تو ہمارے پاس روپیہ ہی نہ مویشی ہین نہ کپڑے ہین۔ نہ رہنے کو گھر رہا اور نہ سونے کو بستر نہ کھانے کو کچھ خوراک رہی۔ اور سواے اللہ کے اور آپ دونون صاحبون کے ہمارا اب کوئی پناہ دینے والا نہین ہی۔

	ترحمے بکن آخر کہ عاجزم عاجز نگاہ کن کہ چہ خون میچکانم از گفتار	

یہ سُنتے ہی شیر علی بیگ نے اپنی جگہ سے اُچھل کر سخت وحشیانہ اور سختی کے طور پر اس بوڑھے آفت رسیدہ کی داڑھی کو پکڑ کے کہا۔ کیا ای بوڑھے شخص تجھے ان سفید بالون پر بھی شرم نہین آتی۔ کہ تو یون جھوٹ بول رہا ہی ابھی تو نے ایک لمحہ گذرا یہ کہا تھا کہ جو کچھ قیمتی اسباب تھا وہ سب ہم اپنے ساتھ لے گئے تھے اور اب تو یہ کہتا ہی کہ ہم برباد ہو گئے یہ کبھی بھی نہین ہوسکتا۔ ہمنے اتنا بڑا سفر کوئی تمھارے نخس کھانے کو نہین کیا ہی۔ اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم مارکیٹ مین اپنی داڑھیون پر ہنسوانے کے لیے آئے ہین۔ تو یہ تمھاری غلطی ہی۔ تمنے شیر علی بیگ کو ابتک نہین جانا ہی ہم وہ لوگ ہین کہ جب سوتے ہین تو ایک آنکھ ہماری کھلی رہتی ہی۔ اور ایک بندر۔ کوئی لومڑی اپنے بل مین سے بغیر ہمارے

علم کے نہین رُک جا سکتی اگر تم اپنے کو گربہ سمجھتے ہو تو ہم بلیون کے باپ ہین تمھاری ڈاڑھی بہت ہی بڑی ہونی چاہیے تم اپنے بڑے بڑے ملک دیکھو بہت کچھ تجربہ حاصل کرو اُس کے بعد ہمین فریب دو۔

کدخدا۔ نہین نہین اللہ گواہ ہی پناہ بخدا کہ اگر مین نے ذرا بھی آپ کو دھوکا دینے کا خیال بھی دل مین کیا ہو۔ مین چیز ہی کیا ہون جو آپکو دھوکا دہی کی دلیری کرون۔ ہم تو شاہ کی رعیت ہین جو کچھ ہمارے پاس ہی سب اُسی کا ہی۔ لیکن ہم بالکل عریان کردیے گئے۔ ہماری کھال تک اُتار لی گئی۔ آپ اپنی آنکھون سے ملاحظہ فرمالین۔ ہمارے کھیتون کی طرف نگاہ اُٹھا کے دیکھیے۔ ہمارے گدامون کو معائنہ فرمائیے نہ تو غلہ باہر ہی ہی۔ اور نہ ہماری کوٹھریون مین ہی۔

شیر علی۔ بہت اچھا اس سے ہمین مطلب نہین کہ غلہ ہی یا نہین ہی تمھاری کھال تک اُتار لی گئی یا نہین اُتار لی گئی اس سے تو کچھ غرض ہی نہین ہم ایک بات کہتے ہین اسی کو تم سُن لو زیادہ جھک جھک سے کچھ سروکار نہین ہی۔ شاہ کا حکم تو بجالانا پڑیگا خواہ رسد کا سامان کرو اور خواہ زر نقد عطا کرو اور جو تم یہ نہین کروگے تو تم اور سب یہان کے مُنڈ ہمارے ہمراہ سلطانہ چلو وہان تم حکام کے آگے خود جوابدہی کر لینا۔

اسکے بعد کدخدا اور بڑے بڑے گانوٗن والون مین کانا پھوسی اور مشورہ ہونے لگا یہ سب لوگ ایک کونہ مین چلے گئے اور ہمین ہمارے حقے پیتے ہوستے تنہا چھوڑ گئے اور ان بیچارون مین ایک اضطرابی پھیل گئی۔

انکی کانفرنس اور مشورے کا یہ نتیجہ کھلا کہ اُنھون نے اپنی وہ رام کہانی گانی تو چھوڑ دی اور ایک بوڑھا شخص آیا اور مجھے ایک طرف اُٹھا کے لے گیا۔ اور دوسرا ضعیف شخص آیا وہ شیر علی کو ایک کونہ مین لے گیا۔ سابق الذکر بوڑھے نے مجھ سے ملائمیت اور دوستی کی باتین کرنی شروع کین اور وہی معمولی طریقے سے میری مدح سرائی کرنے لگا اُسنے مجھے

کہا کہ آپ خدائی مخلوق مین مکمل ہین پھر اُسنے قسمیہ کہا کہ مین نے بہت کچھ اپنی چھاتی اور تمام گانؤن والون کے دل مین آپکی طرف سے محبت والفت کے شعلے بھڑکائے ہین اور مین ہی ایک وہ شخص ہون کہ اُنکی تکالیف اُنسے رفع کرنا چاہتا ہون جب تک وہ یہ باتین کرتا رہا مین مردمردانہ اور ذرا بے پروائی کی صورت بنا کر کھڑا رہا اور اپنا پائپ پیتا رہا۔ لیکن جب وہ کچھ معاملے کی گفتگو مین آیا اور اُسنے یہ گفتگو کی کہ ہم سبکی یہ صلاح ہوئی ہی کہ اسقدر آپکو نذرانہ دین۔ میری پوچھیے تو مین تو راضی ہوگیا اور مجھے اس لینے سی دلچسپی بھی ہوئی۔ اُس نے کہا کہ جو کچھ ہمین کرنا ہی اُسکا ہمنے مشورہ کرلیا اور سب اسپر متفق رائے بھی ہین کہ شاہ کی خدمت مین رسد وغیرہ کا سامان بھیجنا یہ تو محض ناممکن ہی اور ہم بھی اسکو مہیا نہین کرسکتے۔ لیکن ہان کچھ آپسے درخواست کرتے ہین اور آپکی خدمت مین پیش کرتے ہین جس سے ہماری جان بچے۔

یہ سُنکے مین نے جواب دیا کہ یہ سب صحیح ہی لیکن مین ہی تو صرف ایک شخص نہین ہون جسکا آپ لوگون نے خیال کیا۔ ہم یہان صرف دو ہی ہین لیکن یہ بھی تو یاد کرنا چاہیے کہ ہم اپنے سردار کو بھی تو کچھ منھ بھرائی دینگے جب وہ راضی ہوگا۔ اور جو وہ راضی نہوا تو تمھاری اتنی محنت ومشقت سب محض بیکار ہوجائیگی۔ اور مین تمسے یہ کہہ سکتا ہون کہ اگر تم اُسکی ہتھیلی چکنی کرتے ہو یعنی اسکی منھ بھرائی کرتے ہو تو روغن کو من سے تولو نہ کہ مثقال سے وزن کرو۔

کدخدا نے جواب دیا۔ کہ جو کچھ ہمارے پاس ہی سب حاضر کردینگے لیکن جو آپنے اپنے افسر کے لیے فرمایا ہی تو یہ ایسا بھاری ہی کہ ہم سوائے اپنے بال بچون کے اور کچھ بھی پیش نہین کرسکتے یہی ہماری ملک اور رہ گئے ہین۔

مین۔ دیکھو ای میری دوست مین تمسے کہتا ہون۔ اگر تمھارے پاس روپیہ نقد ہی تو پھر اور شے پیش کرنی محض بیفائدہ ہی۔ روپیہ ہاتھ مین لے کے تو تم شاہ کا اسکے پیر

سے تاج خرید کر سکتے ہو۔ لیکن اسکے بغیر مین یہ یقین دلاتا ہون کہ تمھین فصل زرد کو ب دیکھنی پڑیگی۔

کدخدا۔ افسوس۔ روپیہ۔ روپیہ حضور ہم کہان سے لائین۔ ہماری عورتون کو جب ایک ٹکڑا چاندی کا ملجاتا ہی تو وہ اُس مین چھید کر لیتی ہین اور اسکو اپنے گلے مین ڈال لیتی ہین اور یہی انکا زیور ہی۔ اور اگر ہم بڑی شدید اور سخت محنت کے بعد اور اپنا خون پسینا ایک کر کے پچاس تمن بھی جمع کر لیتے ہین تو ہم اُنھین زمین مین دفن کر دیتے ہین۔ اور پھر ہمین وہ اسقدر خوشی اور شادمانی دیتے ہین گویا ہمارے پاس کوہ نور ہی۔ اسکے بعد وہ بوڑھا میرے قریب آیا اور میرے کان مین اُسنے یہ کہا۔

آپ بہت اچھے اور خوبصورت عمدہ مسلمان ہین کوئی گدھے نہین ہین۔ آپ نہین خیال کر سکتے کہ ہم شیر کے منھ مین چلے جائینگے۔ آخر رحم بھی کوئی چیز ہی۔ (میرے دوست شیر علی کی طرف اشارہ کر کے) یہ کتنے پر راضی ہو جائینگے کیا مین انسے پانچ تمن کی درخواست کرون اور ایک جوڑا شلوارون کا دون۔

مین۔ مین اسکو کیا جانون کہ اُس کا اطمینان کتنی رقم سے ہوگا۔ جو کچھ ہی وہ یہ ہی تم خوب سمجھ لو کہ رحم اور شفقت تو اسمین ذرہ برابر بھی نہین ہی۔ اچھا پانچ کے دس تمن کر دو۔ اور ایک جوڑے شلوار کے ساتھ ایک کوٹ بھی دو تو اس حالت مین مین اُسے راضی کر لونگا

بوڑھا۔ او ہو یہ تو بہت ہی زیادہ ہی اگر ہم اپنے تمام گانٔون کو دیکھین تو وہ بھی اتنی قیمت نہین رکھتا۔ آپ انکو پانچ تمن اور ایک جوڑے شلوار ہی پر راضی کرین اور آپکی خدمت مین مین جو نذرانہ پیش کرونگا وہ بھی کافی ہوگا۔ اور وہ آپکو متحیر کر یگا۔

اسپر ہمارا مشورہ ٹوٹ گیا اب مجھے یہ فکر ہوئی کہ مین اپنے دوست کی باتون کو سنون کہ اس سے بوڑھے نے کیا کہا اور میرا دوست بھی بے صبر تھا کہ وہ میری گفتگو کا علم حاصل کرے جب ہمنے ایک دوسرے سے ساری باتین کہین تو معلوم ہوا کہ دونون بوڑھون نے

ایک ہی رقم دینے کا مشورہ کرلیا تھا۔ غرض یہ ہی کہ شیر علی نی بار بار ایسا انکار کیا کہ بغیر دس تمن لیے ہوے مانا ہی نہین۔

شیر علی۔ بہت اچھا اب تو تم یہ کررہے ہو جب تمپر مار پڑیگی اُسوقت تمھین کیفیت آئیگی اور پھر تم پورا پورا ادا کردوگے اور بہت دل کھول کے دوگے۔ اب تو تم چپ چاپ سی بیٹھے ہوئے ادھر اُدھر دیکھو۔

قصہ مختصر یہ کہ پھر وہ لوگ مع کدخدا کے۔ کچھ سیب۔ آرد۔ ایک ظرف شہد۔ کچھ تازہ پنیر لے کر آئے اور بہت ہی لجاجت سے کہا کہ آپ اسے قبول کرلیجیئے۔ یہ ایک معمولی اور مدامی دعوت ہی جو مسلمانونکو دیجاتی ہی۔ جب ہماری آگے سب چیزین پھیلائی گیئین تو کدخدانے نرم اور آہستہ آواز مین بصد منت پھر وہی درخواست پانچ تمن اور ایک جوڑی شلوار کی کی اور اُسنے اپنی مصیبت اور سختی کو اور اپنے گانؤنکی ویرانی کو ان لفظونمین بیان کیا کہ ممکن نہین تھا کہ کوئی سنتا اور نرم دل نہ ہوجاتا۔ مگر شیر علی ہی کا دلِ ملائم نہ ہوا۔ اور وہی بر سر رحم نہ آیا۔

ہمنے تمام میوہ جات اور کھانون کے قبول کرنے سے انکار کیا اور ہم نے متفق ہوکے کہا کہ ابھی ہمارے آگے سے سب اُٹھالیے جائین۔

اِس سے مظلوم اور آفت رسیدہ آدمیون کی شکستہ دلی ہوئی آخر وہ اپنے خوانون کو اپنے سرون پر اُٹھا کے نہایت ہی سُست اور غمگین قدمون سے واپس لے گئے۔ "وائے بر حال ہر مظلوم بار"

نصف گھنٹہ کے بعد وہ پھر وہی خوان لے کے آئے اور کدخدانے عرض کیا کہ دس تمن اور کوٹ دیتا ہون۔ اب تو حضور اسے قبول کرلین اسپر ہم دونون نے اسے خوب کھایا جب کھا چکے تو دس تمن شیر علی نے تو اپنی گرہ مین گھرد سے اور اپنا کوٹ اُٹھا کے باندھ لیا۔ اب مین منھ تکنے لگا کہ یہ میرے لیے کیا لاتے ہین جس سی مین متعجب ہونگا۔

کچھ بھی نہین باوجودیکہ اسقدر شور وشغب دکھایا گیا تھا لیکن پھر بھی کہ خدا نے مجھے یون ہی ہاتھون پر کھلایا۔

مین۔ ذرا بصبر اپن دکھلا کے۔ کہان ہی۔ یہ کیا معاملہ ہی۔ کتنا ہی۔

بوڑھا آرہا ہی۔ ذرا صبر کیجئے۔ ابھی وہ تیار نہین ہوا۔

آخرش کچھ دیر انتظاری کرنے کے بعد بڑے طمطراق سے وہ شلوار کا جوڑہ جسکو شیر علی نے لینے سے انکار کیا تھا میرے لیے آیا۔ اور وہ ایک خوان مین رکھ کے میرے آگے پیش کیا گیا۔ اور اس بوڑھے نے اچھے اچھے اور چکنے چپڑے الفاظ مین مجھ سے اُسکے قبول کرنے کی درخواست کی۔

مین۔ یہ کیا بلا ہی۔ (سب آدمیون کو مخاطب بنا کے) کیا ای لوگو تمھین ذرا بھی شرم نہین ہی کیا تمھین اسکا علم نہین ہی کہ مین جلاد ہون۔ وہ شخص ہون کہ جو تمھاری باپ کو جلا دونگا اور تمھین وہ وہ غم اور الم دونگا اور تمھاری سرون پر وہ وہ آفتین لاؤنگا جو تمنے خواب مین بھی نہ دیکھی ہونگی۔ تمھارا اس سے مطلب کیا ہی یہ تو تم مجھے بتاؤ کہ تم میرے پاس یہ شلوار کا جوڑا لائے ہو جو تمھاری کئی نسلون کا برتا ہوا ہی اور تمھارے باپ دادا کی اُترن ہی۔ نالائق بیوقوف اچھا اب تمھین کیفیت معلوم ہوگی جاتے کہان ہو بچا ہی بنا کے نچھوڑین تو کہنا"۔

تمھین اب پورا پورا کھل جائیگا کہ جلاد کیا ہوتا ہی اور کیا کر سکتا ہی۔ لیجاؤ اُسے اُٹھا کے مین ہرگز اسے نہین چھونے کا۔

یہ سُنکے وہ میرے احکام کی تعمیل کرنے کو تھے کہ شیر علی نے اُنھین ٹھہرایا اور کہا اچھا مجھے شلوار کو دیکھ تو لینے دو۔ شیر علی نے اس شلوار کو اُٹھا کے اور اپنی آنکھون کے آگے لگا کے اور آفتاب کی طرف کر کے کہا افسوس یہ تو بہت ہی پُرانا اور زردہ ہی۔ خیر کیسا ہی کیون نہ ہو یہ بھی میری ملک ہو گیا۔ اسکا بھی مین شکر یہ ادا کرتا ہون۔ خدا کری تمھارا کنبہ پھلے پھولے

یہ دیکھ کے ہر شخص تحیر اور تعجب کی نظر سے اسکو دیکھنے لگا کہ اسنے یہ بھی ہتھیایا اور مین جسنے اتنے بڑے فائدے کی یہ بیشد ستی کی تھی شلوار کا جوڑا بھی آخر کار کھو بیٹھا اور یہان سے سوائے کافی تجربہ کے اور کچھ نہ ہاتھ لگا۔ کہ دوسرے وقت مین اپنے ملکی دوست کی دوستی کو پورے طور سے پرکھ سکون۔ اور جو شخص کہ اپنے کو دوست کہے اسپر کتنا بھروسہ کرون۔

نوان باب

حاجی بابا کا افسر جلادان کا نائب لفٹنٹ ہونا

دو ڈبل اور موٹی تازی بھیڑین جو ہمارے اسباب کے خچرون سے بندھی ہوئی تھین کو یہی گویا ہمارے افسر کے نذرانہ کے لیے بھیجی گئی تھین۔

جون ہی ہم کمپ مین پہونچے ہم سیدھے نائب کے پاس گئے وہ فوراً ہمین دیکھتے ہی افسر کے پاس لے گیا۔ افسر اپنے ڈیرے مین بیٹھا ہوا اپنے دو تین دوستون سے باتین کر رہا تھا۔

افسر۔ اچھا تم کیا کر آئے۔ کیا تم غلہ یا کد خدا کو اپنے ہمراہ لائے۔

شیر علی۔ حضور کچھ بھی نہین۔ صرف یہ دو بھیڑین آپ کے قدمون پر نثار کرنے کیلئے اُنھون نے بھیجی ہین۔ اور اُنھون نے ہمین اس امر کا اپنی آنکھون سے ثبوت کرا دیا کہ ہمنے اس گانوٴن مین سوا انکے کسی چیز کو نہین چھوڑا انکو اس طرح سے تباہ کیا ہی اور لوٹا ہی کہ برخلاف اُنسے اور لینے کے اگر اُنکو خوراک نہ بھیجی گئی تو وہ ایک دوسرے کو کھا لینگے۔

افسر۔ تم اسطرح سے کہتے ہو۔ بیشک۔ اگر اُنکے پاس بھیڑ کے بچے ہین تو پھر ضرور بھیڑین بھی ہونی چاہیین تمنے کس طرح وہان جا کے شمار کیا۔

شیر علی۔ یہ درست ہی جسطرح آپ فرماتے ہین اُسمین ذرہ برابر فرق نہین لیکن حضور والا ہم تو غلہ اور اناج کی بابت گفتگو کرتے ہین بھیڑ دن کا کچھ ذکر نہین ہے۔

افسر۔ تمنے ہماری احکام کی تعمیل کیون نہین کی اور کد خدا اور گانوٴن کے بڑے بوڑھونکو

کیون نہین لائے۔ اگر مین وہان ہوتا تو مین قطعی اُنکے کباب کر ڈالتا اور ان سب کو زندہ جلا دیتا مین اُسے اونٹون کی باندھنے کی رسّی سے باندھ دیتا اور جب تک کہ وہ اقرار نہ کرتے کہ ہمارے پاس کچھ ہی مین ہرگز نچھوڑتا۔ اب تم مجھے بتاؤ کہ اُنھین کیون تم لیکر نہ آئی

نصیر علی۔ ہمنے اُنھین لانا بہتیرا چاہا (میری طرف دیکھ کے کہ یہ بھی میری تائید کری) بیشک ہمنے اکٹھا باندھ دیا اور ہمنے اُنھین بہت کچھ چاہا کہ اُنسی وصول کرین یا اُنھین یہان لائین ہمنے اُنھین بہت کچھ بُرا بھلا کہا اور مارا بھی بہت۔

حاجی بابا بخوبی جانتا ہی اور حاجی بابا نے تو انسے کہدیا تھا کہ اگر وہ کچھ نہ دینگے تو ہم انپر رحم ہرگز نہین کرینگے۔ رحم ایک وہ چیز ہی جسکا ہمسے ذرا بھی تعلق نہین ہی اگر انھین معلوم ہوگا کہ ہمارا خان ہمارا آغا ہمارا افسر کیسا مزاج رکھتا ہی تو وہ دیکھینگے کہ مارتا ہی اور فریاد نہین سُنتا۔ کبھی کسی حالتمین اُسکا دل پر سر رحم نہین آتا ہمنے یہ ساری باتین کہدین کہ اگر تم نہین دوگے تو تمھین دفن کر دیا جائیگا۔

خان۔ حاجی یہ کیا کہتا ہی۔ مین ابتک اِس امر کو بالکل نہین سمجھا کہ یہ کیون نہین انھین میرے پاس لے آیا۔

مین۔ مگر بہت ہی عاجزی سے۔ بیشک اے خان اسکو تو مین بھی نہین سمجھا شیر علی بیگ جو آپکا ڈپٹی لفٹنٹ ہی اور کل کام اسی کے اختیار مین ہی مین تو اُسکی خدمت مین گیا تھا مین کوئی بھی چیز نہین۔

یہ سُنتے ہی خان کے آگ لگ گئی اور غضبناکی کی حالت مین جو کچھ اُس سے کہا گیا بطور دھمکانے کے ہمسے کہا۔ (اپنے دوستونکی طرف مخاطب ہوگئے) یہ صاف ہی کہ یہ شرارت پیشہ مجھ سے فن فریب کرنا چاہتے ہین۔ اے شیر علی تو مجھ سے کہ تجھے میری روح کی قسم شاہ کے نمک کی قسم جو کچھ تو نے اُنسے لیا ہی سب صاف صاف کہدے۔ اور تم اے آغا حاجی تمھین شاید اِس ملازمت مین ایک مہینے سے زیادہ نہین ہوا تمنے کتنا اُڑا لیا۔

ہمنے اپنے کو بیگناہ بھی ثابت کیا۔ مگر بیفائدہ تھا۔ ہمنے یہ بھی کہا کہ ہم کچھ نہین لائی مگر غیر مفید کسی نے بھی تو یقین نہین کیا۔ غرض یہ کہ ہم دونون ڈیرے کے باہر نکالدیے گئے اور اسنے اپنے نائب کی حراست مین ہمین دیدیا کہ وہ ہمین مقید رکھے جب تک کہ وہ کدخدا یہان نہ آجائے ہمین نہ چھوڑے جب شیر علی اور مین تنہا ہوے تو شیر علی نے کوشش کی کہ مجھے بھی اپنی غنیمت کا حصہ دار بنائے۔ مجھ سے نصف کی درخواست کی کہ نصف آپ بھی لے لین۔

مین۔ ای میری دوست اب یہ نہین ہوگا۔ اسکو عرصہ گذر گیا۔ اگر تمنے ممنوع شرابکو پی لیا اور اُس سے تمنے سرور حاصل کیا اور اب اُس سے تمھاری دردسر ہوگیا۔ تو اب کوئی سبب نہین ہی کہ آپ کوشش کرین کہ مجھے بھی اپنے ساتھ مریض بنائین۔ اسوقت مجھکو ایک سبق حاصل ہوا ہی۔ آپنے بحیثیت مالک ہونے کے کام کیا اور یہی امر اسوقت مجھے مطمئن بنائے گا۔

پھر شیر علی نے یہ کوشش کی کہ مجکو اپنے ساتھ کرے اور جب کدخدا کا مقابلہ ہو اُسوقت یہ قسمین کھائے اور یہی کہے کہ ہم دونون بے گناہ ہین اور ہمنے اُنسے کچھ بھی نہین لیا ہی لیکن مین ان نتائج کو دیکھ دیکھ کے ایسا ہوشیار ہوگیا تھا کہ مین کچھ اقرار نہ کرسکا۔ شیر علی نے مجسے بیان کیا کہ اگر مین اُسی طرحسے لٹا کے پیٹا گیا تو اب میرا بچنا مشکل ہی کیونکہ بالعموم جسنے دوسرے شخص کو مارا ہی تو اس سختی اور شدت سے پیٹا ہی کہ جسکی کوئی بھی انتہا نہین۔ مجھے بھی یہی معلوم ہوتا ہی کہ میری اوپر بھی کوئی رحم نہ کھائیگا اور میری خبر بھی اُسی سختی سے لیجائیگی۔ اور اُسنے قرآن کی قسم کھا کے کہا کہ مجھپر نہ صرف یہی مصیبت آکے واقع ہوگی کہ مین لکڑی سے پیٹا جاؤن بلکہ مین اور آفتومین بھی پھنسونگا۔

جب وہ وقت آیا کہ ہم پھر اپنے سردار کے آگے حاضر ہون تو شیر علی کی تلاش ہوئی شیر علی پہلے ہی روپوش ہوگیا تھا۔ لیکن جب مجھ سے واقعہ کا استفسار ہوا تو مین نے جو کچھ کہا وہ یہ تھا۔ مجھے معلوم ہی کہ اُسکو پٹنے نے دہلادیا اور یہی وجہ سے وہ بچ کر بھاگ گیا ہی۔

جون ہی اپنے جج کے پاس گیا دیکھا کہ کدخ سوار کے لوگ بھی وہین کھڑی ہوئی تھی سب نے
یک زبان ہوکر یہی کہا کہ اسنے ہمسے کوئی چیز بھی نہین لی ہے لیکن برخلاف اسکے اُسنے ہمین
اس بات پر آمادہ کیا کہ ہمارے خان کو تھین بڑا بھاری نذرانہ بھیجنا چاہیے جہانتک انسے
ممکن ہوا اُنھون نے شیر علی کی شکایت کرنی شروع کی اور کہا کہ اُسنے ہمپر مصیبت نازل
کی اور ہمارے کہنہ زخمون پر سے نئی کھال گھسیٹ لی۔

ان سب باتون نے آہستہ آہستہ میری ترقی اور نفع کی طرف حرکت کی۔ اور میری ترقی کی
سڑک کو صاف کردیا۔ یہ بات سب مین مشہور ہوگئی اور ہر ایک کی زبان زد ہوگئی اور مجکو
سب گویا ایک نمونہ پرہیز اور اعتدال کا دیکھنے لگے۔
ایک نے کہا۔ اجی حضرت طبیب ہی نا اور یہ فعل علم سے اسنے کیا ہے سبب اسکی عقل مد رہا ہے بہتر
دوسرے نے کہا۔ اجی جناب یہ نتائج کے اصول علمی سے بخوبی واقف ہی جہان اسکا
سر ہوگا وہان اسکے پیر کبھی بھی نہ ہونگے۔
مین ایک ذہین اور بیدار مغز عاقبت اندیش مشہور ہوگیا۔ صرف اُس موقع سے
جو قسمت سے میرے ہاتھ اتفاقیہ لگ گیا۔ اور مین اُن اشخاص میں ہوا کہ جنکے طالع اچھے
ہوتے ہین اور جنکا ستارہ گردش مین نہین ہوتا غرض اس کہانی کا یہ نتیجہ ہوا کہ مین اپنے
دوست شیر علی کی جگہ ہوگیا یعنی مجکو عہدۂ سب لفٹنٹ ملگیا۔ ایک عادت اور چال چلن
جو میرے ناظر یہان خیال کرسکتے ہین کچھ کم نتیجہ کا نہوگا جسکو وہ بعد ازان ملاحظہ کرینگے

دسوان باب

حاجی بابا کا جلاد پیشہ ہونے پر بھی ایک عورت و مرد کو مصیبت کی حالتمین
دیکھ کے رحم کرنا

اسوقت شاہ سکوڈس سے جنگ کررہے تھے جنھون نے جارجیا مین اپنے کو قایم کیا تھا

اور حدود فارس کے اُن صوبون کو تہ و بالا کر دیا تھا کہ جو ارس اور کر کے درمیان آکر واقع ہوئے ہین۔ گورنر ایراوان جو سردار کے نام سے نامزد تھا اور شاہ کے پیارے افسرون مین سے تھا اُسنے اُنکی بڑھتی ہوئی لین ڈوری پر بیقاعدے حملے کرنے شروع کیے تھے اور اُنکے تمام گانؤن اور ملک کے قصبے برباد کر دیے تھے تو مجبور ہو کے وہ بھی فارس کی طرف بڑھے تھے اور اِسکی حدود پر حملہ آور ہوے تھے۔ ایک فوج عظیم گورنر آذربائجان اور وارث تاج و تخت کی کمان مین تبریز مین بھی جمع ہوئی تھی۔ اور یہ اُمید کیجاتی تھی کہ بہت جلد موقع جنگ پر روانہ ہوگی۔ اسلیے کہ اگر ممکن ہو تو دشمن کو پھر طفلس کی طرف ہٹا دے اور دربار کے احکام کے مطابق ماسکو کی طرف بھی بڑھے۔

سلطنہ مین تمام شاہی چھاونی مین ہر روز اِسکی خبر سُننے کی اُمید کیجاتی تھی کہ سردار نے جو مشہور کیا ہی کہ مین نے روسی مقام گیومشلو پر حملہ کیا ہی اُسکا کیا نتیجہ ہوا اور روز احکام جاری ہوتے تھے کہ افسران دشمن کا پوری پوری طرح سے استقبال کیا جائے۔

آخر الامر دیکھا کہ ایک ہرکارہ گھوڑے سوار بہت تیزی سے چلا آرہا ہی اور وہ سیدھا اندھا دُھند شاہی ڈیرے کی طرف لپکا۔ یہ تو ایک بدیہی امر تھا کہ کچھ واقعہ آکر ہوا ہی اور یہ مدد لینے آیا ہی۔ دوسری صبح کو ہمارا سردار نامرد خان دس ہزار سوارون کا افسر کیا گیا۔ جنکو شاہ کا حکم ہوا کہ فوراً دریاے ارس کے کنارون کی طرف بڑھیں۔

من باشی تو ہزارون کے افسر تھے۔ یوز باشی سیکڑون کے افسر اور ان باشی دہائیون کے افسر۔ غرض تمام یہ افسر فوج کی کمان کرتے تھے۔ کیمپ مین یہ لوگ مختلف دوائر مین پریشان اور مضطرب معلوم ہوتے تھے۔ اپنے خان کے پاس حاضر ہو رہے تھے اور اجازت لے رہے تھے۔

نامرد خان کا ڈیرہ سرداران مہم سے پُر ہو گیا تھا۔ یہ وہ سردار تھے جن کو اُسنے اپنے دوائر تقسیم کیے تھے اور اُنکو روانہ ہونے کے احکام دیدیے تھے۔

ہر ایک حصہ فوج کو یہ الگ الگ بتا دیا تھا کہ راہ مین فلان فلان گانوؤن مین مقیم ہونا میرا
فرض یہ ہوا کہ مین اپنے اور محکمہ کے عہدہ دارون کے ہمراہ لشکر سے ایکدن پہلے روانہ ہون تاکہ
گانوؤن مین انسے پہلے پہونچکر سارا انتظام کرون - یہ میرا وہ فرض تھا کہ جسمین چستی اور چالاکی درکار
تھی - لیکن اُسی وقت میرے ساتھ زیادہ تر نفع ہمراہ ہی کہ جس سے مجھے امید تھی کہ میری تھیلی
وزنی ہو جائیگی - مگر ابتک شیر علی کی مثال میری آنکھون کے آگے سے نہین گئی تھی اور جو
میرے لیے اور دست اندازی کی خواہش کے شعلے کو بجھا دیتی تھی - آخر مین نے یہ ارادہ کیا
کہ ابھی تو مین کچھ نہ لون اور اپنے ہاتھون کو بالکل اس سے صاف رکھون اور اپنی حرص اور
طمع کے شعلون کو آب پرہیزگاری سے بجھاؤن -

مین اپنے اسٹاف کو ساتھ لے کر ایرادان فوج کے پہونچنے سے کئی دن پہلے پہونچ گیا
ہمنے وہان سردار کو دیکھا یہ گیومشلو پر حملہ کر کے بیٹھ رہا تھا اور طالب مدد تھا - لشکر جو شاہزادے
کی ماتحتی مین تھا حدود کے دوسرے حصہ کی طرف بڑھ رہا تھا - اور اسکا ارادہ تھا کہ گنجہ کے
قلعہ پر حملہ آور ہو جسپر ابھی دشمنون نے قبضہ کر لیا تھا - سردار اپنے لشکر کو بچا کر شاہ سے طالب
امداد ہوا تھا -

جون ہی نامرد خان اور سردار باہم ملے تو دونون نے مشورہ کر کے فوراً مخبر روانہ کیے
تاکہ اس مقام اور حرکت روس کی خبر لائین - اور مین بیس آدمیون پر افسر مقرر کیا گیا -
پھر سردار نے اسی قدر تعداد اور دانہ کی جو اُس راہ مین ہماری رہنما تھی کہ جن ملک کے حصہ
سے ہم محض نابلد تھے -

ہم شام تک سب جمع ہو گئے اور جھٹپٹا ہوتے ہی جب مؤذنون نے اذان کہی
روانہ ہو گئے - ہم ایک ہی دفعہ اشترک گانوؤن مین بڑھے - ہمنے اتمیزن کو عبور کیا - یہ
شہر آرمینیا کے یہودیون کے مجتہد کا مقام ہماری بائین طرف واقع تھا - مشکل سے ترڈ کا
ہوا تھا کہ ہم اشترک کے کنارون پر پہونچ گئے - اب تک اُن چٹانون کا گھر اندھیرا

سایہ دریا پر پڑا ہوا تھا جو کنارے ہی پر بلند تھین اور جنسے ناہموار دیوارین معلوم ہوتی تھین
یہ گانوٴن خود ان چٹانون کے بیچ مین اگر واقع ہوا تھا اور جہان یہ بنا ہوا تھا۔ ان اٹھی
ہوئی چٹانون سے الگ ممتاز معلوم ہوتا تھا۔ جبکہ پرانی پرانی عمارت کی بربادی کے نشان
اور بھاری بھاری عمارتی صنعتین۔ اس اندھیاری اور گھٹاٹوپ چادر مین صاف نمایان
تھین اور جو برابر اس منظر کی سنجیدگی اور شوکت تبلا رہی تھین۔ میرے ساتھیون نے مجھسے
کہا کہ جو کچھ آپ ملاحظہ کر رہے ہین بہت سے اُن آرمنین گرجون کا بچا کھچا ہی جو اکثر فارس کے
حصص مین دیکھے جاتے ہین۔ دریا اس زور شور سے برابر نہ مین جاتا تھا اور پھر اُٹھتا تھا۔
جب ہمنے اسکا عبور کیا ہی تو اسکے کھون کو پورا ملاحظہ کیا۔ جو پانی پر صاف نظر آتے تھے۔ ہمارے
گھوڑون کی ٹاپونکی آوازون نے اس گانوٴن کے کتون کو ڈرا دیا جنھون نے بھونکنا شروع
کیا جو ہمین صاف معلوم ہوتے تھے۔ کوے کی کریہ اور ناموزون قائین قائین۔ مرغ کی اذان
بھی صاف سُنائی دینے لگی۔ ہماری آنکھین زیادہ تر گھرونکی طرف پھری ہوئی تھین۔
ہم مین سے ایک شخص نے اپنے گھوڑے کو ٹھہرا کر کہا۔ (گرجا کی طرف اشارہ کرکے) یا علی
یہ کیا چیز ہی کیا تم نہین دیکھتے کہ یہ سفید چیز کیا معلوم ہوتی ہی۔
دوسرا بولا۔ ہان ہان۔ مین دیکھتا ہون یہ غول ہی۔ ہمین ہرگز شک نہین کہ یہ قطعی
غول ہی۔ یہ ایک سچی ساعت ہی اور یہ کسی نعش کی فکر مین ہی۔ اور مین اسوقت صاف کہتا
ہون اور کچھ لگی لپٹی نہین رکھتا کہ ہم مین سے یہ ایک نہ ایک کو کھاے گی۔
یہ مین نے بھی اپنی آنکھون سے دیکھا کہ وہان واقعی کچھ چیز تھی لیکن اس امر کا فیصلہ
کرنا کہ وہ کیا چیز تھی یہ نہین ہوسکتا تھا۔
ہم سب پل پر ٹھہر گئے۔ اور اپنی آنکھین پھاڑ پھاڑ کے اسطرف دیکھنے لگے اور
سب نے یہ راے قائم کی اور اس سے اپنا اطمینان کیا کہ یہ کوئی اوپری چیز ہی۔
اب کوئی حضرت علیؑ کو پکار رہا ہی۔ کوئی حضرت امام حسینؑ شہید کربلا کو آواز دیتا ہی۔ کوئی

پیغمبرؐ کو مدد کے لیئے بلاتا ہی کوئی بارہ اماموں کے نام لے لیکے کہتا ہی کہ مدد کرو۔ کسی شخص کا یہ جیہہ نہ پڑا کہ اُسکے پاس جاتا۔

بس اب جھاڑ پھونک شروع ہو گئی اور سپاہی کچھ پڑھ پڑھ کے اپنے اوپر دم کرنے لگے ایک عراقی بولا اپنی شلواروں کی ڈوریاں مضبوط کر لو یہ غول بیابانی ہی جو اصفہان کے جنگل کے قریب رہتا ہی اور ہمیشہ یہ مسافروں کی خبر لیتا ہی۔

دوسرا بولا۔ دیکھیے یہ کیا کریگا مین تو اپنا جانور اس سے علیحدہ ہی رکھتا ہون۔

غرض اسی کشمکش مین صبح ہو گئی۔ یہ صرف ہمارے خیالات تھے اور کچھ بھی نہین تھا ہمپر جو ڈر بیٹھ گیا تھا وہ ہماری آنکھون کے آگے جلوہ فرما تھا۔ لیکن جب صبح نے گریبان اندھیاری کا پھاڑا تو کچھ بھی نہ تھا۔ مگر دوسرے شخص نے جو بہت ہی خوف زدہ ہوا تھا پل اُتر کر اپنے گھوڑے کو مہمیز کیا اور برباد شدہ گرجہ کیطرف اپنے گھوڑے کو لپکایا اور یہ کہا کہ مین ضرور جا کر دیکھونگا کہ یہ چیز کیا تھی جو شب کو ہمین معلوم ہوئی تھی۔ ہمنے اُسے دیکھا کہ وہ جاتے ہی بہت تیزی سے واپس پھر آیا اور یہ خبر لایا کہ ہمین جو سفید چیز پر دھوکا ہوا تھا وہ ایک عورت تھی جو اپنے چہرے پر سفید نقاب ڈالے ہوے تھی۔ اور وہ عورت ایک مرد کے ساتھ ٹوٹی ہوئی دیوارون کے بڑے سایہ مین چھپی ہوئی تھی۔

مین اس امر سے بہت خوش ہوا کہ یہ موقع خاص اچھا ہاتھ لگا ہی جس سے اور بھی میرے فرائض مین جان پڑیگی۔ مین دیکھون کہ اس عورت نے اس ویرانہ مین اس طرح سے کیون پناہ لی ہی۔ پانچ آدمی مین اپنے ہمراہ لے کے اسطرف بڑھا اور باقیماندہ کو پل کے قریب چھوڑا۔

جب تک کہ ہم دیوار کے زاویہ سے نہ پھرے ہمنے کچھ بھی نہ دیکھا جون ہی اُسکو پھر کے ہمنے دیکھا تو ہماری متلاشی شے ایک محراب مین بیٹھی ہوئی تھی ملی ایک عورت ظاہرا زمین پر مریض پڑی ہوئی تھی اور ایک شخص اسکا سر زانو پر لیئے ہوے دبا رہا تھا

آفتاب کی روشنی پوری پھیلی ہوئی تھی - اسکا روشن تاج جھم جھمانے لگا تھا اس سے معلوم ہو گیا کہ یہ دونون نوجوان ہین - عورت کا چہرہ نقاب سے چھپا ہوا تھا - باوجودیکہ اس پر مردنی کی زردی چھا رہی تھی لیکن پھر بھی وہ بر نمانہ معلوم ہوتی تھی اور کچھ نہ کچھ اپنا حسن دیتی تھی اور اس نوجوان کی صورت سے قوت - چالاکی - جودت طبع ٹپکتی تھی ایسا نوخیز اور پر بہار بچپن ابتک میری نگاہون مین کم گذرا تھا - یہ نوجوان بجسہ جار جیا والون کی سی پوشاک پہنے ہوے تھا - پیش قبض اسکی کمر مین گھرڑ سا ہوا تھا - اور بندوق دیوار سے لگی ہوئی کھڑی تھی - اس عورت کی نقاب جو سفید اور شفاف تھی ادھر اُدھر سے خون سے لتھڑی ہوئی اور پھٹی ہوئی تھی - گو ابتک مین ایسے لوگو نمین رہا تھا جہان سوا دوسرون کی تکلیف دہی اور انکے سر پر مصیبت لانے کے کچھ بھی نہین تھا - رحم اور شفقت ہم جانتے ہی نہین تھے کہ کس کھیت کی مولی ہے تا ہم مین اور میرے ساتھیون نے جو کچھ اس موقع پر دیکھا اُس سے ایک گونہ دلچسپی لی اور ان نا آشنا پردیسیون کے غم پر دل ہی دل مین خونکے آنسو بہائے اور زیادہ بیچین ہوے - مین سب کے آگے بڑھا اور یہ دریافت کیا -

تم یہان کیا کر رہے ہو اگر تم پردیسی اور مسافر ہو تو پھر تم گانؤن اور بستی مین جا کے کیون نہین قیام کرتے -

نوجوان بچہ - اگر تم مین حمیت انسانی ہے - اگر کچھ بھی ہمدردی ہے خدا کے لیے تم مجھے مدد دو اگر تمکو سردار نے بھی ہمین گرفتار کرنے کے لیے بھیجا ہے جب بھی تم اس مظلومہ کے بچانے کے لیے مجھے مدد دو - میرے پاس اسوقت کچھ چیز تو ہے نہین کہ تمھاری نذر کرون - لیکن مین خدا کے واسطے اسکی زندگی بچانے کے لیے تمسے مدد چاہتا ہون -

مین - تم کون ہو - سردار نے ہمین حکم نہین دیا ہے نہ تمھاری معاملے مین کچھ کہا ہے -

تم کہان سے آئے اور کہان جاتے ہو۔

نوجوان - ہماری کہانی بہت طول طویل اور مصیبت انگیز ہی - اگر تم میری مدد کرو گے اور ہم کو ایسے مقام پر لیجاؤ گے جہان اس مظلوم لڑکی کی کچھ نگہداشت ہو سکے تو مین تمکو جو کچھ ہمپر آج تک بیتی ہی سب حرف بحرف سُنادونگا - یہ ستم رسیدہ مجروح ہی اگر ذرا سی غور ہوئی اور شفقت سے اس کی نگہداشت ہوئی تو یہ اچھی ہو سکتی ہی ابتک اسمین کوئی بات ایسی نہین ہے جس سے یہ خیال ہو کہ یہ جانبر نہو سکے گی - خدا کا شکر ہی کہ تم سردار کے افسرون مین سے نہین ہو مین آپ سے گھگھیا کر عرض کرتا ہون کہ آپ مجھ سے محبت والفت سے پیش آئین - مجھے یقین ہی کہ جب آپ میری آفتناک اور مصیبت خیز اور ماتمی کہانی سنین گے تو ضرور اپنی حفاظت مین مجھے لے لینگے -

اس نوجوان کا ایک ایک لفظ میرے دل مین اثر کرتا چلا گیا - اور اسکی مظلومانہ اور پژمردہ و افسردہ صورت نے میری چھاتی مین رحم کے شعلون کو خوب بھڑکایا مین اُسکی خواہشون کے پورا کرنے پر مستعد ہوا اور مین نے کہا ہم ابھی گانؤن مین اس مظلوم مریض کو لیے چلتے ہین اور بعد ازان کہانی سُن کے جو کچھ ہم مناسب سمجھینگے تمھارے ساتھ کرینگے - اُسوقت اُس مجروحہ نے کچھ بھی نہ کہا - لیکن ہان اُسنے بہت ہوشیاری سے اپنی نقاب کو چارونطرف سے سمیٹ کر اپنے چہرے پر کیا - اس درد کی آواز سے روتی تھی - جس سے کلیجہ شق ہوا جاتا تھا - ممکن نہ تھا کہ اسکی آواز کوہ سندان مین مثل تیر سام و نریمان کے شگاف نہ کرتی ہو - اسکی دردناک آہ و بکا سے صاف ٹپکتا تھا کہ زخم کاری لگے ہین - مین نے اپنے ایک ساتھی کو حکم دیا کہ تو گھوڑے پر سے اُتر پڑ - خالی گھوڑے پر تو اُس عورت کو بٹھایا اور ہم جلدی گانؤنکی طرف چلے - وہان پہونچ کے ہمنے کئی مکان بنے ہوئے دیکھے مین نے ایک مکان ایسا تجویز کیا جسمین ہر طرح کی آسائش مل سکے - اس مکان کا مالک بامروت اور خلیق تھا ہمنے اس مکانمین اس عورت کو ٹھہرایا اور مین نے حکم دیدیا کہ اسکی ہوشیاری اور نگہبانی

سے خبرگیری ہوئے ایک بڑھیا عورت جو اِس گانوُن مین زخمونکے اچھا کرنے مین نامی تھی اِس مجروحہ کی خدمت کے لیے بھیجی گئی۔ اور اُسنے اسکا علاج کرنا شروع کیا مجھے اِس نوجوان بچہ سے معلوم ہوا کہ مین اور یہ لڑکی آرمینیا کے رہنے والے ہین۔

گیارھوان باب

یوسف آرمینی اور اسکی بی بی مریم کی رام کہانی

یہ میرا خیال تھا کہ ابیرین کی بلندی کی طرف بڑھون جہان خنک موسم۔ سرسبز چراگاہ ہم اپنے گھوڑون کے لیے پائینگے۔ لیکن جب مین نے یہ سُنا کہ اِس مقام خاص مین خانہ بدوش اقوام کا زیادہ تر مسکن رہتا ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ اُنکے ڈیرے خیمے اُس جنگ کی دہشت سے جو ہو رہی ہے ان پہاڑون مین چلے گئے ہین تو مین نے ارادہ کیا کہ ہم اشتراک اپنا قایم کرین اور جب تک کہ دنکی گرمی نہ کم ہو جاے وہین پڑے رہین۔ اِسکے مطابق میرے آدمی گانونکے مختلف حصص مین چلے گئے بعض نے تویل کی محرابونمین قیام کیا۔ بڑی بڑی اُگی ہوئی گھانس مین چرنے کے لیے اپنے گھوڑے چھوڑ دیے۔ ایک دو چکی کے پاس جاکے بیٹھ گئے جو دریا کی ریت پر واقع ہے جسکا پہیّہ صرف پانی کے زور سے چکر کھاتا ہے۔ مین نے اپنا غالیچہ ایک کھلے ہوے کمرے مین جو چپٹانکے چپٹے طبقے پر بنا ہوا تھا جہان سے مجھے دور دور کا نظارہ صاف صاف معلوم ہوتا تھا اور جہان سے مین ہر چیز کو جو روسی سرحدات سے برآمد ہو بخوبی دیکھ سکتا تھا بچھایا اور اُسپر بیٹھا۔

دو گھنٹے کامل نیند لے کے مین جاگا اور مین نے آرمینیا کے بچہ کو بلایا۔ جو کچھ ہمارے مہمان نواز میزبانون نے ہمارے لیے کھانے تیار کیے تھے ہم دونون نے بیٹھ کے خوب کھاے اور پھر مین نے اُس سے کہا کہ اب تم اپنی بیتی سناؤ اور مجھ سے بیان کرو کہ تمھین کونسی شے یہان لائی۔ جب ہم کھانے اور نیند سے خوب تازہ دم ہو گئے تو روشن آفتاب نے اپنی روشنی سارے مین پھیلا دی۔ جو کچھ اِس نوجوان بچہ نے مجھ سے کہا میرے دل پر برابر ایسا اثر

کرتا چلا گیا کہ مجھے اُسکی کوئی بات خلاف نہین معلوم ہوئی - اور اسکی بھولی بھولی اور پیاری
صورت صاف کہہ رہی تھی کہ اِسپر یہ واقعہ ضرور گذرا - وہ اِسطرح سے بیان کرنے لگی۔
مین پیدائشی آرمینین ہون اور مذہبًا مسیحی ہون - اور میرا نام یوسف ہے میرا
باپ گاؤن گیو مشلو کا سردار ہی جسمین بالکل آرمینین ہی آرمینین رہتے ہین - یہ خوبصورت
دریا ہیمیاکی سے بہت دور فاصلے پر واقع نہین ہی اور یہانسے چھ فرسنگ دور ہی -
ایک شاداب ملک کے بیچ مین ہونے کے سبب سے جو سرسبز سرسبز چراگاہون اور
خنک و دل آویز و صحت بخش موسم سے پر فزا ہی ہم صحیح اور سخت قوم ہین مرض کبھی
ہمارے پاس آکر بھٹکتا ہی نہین - باوجودیکہ بلشمار گورنرون کی زیادہ ستانی اور محصول
نے ہمین بالکل مفلس بنا دیا ہی - ہم پہاڑون مین اتنی دور کے فاصلے پر رہتے ہین کہ ہم
اُن مظالم سے جو اُن باشندون پر ہوتے ہین جو شہرون کے قریب ہین یا اُن کے
مسکن گورنرون کی قیامگاہون کے قریب ہین بہت بچے ہوئے ہین اور یہ صرف
ہماری دوری ہونیکا باعث ہی کہ ہمپر دست ظلم اُنکا اسقدر دراز نہین ہوتا -
دُنیا سے علیحدگی جو ہمین حاصل ہی اس باعث سے ہماری عادتین سادی ہین اور
ہمارے طریقۂ زندگانی مجتہدانہ ہین - میرا ایک چچا تھا جسکو درجہ ڈیکن یا دریون کے
نیچے کا درجہ حاصل تھا - اور اچمیزین مین وہ بڑے گرجے مین بطور مجتہد کے کام کرتا
تھا - دوسرا چچا ہمارے گاؤن کا پادری تھا اسلیے میرا سارا کنبہ کا کنبہ گرجے مین اعلیٰ
عہدون پر ہی - تو اُنکا یہ ارادہ تھا کہ مجھے بھی وہ اِس بارک عہدے کی تعلیم کرین -
میرا باپ خود جو زمین کھودنے مین اپنی اوقات بسر کرتا تھا اُسنے صرف اپنی محنت
اور جانفشانی سے ہمارے گاؤن کے قریب ایک بہت بڑا قطعہ زمین کا صاف کر دیا -
علاوہ میرے اُسنے اپنے دو بیٹے اور بھی اپنے ساتھ اس کھیت مین کام مین لگا لیے
اور چونکہ انسے اپنے کام مین مدد لینے کی کافی امید تھی اسلیے اُسنے صرف مجھے گرجے مین

تنہا چھوڑا میری جب دس برس کی عمر تھی مین اچمیزین مین تعلیم پانے چلا گیا۔ جہان مین نے لکھنا پڑہنا اور گرجہ کی خدمت کرنا سیکھا۔ مین نے تعلیم سے بہت خوشی حاصل کی اور جو کتابین کہ مجھے پڑہنی تھین اُنکو مین نے بہت شوق سے پڑھ لیا۔ ایک پورا کتبخانہ آرمنین کتابونکا میرے پاس جمع ہوگیا جنکو مین نے ادھر اُدھر سے جمع کیا تھا گو بہت سی کتابین مذہبی تھین لیکن تاہم مجھے آرمینیا کی ایک تاریخ ہاتھ لگی تھی جسنے میرے تمام ارادے کو توڑ دیا کیونکہ مین نے اسمین یہ پڑھا کہ ایک زمانہ مین ہم بھی بادشاہت رکھتے تھے ہم وہ ہین جنھون نے عالم مین اپنے کو معزز بنایا تھا اپنے اس حال کی مصیبتناک حالت پر افسوس کرکے اور یہ خیال دلمین جماکے کہ ہمارے گورنر کون تھے مجھ مین یکایک اس خیال سے کچھ جرارت سی آگئی اور میرے سارے خیالات اس مقدس پیشہ کیطرف سے پھر گئے جسکے لیے مین مقرر کیا گیا تھا۔ اُسوقت روس وایران مین جنگ چھڑ گئی اور ہماری یہ بستی گویا لشکرون کا گذرگاہ بنی۔ مین نے دلمین خیال کیا کہ اسوقت میرے کنبے کو ہر طرح سے اپنی حفاظت کرنیکی ضرورت ہوگی بہتر ہی کہ مین اس گوشہ نشینی سے ان ہی کی جاکے مدد کرون اور جسطرح سے مجھ سے ہوسکے اپنے ہنر سے انکا معاون بنون۔ کچھ ہی دیر کے بعد مین نے پادری سے حکم لیا اپنے دوستونکو تو اچمیزین مین چھوڑا اور آپ اپنے باپ کے گھر کیطرف واپس پھرا یہان مجھے دیکھتے ہی سب نے مبارکباد دی جنگ کے باعث سے انپر خوف طاری تھا۔ کیونکہ روس اور ایران کے غارتگر اور لوٹنے والے گروہ آتے تھے اور بیگناہ اور پُرامن آس پاس کے گانون کے باشندونکو دق کرتے تھے اور اُنھین ایذا پہونچاتے تھے۔ یہ سرحدی جنگ اگر خیال کیا جائے تو دونون سلطنتون مین سے ایک کو بھی فائدہ بخش نہین ہی۔ ہان اُن لوگون کیلیے زیادہ خوفناک ہی جو ادھر اُدھر آباد ہین اور اس جنگی سرحد پر ان کے مسکن بنے ہوے ہین۔ ہمارے بالکل دم فنا ہوے چلے جاتے تھے ایکسا تو ہمین حملہ کنان فوج کا خوف

دوسرے خود اپنی گورنمنٹ کے لشکر کا ڈر جو ہمین تباہ کئے ڈالتا تھا۔ اور ہمپر ظلم شدید کر رہا تھا۔ ہماری تمام فصلین تباہ ہوگئی تھین۔ ہمارے مویشی برباد کردیے گئے تھے اور اب ہمین یہ خوف ہو رہا تھا کہ ہم کو قیدی بنا کے کہین نہ لے جائین۔

اب ہمین یہ فکر ہوئی کہ ہم اپنا مال واسباب محفوظ کرین اور اپنے کو لوٹ اور غارت سے بچائین۔ ناچار ہمنے یہ کیا کہ تلوارین اپنے پہلوؤن مین لٹکالین اور بندوقین بھر بھر کے اپنے کاندھونپر رکھین اور جب کبھی ہمین کوئی پردیسی معلوم ہوتا جاہے یہ کوئی کیون نہو ہم سب جمع ہوکے اُسپر حملہ کرتے۔ اِس صورت سے کئی سال تک ہمنے انتظام کیا اور بڑی دقت اور ہوشیاری سے ہمنے اپنی فصلون کو محفوظ رکھا۔ اور خدا کی عنایت سے ہمنے بخوبی امن سے گذر کیا۔ لیکن یہان مین چند وہ خاص خاص مواقع بیان کرتا ہون جو میری خاص تاریخ سے تعلق رکھتے ہین۔

دو سال کا عرصہ گذرا جب ہم اپنی فصلون کی نگہداشت کر رہے تھے اور ہم نے انھین محفوظ کر رکھا تھا مین اپنے دور کے گانوئن مین سے ایک گانوئن مین اناج جمع کرنیکے لیے چلا گیا تھا اسوقت مین اپنے ہمیشہ کے طریقے پر ہتھیار بند اور ہر طرح سے تیار تھا۔ مین نے دیکھا کہ ایک فارسی سوار ایک عورت کو اپنے پیچھے بٹھلائے ہوے بہت تیزی سے اُس راستہ سے جو پہاڑونمین ہوکر گذرتا تھا اور جہان مین کھڑا ہوا تھا نکلا چلا جاتا تھا ظاہر تھا کہ عورت خلاف اپنی مرضی کے اُسکے پیچھے جبرًا بٹھائی گئی تھی۔ اُس عورت نے مجھے دیکھتے ہی ایک چیخ ماری اور اپنے دونون بازو میری طرف پھیلائے۔ مین یہ دیکھتے ہی لپکا اور اُس تنگ راستہ مین ہمکے اِس سوار کا سدراہ ہوا۔ مین نے اُسے آواز دی کہ کھڑا رہ۔ اور پھر مین نے اپنی تلوار کو نیام سے سٹر سے گھسیٹ لیا اور اب مین لپکا کہ کسیطرح جلدی اُسکے گھوڑے کے زین کے پاس پہونچ جاؤن۔ چونکہ اُسکے پیچھے عورت کا بوجھ بہت تھا تو وہ اس قابل نہ ہوا کہ اپنی تلوار کو استعمال مین لاتا۔ اور یا اپنی بندوق سے

کچھ کام لیتا جو اُسکی پشت پر پڑی ہوئی تھی اُسنے اپنے گھوڑیکو اور بھی تیز ہانکا کہ مجھسے بچ کے نکلجاے جون ہی مین نے ایک جگہ ٹھہر کر اپنی تلوار کو جنبش دی اسکا گھوڑا کچھ ایسا بھڑکا کہ اُسنے ایک ایسا طرارہ بھرا کہ وہ عورت جو پیچھے بیٹھی ہوئی تھی زمین پر گر پڑی۔ جب فارسی سوار اُسکے بوجھ سے آزاد ہوا اب اُسنے اپنی بندوق سے کام لینا چاہا لیکن جب اُسنے دیکھا کہ یہ بھی نشانہ باندھ کر مارنے کو ہے تو اُسے خوف معلوم ہوا اور وہ سمجھا کہ یہان سے بچ کے نکلنا مشکل ہے پھر جو وہ بھاگا مین نے اُسکا نشان نہین دیکھا کہ وہ کہان چلا گیا۔

مین اِس گری ہوئی عورت کی مدد کے لیے دوڑا جسکی پوشاک سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ آرمینین ہے۔ یہ عورت سر کی چوٹ سے بیہوش ہو گئی تھی۔ اور اسے گھوڑے پر سے گر کے بہت صدمہ پہونچا تھا۔ اسکی اوپر والی نقاب بیکار ہو گئی تھی۔ اور صرف اسکو ہوا دینے کے لیئے مین نے اسکی اندرونی نقاب کو گھسیٹ لیا جو چہرے کے نیچے کے حصے کو ڈھانکے ہوئے تھی۔ (جیسا عموماً آرمینیا کی عورتین استعمال کرتی ہین) مجھے اسکی صورت دیکھ کے بہت ہی حیرت ہوئی کیونکہ اسکو خداداد حسن فطرت نے اُسی قدر بخشا تھا جو خیال مین آسکتا ہے۔

یہ پیاری مخلوق جسکو مین نے اپنے زانو پر رکھ لیا تھا تقریباً پندرہ برس کی تھی۔ آہ مین ہرگز اس سرور اور خوشی کو کبھی نہین بھولونگا جو اُسکے روشن چہرے کے ایک نظارے سے مجھے حاصل ہوئی تھی۔ اسکے حسن کا کلیہ قلب کو منور کرنیوالا چمکارا میرے دل پر اثر کر گیا۔ اور میرے دلمین اسکی طرف سے وہ جوش الفت پیدا ہوا جو آج تک نہین ہوا تھا۔ سوا اسکے مین ہر شے کو بھول گیا۔ پہلا لفظ جو اسکی زبان سے نکلا وہ میری روح مین گھُبتا چلا گیا۔ لیکن جب اسنے یہ ظاہر کیا کہ مین کہان تھی۔ اور پھر اسنے اپنے کو بالکل ایک پردیسی کے ہاتھو مین پایا تو وہ رونے پکارنے لگی اور اِس طرح سے چیخین مار مار کے روئی گویا وہ خود مجھسے خوف زدہ ہے۔ مگر رفتہ رفتہ اسکو تسکین ہوئی

اور جب اسے معلوم ہوا کہ مین اسکا ہمقوم اور ہم مذہب ہون تو وہ میری طرف مختلف فیلنگ سے دیکھنے لگی۔ مجھے میری خودنمائی اور خودفروشی نے یہ یقین دلایا کہ یہ نازنین تجسے ناراض نہین ہی کیونکہ تیری رعنائی اور نوجوانی سے اِسے ضرور دلچسپی حاصل ہوئی ہی۔ وہ حظ اظ جو ایک خاوند مشکل سے اپنی بی بی سے پاتا ہی وہ ممتاز شبینہ عصمت و پاکدامنی اور عزت کی ایک آرمینین عورت کی نظر و ن مین اسقدر واجب التعظیم ہی مجھ سے اِسیر بھی ہر طرح سے اسکے ساتھ ایسی بے احتیاطی ہوئی تھی اور مین نے کسی قسم کا اُسکا قاعدے کے موافق لحاظ و پاس نہ کیا تھا تو مین اُسکے آگے اِس صورت مین کھڑا تھا جیسے ایک مجرم جسنے اُسکے باعصمت چہرے کیطرف آنکھ اُٹھا کے دیکھا ہو۔ آخر کار مین نے اُس سے کہا کہ یہ میرا قصور نہین ہی کہ مین نے آپکی اوپر کی نقاب یا جسم کے کسی حصّہ کو بے پردہ کیا ہو۔ اور یہ صرف تمھارے گھوڑے پر سے گرنے کے باعث سے ہوگیا واقعی یہ نیچے کا حصّہ چہرے کا مین نے کھولا تھا کیونکہ اگر وہ نہ کھولا جاتا اور تازی ہوا اُسے نہ لگتی تو تم قطعی مرجاتین۔ میری اِن باتونکا اُسے اصلا یقین نہین آیا۔ مگر مفصلۂ ذیل باتون نے اور باتونسے اُسکے دل پر کچھ اثر کیا مین نے اُس سے یہ کہا کہ اگر تمھارا ایھی خیال ہی کہ سوا میرے تمھاری کسی نے بعزتی نہین کی تو مین پاک صلیب اور سنیٹ جریگوریا کی قسم کھاتا ہون کہ مین تمھاری بے نقابی کا باعث نہین ہوا جب مین نے یہ کہا تو اب اسے اطمینان ہوا۔ اور میری طرف سے جو کچھ گمان تھا وہ جاتا رہا۔ اب مین نے اُس سے یہ درخواست کی کہ تم اپنی سرگذشت بیان کرو اور مجھ سے کہو کہ میری قسمت کیونکر جاگ گئی کہ تم جیسی باحیا اور مرجع عصمت کی زیارت مجھے نصیب ہوئی۔

یہ سُنکے وہ مہ جبین بولی۔ اگر تم اُس شخص کی نسبت پوچھتے ہو جو مجھے گھوڑے پر لیے چلا جاتا تھا تو اُسکی نسبت مین اسقدر جانتی ہون کہ وہ ایرانی تھا۔ مین نے

بیشتر کبھی اُسے نہین دیکھا تھا - اور مجھے سواے اسکے اور کوئی سبب اُسکے لیجانیکا نہین تھا کہ وہ مجھے لونڈی بنا کے فروخت کرتا - چند روز کا عرصہ ہوا کہ جارجین اور فارس کے ایک دستہ سوار و نمین باہم مُٹ بھیڑ ہو کے سینہ بسینہ جنگ ہوئی - ماقبل الذکر کو شکست ہو گئی اور وہ ہٹا دئے گئے اور فارسیون نے انمین سے کچھ آدمی قید بھی کر لیے جنکو وہ ایران شادیانے بجاتے ہوے اور فخر کرتے ہوے لیگئے - ہمارے گانوٗن پر اس دارو گیر اور ہنگامہ سے کچھ دن پہلے فارسیون نے حملہ کیا تھا مجھے خیال ہی کہ مجھے ایک شخص نے چاہا کہ جارجین کا قیدی بنا کے یہانسے لے اُڑے مین صبح ہی اُٹھکر گانوٗن کے کنوئین سے اپنی ٹھلیا پانی کی لیکے بھرنے گئی تھی - کہ وہ شخص ایک ٹوٹی ہوئی دیوار مین سے نکلا - اور مجھے چھُرا دکھا کے کہا کہ اگر تو نے ذرا بھی غل مچایا تو مین تجھے مار ڈالونگا اور جھٹ اُسنے مجھے اپنے گھوڑے پر سوار کیا - اور مجھے لیکے بھاگا - جون ہی وہ مجھے لیکے بھاگا تو میری بستی کی چند لڑکیان کنوئین کی طرف آرہی تھین اس سے مجھے کچھ بچنے کی اُمید ہوئی تھی کہ یہ لڑکیان تمام گانوٗن مین اس خطرے کو پھیلا دینگی اور میرے باپ بھائی میرے بچانیکی کوشش کرینگے - چند منٹ مین ہم نگاہ سے غائب ہو گئے ایرانی اپنے گھوڑے کو بہت تیزی سے پہاڑون اور کھڈ و نپر چلا رہا تھا اور ملک کے ان حصص کو طے کر رہا تھا جنسے مسافر ناواقف ہوتے ہین - آخر الامر مین نے تمھین اس پہاڑی کے نکڑ پر دیکھ کے باوجودیکہ مجھے اسکا خوف تھا لیکن مین نے غل ہی مچایا اور تمسے طالب امداد ہوئی پھر اسکے بعد جو کچھ ہوا اُس سے تم بخوبی واقف ہو -

اس حسینہ لڑکی نے مشکل سے اپنی گفتگو پوری کی ہوگی کہ اتنے مین اس نے چند آدمیونکو دیکھا کہ سامنے سے آرہے ہین ایک گھوڑے پر سوار ہے اور چند اُسکے ساتھ پا پیادہ ہین - اور ہماری طرف بہت جلدی مین بڑھے آتے ہین - جب وہ قریب آئے اور اُس نازنین نے اُنھین پہچانا تو وہ مارے خوشی کے کھل گئی -

اور یہ کہنے لگی۔
او ہو یہ میرا باپ ہے۔ میرے بھائی بھی ہین۔ اودنس بھی ہے۔ ایگوپ بھی آیا ہے
ایرالین بھی ساتھ ساتھ ہے اور میرا چچا بھی ہے۔
جون ہی وہ آکر پہونچے پریری کی خوشی کا عالم کیا پوچھتے ہو باچھین کان تک جا تی
تھین پہلے انکو دیکھ کے مین بہت چکرایا تھا اور کچھ دیر میری جانکنی کی سی حالت ہی
تھی۔ کہ شاید چند نوجوان اسکے حسن خداداد کے شیفتہ و فریفتہ آئے ہین کہ اس کو
مجھ سے چھڑا کے اپنے قبضہ مین کر لین۔ بعد ازان معلوم ہوا کہ نہین یہ غیر نہین ہین بلکہ
اسکے رشتہ دار ہین۔
انھون نے اس سے بیان کیا کہ تیرے گرفتار ہونیکا خوف تیری نوجوان ساتھنون نے
تمام گانوٴ مین آکے پھیلا دیا تھا۔ لیکن خوش قسمتی سے ہم گانوٴ نین نہ چلے گئے تھے اور
ہمارا گھوڑا امکان پر موجود تھا جسپر مین سوار ہو کے لپکا ہون۔ جہانتک کہ وہ سڑک سڑک
چلا تھا اُسکے گھوڑے کے پیرونکے نشان پر روانہ ہوے۔ اور جہان سے کہ وہ مڑا تھا
وہ نشان بھی ہمنے دیکھا۔ اور پھر ہم اُسی کے قدمونکے کھوج پر کھیت مین چلے گئے آخر کار
اودنیس نے بلند چوٹی پر چڑھ کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ اُس راستہ سے اُتر رہے ہین جسکے
دونون طرف پہاڑ ہین جو اس مقام سے بہت ہی قریب ہے جہان ہمنے تجھے اب پایا ہی
یہ سُنکے لڑکی نے کہا کہ یہ سب صحیح ہے اور پھر اُسنے خدا کا اور سینٹ جریگوری کا اپنے بچنے پر
شکریہ ادا کیا۔ اور پھر کچھ دیر تک تامل کر کے بہت ہی دلسوزی اور جوش سے اُسنے
میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ میرا بچانیوالا ہے۔ اور صرف اسی کے صدقے مین میری
اس سے جان بچی ہے۔ یہ سُنتے ہی سب میری طرف متوجہ ہوے اور اُسکے بوڑھے باپ نے
مجھ سے دریافت کیا کہ تم کس کے بیٹے ہو۔
مین۔ مین کوجا بہیرو ز کا بیٹا ہون جو گیو مسلو کا سردار ہے

بوڑھا شخص - آہ وہ تو میرا دوست اور ہمسایہ ہی - لیکن مین تھین نہین جانتا - شاید تم وہ بیٹے ہو جو تین گرجاؤن مین پادری بننے کے لیئے تعلیم پا رہا تھا - اور جو وہانسے اس فسور و شغب کے زمانہ مین اپنے کنبہ کی مدد کے لیئے آیا تھا -

مین - جی ہان آپ درست فرماتے ہین -

بوڑھا شخص - "اے آمدنت باعث آبادی ما" - خدا تیرے گھر کو سرسبز کرے تم نے ہماری لڑکی کو بچایا ہی - ہم تمھارے ہمیشہ ممنون رہینگے - تم ہمارے ساتھ ضرور چلو اور ہمارے مہمان بنو - وہ وقت اب ہمین حاصل ہی کہ ہم ایک بھیڑ کو ذبح کرین اور خوشی منائین - اور تمام میرا کنبہ تمھین اپنے سر و نبر بٹھا کے بیچلیگا - ہم تمھارے قدمون کو بوسہ دین گے - اور تمھارے آبروؤنکو صاف کرین گے کیونکہ تمنے ہماری مریم کو بچایا ہے اور تمنے اُسکو مسلمان کی لونڈی بننے سے محفوظ رکھا -

اُسکے بھائیون اور چچا نے بھی مجھے مبارکباد دی اور مشکوری ظاہر کی اور اُنھون نے مجھ سے بصد لجاجت کہا کہ آپ ضرور اپنے قدوم میمنت لزوم سے ہمارے غریب خانہ کو شرف بخشین ہم آپ کے ہمیشہ کے لیئے خادم ہو چکے جب اُنھون نے بہت زور دیا اور مجھے چلنے پر مجبور کیا تو مین نے بھی اُن کی مہمانی قبول کر لی - اور دوسرے میرا دل گوارا نہین کرتا تھا کہ پیاری مریم سے جلدی علحدہ ہو جاؤن سب اُن کے گانوُن کیطرف روانہ ہوے -

جب ہم ایک پہاڑ پر سے اُتر رہے تھے اور مریم کے گانوُن کیطرف گرم رفتار تھے تو مجھے وہین سے بتایا گیا کہ وہ جو دکھائی دیتا ہی ہمارا گانوُن ہی - یہ گانوُن گو گرم گوشہ مین واقع تھا لیکن پھر بھی یہ سب جانب کی ہواؤن سے محفوظ تھا - صرف مشرقی ہوائین دریائے قلزم سے اسمین آتی تھین جو تمام گانوُنکو خنک کر دیتی تھین - اسکے پرے

دریاے ہمپیا کی تھا۔ جو ایک خوبصورت پہاڑی مین چکر کھاتا ہوا بہتا تھا اور جسکے
باعث سے بہت کچھ سرسبزی ہوتی تھی۔ بہت دور کے فاصلے پر ہمین کاراکسے گرجا
نظر آتا تھا یہ گویا روسی حدود کا پہلا ہی مقام تھا۔ یہ ایک اندھیاری اور بیڈول
پہاڑی پر واقع تھا اور اسکے تمام اردگرد سبزہ ہی سبزہ دکھائی دیتا تھا۔
جب ہم گانون کے قریب پہونچے تو گانون کے لوگ اور خصوصاً عورتین وغیرہ
کھڑی ہوئی یہ راستہ دیکھ رہی تھین کہ دیکھیے مریم مل گئی یا نہین اور جب اُنھون نے دیکھا کہ
بی مریم صحیح وسالم چلی آتی ہین بس پھر اُنکی خوشی کی کوئی بھی انتہا نہ تھی۔
اسکے فرار ہونے اور بچنے کی تاریخ سب نے حرف بحرف کہہ دیگئی۔ سُننا تھا کہ ایک کان مین پڑی
اور دوسرے کانون مین پہونچی۔ اور اس تیزی سے وہ حاشیہ چڑھاکے پھیلائی گئی کہ توبہ چاہیے
چڑھتے چڑھتے یہانتک نوبت پہونچی کہ یہ مشہور ہوا کہ مریم کو ایک ایسا دیو اُڑا کے لیگیا تھا
جسکا سر لوہے کا تھا اور کمر کے نیچے اور پیر فولاد کے بنے ہوئے تھے۔ اور اُسکی پشت پر
ماہی صورت چھلکے اور اُسکے گھوڑے کی ٹاپ قدم قدم پر زمین کو شق کرتی ہوئی چلی
جاتی تھی اور پہاڑون پر وہ ایسا شور وغوغا مچاتا تھا جو توپ کے گرجنے کو بھی پرے
بٹھاتا تھا۔ یہ اس صورت مین مریم کو لیے جاتا تھا کہ اتنے مین آسمان سے ایک فرشتہ
بصورت طفل کسان اُترا اسکے ہاتھ مین ایک تلوار برہنہ تھی جس سے آتشین شعلے اور
جوالہ نکلتے تھے۔ اس نے گھوڑے کو چمکاکے مریم کو زمین پر گرادیا۔ اور اس عفریت کو
مغلوب کرکے وہین اسکو جلاکر خاک بنادیا۔ جب مریم کو اپنی دہشت اور خوف سے ہوش
آیا تو کسی کو بھی وہان نہ دیکھا۔ مجکو سب نے طفل کسان کہہ کے ایک دوسرے کو آگاہ کیا اور
تمام گانون والونکا خیال میری طرف رجوع ہوا۔ جب عنقریب میری عارف باللہ اور مرشد
کامل کی سی عزت ہونے کو تھی تو بدقسمتی سے مجھے ایک لڑکے نے جو اکثر مجھ سے ملا کرتا تھا
پہچان لیا اور کہا کہ یہ فرشتہ نہین ہے یہ یوسف ہے اور کوجا پیٹرون کا پاہی جو گیو مشلو کا

سردار ہی - غرض پھر اُسوقت مین نے جامہ بشریت پہنا اور لوگ مجھے بشر سمجھنے لگے - گو ہر شخص
نے میری خاطرداری مین کوئی دقیقہ باقی نہین چھوڑا اور خصوصًا مریم کے رشتہ دارون نے
تو اسقدر خاطر اور مدارات کی جسکا کوئی بھی بیان نہین - میرے آگے پیچھے چلے جاتے تھے اور
پھر بھی کہتے تھے کہ آپ نے ہم پر جو کچھ احسان کیا ہی اُس کے ثمرہ برابر بھی ہمسے خاطرداری
نہین ہو سکتی - لیکن اِسوقت مریم کے عشق جہان سوز کے شعلے جان و تن کو جھلسائے دیتے
تھے اور عشق مریم برابر رگ اور پٹھے مین بیٹھا چلا جاتا تھا پھر مین نے مریم کو بے نقاب کبھی
نہین دیکھا گویا میری خوش قسمتی پر اَب مُہر لگ گئی تھی - مین نے اپنے دل مین یہ کہا کہ کوئی
چیز بھی اُس ماہ جبین سے مجھے علیحدہ نہین کر سکتی - فی الحال جو کچھ ہمارا مرکز خاطر ہی اور مدعا ہی
وہ ایک ہی خداوند تعم نے اپنی رحمت رحیمانہ اور کریمانہ سے ہمین ایک ہی جگہ جمع کیا ہی سوائے
مشیت ایزدی کے ہمین کوئی چیز علیحدہ نہین کر سکتی اور نہ میرے اُسکے مفارقت ممکن ہی
اگر اسوقت ایرانی کی طرح سے مین بھی اُسے بالجبر لے بھاگون اور یہان سے چلتا بنون جب بھی
تو کوئی شے فارق بیچ مین نہین آ سکتی -

ہم یہان اور وہان دونون باہم مل چکے ہین اور گو اُسنے زبان سے بہت ہی کم کہا ہی -
لیکن آنکھین تو برابر محبت و الفت کی شاہد تھین - آہ اسکا بھلا مین کیونکر منتظر رہون کہ اب ایک بار
پھر ایک نہین بلکہ بیس ایرانیون سے میرا مقابلہ ہو تو پھر مین اپنی الفت و محبت کی بانگی دکھاؤن
لیکن مین نے پھر یہ دل مین خیال کیا کہ مین ہون کیا چیز صرف ایک غریب آرمنین بچہ ہون
اور میرا ایسی خستہ اور ذلیل مظلوم قوم سے تعلق ہی جس سے بدتر اور ذلیل تر اسوقت چشم فلک نے
بھی نہ دیکھی - بہت بڑی میری کارگزاری اور دلاوری یہی ہی کہ مین اپنے باپ کے گلے سے
بھیڑیونکو ہنکاؤن اور کھیتون سے غارت گر ٹڈا دون کو نکالون اور اُنسے نگہداشت کرون
گیگلو مین مین تمام دن رہا - ایک بھیڑ ذبح کی گئی اور ایک بڑی دیگ مین اُسکا پلاؤ پکایا گیا
دوسرے دن مین وہان سے اپنے والدین کے پاس آیا جو میرے منتظر تھے اور انھین بہت

خوف تھا کہ یہ کہان چلا گیا جب مین وہان پہونچا مین نے اپنی پوری سرگذشت انسے بیان کی
مین مریم کی چشم میگون کے نشہ سے کچھ ایسا چور تھا کہ مجکو سوا اس کے اور کچھ دکھائی
ہی نہین دیا کہ مین اپنے باپ کو بھی اِس رازِ سربستہ سے آگاہ کرون - اور اپنی الفت
اور محبت کے موقع سے خبر دون - مین نے انسے یہ کہا کہ مین اسوقت بفضل ربّ العزت
ہر طرح سے مطمئن ہون اور مین خود اپنی خبرگیری آپ کر سکتا ہون خدا کی اور آپکی عنایت سے
اسوقت میرے بازو پر زور ہین اور انسے مین اپنی روزی آپ پیدا کر سکتا ہون - مجھے
شادی کرنیکی آرزو ہی اور اللہ نے پہلے ہی میرے لیے راستہ بھی نکال دیا ہی -

پھر مین نے اُنسے مریم کی درخواست کی کہ اُس سے میری شادی کر دو -
اُنھون نے جواب دیا کہ ان اہم اوقات مین شادی کا ہونا مشکل ہی کیونکہ آج کل ہم
ایسے غریب ہین کہ ہرگز شادی کے اخراجات کو نہین اُٹھا سکتے - جب شادی ہو تو کپڑے
بھی خریدنے ہونگے ایک انگوٹھی بھی لینی ہوگی - موم بتیونکی بھی ضرورت ہوگی - مٹھائی کی
بھی حاجت پڑیگی - ایک قرمزی نقاب بھی ہونا چاہیے بستر اور بستر پوش کا بھی ہونا لابد ہی
گانے والون اور نچویون کو بھی دیا جائیگا - ایک دعوت بھی برادری کو دینی ہوگی - تو پھر ان
سب باتونکے لیے روپیہ کہان سے آئیگا -

مین نے جواب دیا - یہ سچ ہی کہ روپیے کی ضرورت ہوگی اور بغیر روپیے کے شادیکا
ہونا ممکن نہین کیونکہ اس سے ہمارے کُنبے کی بھی عزت ہوگی اور میری الفت و محبت کی
بھی توقیر ہوگی لیکن مین اسکے لیے قرض لے سکتا ہون - ایراوان اور تین گرجاؤن مین
میرے کئی دوست ہین اور مین خیال کرتا ہون کہ اگر مین اُنسے خواہش ظاہر کرونگا تو مجھے
شادی کے اخراجات بخوبی ملسکتے ہین - اور پھر ان قرضونکی ادائی کی یہ صورت ہوگی کہ
مین اس سختی سے محنت کرونگا کہ رفتہ رفتہ سب قرضہ اُتار دونگا - علاوہ اسکے مین ایک تاجر
کا نوکر بھی ہو سکتا ہون جو ایک حصہ اپنے منافع مین سے مجھے دیگا - اور حضرت قسطنطینہ کا

استراچان کا ایک ہی سفر کافی ہے اسوقت مین اپنا قرضہ مع سود چکا دونگا۔

آخر الامر مین نے اسقدر کہا کہ میرے والدین راضی ہو گئے اور انھون نے مریم کے والدین سے درخواست کرانے کی دل مین ٹھان لی۔ یہ امر طے پا گیا کہ چند دن کا بیچ مین زمانہ دے کر میرا باپ میرا چچا پادری اور گانوںکے بزرگ لوگ گیکلو جائین اور مریم کے باپ سے شادی کا پیغام دین اس عرصہ مین مین کسی بہانے سے وہان پہونچتا اور مین معتوق سے مریم کو اس امر کی اطلاع کرتا کہ میرا یہ ارادہ ہے اور اب یہ معاملہ ہونے والا ہے کہ کہین وہ یا اسکا کنبہ وقت پر انکار نہ کر جاے جب میرے والدین اور ہمارے گانوٗن کے بزرگ مریم کے ہان پہونچے تو سب نے عزت سے انکا استقبال کیا۔ خوب خوب عرق پیا گیا اور یہ ذکر چھیڑا تو انھون نے کہا کہ ہم راضی ہین ہان اول تو یہ مقرر ہو جانا چاہیے کہ یہ یہ دلھن کو دیا جائیگا اور نامزد ہونے کی تقریبات اسطرح سے انجام پذیر ہونگی۔

اسکے تین دن کے بعد میری مان دو گانوٗن کی بڑھیا عورتون اور میرے چچا پادری اور مجھے لیکے نامزد ہونے کی رسم ادا کرنے کو وہان گئی تاکہ وہان شادی کی بھی رسمون کا قرار کرے کہ ہم یہ یہ دین گے۔

میری طرف سے میری مان نے یہ کہا کہ دولھا اپنی پیاری دلھن کو یہ یہ کپڑے دیگا دو زنانہ کرتے جسمین سے ایک تو قرمزی ریشم کا ہوگا اور دوسرا نیلی روئی کا۔ دو جوڑے شلوار کے ہونگے۔ انمین ایک جوڑا ریشمی اور ایک سوتی۔ دو جبہ جو تنزیب کی پٹیون سے باندھے جائینگے دو نقاب ایک سفید سوتی اور دوسری نیلی۔ دو جوڑے جوتیون کے ایک جوڑا تو کیمخت کا سبز دوسرا بھورے چمڑے کا۔ اسمین نعل بھی لگے ہوئے ہونگے۔ ایک کڑھا اور نقش و نگار کیا ہوا رومال اور سر پر باندھنے کے لیے ایک پٹی یہ بھی دیجائیگی۔ اسکے علاوہ میری مان نے میری طرف سے یہ کہا۔ پچاس اطالیہ کے چاندی کے سکے چھوٹے چھوٹے خرچ کے واسطے۔ گردن کے لیے ایک زنجیر جس سے فارس کی ایک اشرفی جو زنجیر مین لٹکائی جاتی ہے ملتوی رکھی گئی تھی۔

دُلھن کے رفقا کے تھوڑی دیر کے مشورے کے بعد یہ امر طے پا گیا۔ لیکن اتنے مین ایک بُڑھیا عورت جو مدتون ایرانی خاندان مین ملازم رہی تھی یہ بول اُٹھی اور اُسنے یہ تجویز پیش کی۔ کہ دولھا سے شیر بہا (دودھ کی قیمت) بھی تو لینی چاہیے۔ کیونکہ ایران مین یہ رسم ہے کہ شیر بہا دولھا سے لیا کرتے ہین۔ ہماری طرف کی عورتون نے جواب دیا کہ آرمینیا والون مین یہ رسم نہین ہوتی۔

بوڑھیا نے کہا۔ نہین شیر بہا تو دینا ہی پڑیگا۔

غرض یہ بات بہت بڑھ گئی مین نے اپنی مان سے کہا کہ آپ ناحق ہوئی ہُوائی بات کو طول دے کے اُلجھیڑے مین ڈالتی ہین۔ دس روپے شیر بہا کیلیے بھی منظور کر لیجیے غرض جب یہ درخواست ہوئی ہے تو اُنھون نے منظور کر لیا۔ اب ہر طرح سے طرفین مطمئن خاطر ہو گئے اور بات قرار پا گئی۔

یہ بات تو عورتون مین طے پا گئی۔ پھر مین مع اپنے چچا کے اندر بلایا گیا مجھ سے خوب تاکید کر دی گئی کہ خبردار جو ہنسا یا مسکرایا اور کوئی بیجا حرکت کی کیونکہ اگر شادی مین ایسی باتین ہو جاتی ہین تو ہمیشہ پھر بدقسمتی جدا نہین ہوتی۔

مین نے دیکھا کہ میری مان زمین پر دو بڑھیا عورتون کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہے اور اُس کے سامنے دُلھن کی مان بھی موجود ہے۔ پھر اُسی وقت مریم بھی آئی میری مان نے میری طرف سے ایک انگوٹھی لے کے اُس کی اُنگلی مین پنھائی پھر پادری کو جو بطور قاضی کے ہوتا ہے شراب پلائی گئی۔ اس نے ایک آدھ پیالہ چڑھا کر کہا کہ دونون جورو خاوند بنگئے اب چارون طرف سے مبارکباد ہمپر برسنے لگی۔ گو مجھے حد سے زیادہ منع کر دیا تھا کہ مین دُلھن سے اسوقت کوئی بات نہ کرون لیکن پھر بھی جب ہر شخص ایک دوسرے کی پیشانی پر بوسہ دے رہا تھا ہمنے کچھ نہ کچھ باتین کرلین۔ چارون طرف سے سب ہاتھ پھیلا پھیلا کے اسقدر دعائین دے رہے تھے کہ مین تو یہی سمجھتا ہون کہ آج تک کسی جوڑے کو یہ نصیب نہ ہوا ہوگا

کہ اسکو نیک خواہشات سے یون دعائین دیجاتین۔

میری مان پھر اپنے گانوُن مین واپس چلی آئی - اب مین اپنے گانوُن مین آکے تیاری کرنے لگا کہ شادی کا سارا سامان جلدی سے ہو جائے تا کہ ایسا نہو کہ کوئی بات ایسی نکل آئے کہ کی کرائی خاک مین مل جائے۔

جب ہم باہم یہ مشورہ کرنے لگے کہ اسقدر خرچ ہوگا اور یہ بھی اسوقت بحث ہوئی کہ یہ آئیگا کہان سے یہ مشورہ ہو ہی رہا تھا کہ دیکھتا کیا ہون کہ میرا باپ کوٹھری مین سے ایک بیگ نکالے لیے چلا آتا ہی - مجھے یہ دیکھ کے سخت تعجب ہوا - اے لو یہ روپیہ موجود ہی گیو مشلو کا سردار اپنے بیٹے کے لیے گانوُن مین سب چیزین اسی طرح سے مہیا کریگا کہ جیسے شہر مین لوگ کرتے ہین - پھر وہ میری طرف مخاطب ہو کے کہنے لگا - اسے لو پیارے یوسف لو دس تمن لو اور اپنی بیوی کے کپڑے جا کر خرید لاؤ۔

اسپر مین نے دوزانو ہو کے اُسکے ہاتھ چومے اور بہت کچھ اُسکے احسانات کا شکریہ ادا کرکے اُسے دعائین دین۔

میرا چچا میرے باپ کی یہ فیاضی دیکھ کر بہت خوش ہوا اور سرگرمی سے اُسنے یہ کہا آؤ میرے پیارے بھتیجے آؤ اور دیکھو مین غریب ہون - گرجا بھی مفلس ہی اور جسقدر اُسکے خدام ہین وہ بھی مفلس ہین لو یہ بیس روپیے ہین - لو اور جا کر اپنی شادی کی چیز بسط خرید لاؤ یہ دیکھ کے اور لوگون نے بھی مجھے اپنی حیثیت کے موافق کچھ کچھ دیا - اب میرے پاس اسقدر ہو گیا کہ مجھے قرض لینے کی بھی کوئی ضرورت نہین رہی اور مین نے اپنی تھیلی کو ایسا پڑ پایا کہ مین اس روپیہ سے اپنی شادی کا پورا پورا سامان کر سکون - اب مین متردد ہوا کہ مین ایزرن اوا جاؤن اور وہانسے جا کر کپڑا خرید کر لاؤن کیونکہ سوائے ایروان کے اور کوئی شہر ہمارے گانوُنکے قریب ایسا نہین تھا کہ جہان مطلوبہ اشیا دستیاب ہو سکتین - چونکہ مین خرید و فروخت اشیا سے محض نابلد تھا اور خصوصاً عورتونکے کپڑے خریدنے اور اُن کے اچھے

برے کی پہچان کرنی تو مجھے آتی ہی نہین تھی تو پھر یہ امر طے پایا کہ میری مان میرے ہمراہ خچر پر سوار ہو کر چلے اور مین اُسکے ہمراہ پیدل جاؤن -

ایراوان مین میری مان کا ایک دوست بھی تھا جبکا ہمین خیال تھا کہ وہ ہم دونو نکو دو ایک شب اپنے ہان مہمان رکھے گا - اور راہ مین سونے وغیرہ کا بندوبست یہ ہو گیا تھا کہ ہم خانہ بدوش لوگون کے ڈیرونمین چلے جائینگے جنکے یہ فرائض مین داخل ہی کہ مسافر نوازی کرین -

غرض خچر پر میری مان سوار ہوئی اور مین پیدل ہوا تلوار آبدار میرے پہلو مین لٹکی ہوئی - بھری ہوئی بندوق میرے کاندھے پر رکھی ہوئی - ہم غرض گانون سے روانہ ہوے -

جب ہم ایران کی بلندی پر پہونچے تو ہم نے ایک کیمپ دیکھا کہ سفید ڈیرے صدہا لگے ہوے ہین - انمین سے ایک ڈیرہ سردار کا الگ معلوم ہوتا تھا اور یہ ڈیرہ نہایت ہی خوبصورت بنا ہوا تھا - ایک سوار جس سے راستہ مین ہماری ملاقات ہوئی اُسنے ہمین اطلاع دی کہ یہان سردار نے قیام کیا ہی اسکے ساتھ بہت کثرت سے سوارون کا لشکر ہی - اور اب یہان روسی اور جارجیا والون کی نقل و حرکت کا بہت خیال پھیلا ہوا ہی امید ہی کہ یہ دونون عنقریب فارس پر حملہ آور ہونگے -

اِس خبر سے میرے ہوش اُڑ گئے اور مجھپر بہت بڑا ڈر طاری ہوا - میری مان کا ارادہ ہوا کہ گھر واپس پھر جاے اور شادی کو بالاے طاق رکھے - یہان بھلا عشق کی آگ طبیعت مین لگی ہوئی تھی اور چھاتی مین شعلے بلند تھے مین نے اُس سے کہا کہ آپ اسقدر گھبرائی کیون جاتی ہین ذرا تیزی مین چلیے کچھ بھی نہوگا ابھی واپس پھر کر چلے آئینگے - غرض پہلے ہی دن ہمنے اسقدر راستہ طے کیا کہ دور سے ہمین ایراوان کا دھوان اُٹھتا ہوا معلوم ہوا - ہمنے شب تو ایک چٹان کے نیچے طے کی یہانسے ہمین عظیم الشان پہاڑ ارارٹ پورا پورا دکھائی دیتا تھا ہمین معلوم ہوتا تھا کہ ہم بہت جلد اسکا راستہ طے کر لینگے - خانہ بدوش لوگ بہت ہی آگے بڑھ گئے اور ہم اُنکی حفاظت مین رہنے اور اُنکے ڈیرونمین پناہ گزین

ہونے سے محروم رہے۔

چونکہ ہم رات کے آرام لینے سے تازہ دم ہو گئے تھے ہمنے علی الصباح اپنا سفر شروع کیا اور بحفاظت تمام ایروان پہونچ گئے۔

میری ماں کی بہنیلی نے ہماری بہت ہی آؤ بھگت کی اور نہایت ہی مہربانی سے پیش آئی وہ دونون ملکر بازار مین شادی کے کپڑے خریدنے کے لیے گئین مین اُسوقت اِدھر اُدھر گشت لگاتا پھرا اور ہر شے کو بغور دیکھتا رہا اور جو لوگ کہ بازارون مین ایک جگہ جمع ہوکر ادھر اُدھر گپین شپین اُڑاتے تھے اُنکو بھی خوب سُنا۔

بہت سے لوگ تو سردار کے معاملے مین گفتگو کر رہے تھے کہ اُسنے دشمن کے مقابل مین یہ یہ تیاریان کی ہین۔ یہ ایک بدیہی امر تھا کہ بہت جلد کچھ نقل و حرکت ضرور ظہور پذیر ہوگی اور عجیب و غریب فطرت کا حملہ ہوگا۔ اسلیے کہ ایکی بارود گولے کا سامان بہت ہی اور ایکی وہ آلۂ حرب تیار ہوئے ہین کہ پہلے فارس مین کبھی دکھائی بھی نہ دیے تھے۔ مین تو خود اپنی شادی کی خوشی اور اُسکے کامون مین ایسا ڈوبا ہوا تھا کہ ان خبرون سے مجھے دلچسپی ہی نہ ہوتی تھی۔ یہ تھا کہ اس کان سنا اور اُس کان اُڑا دیا۔ میرے دلمین یہ خیال گذرا کہ گر جاؤن گے سردار کے ذریعہ سے ہم سردار کو اپنی پناہ بنائین اسلیے کہ معرکۂ جنگ مین ہمارے گاؤن اور اُسکی حدود کو تکلیف نہ پہونچے۔ مگر اسکو ایک زمانہ چاہیے تھا یہان ایک ایک لمحہ بھی تنوای سے کٹتا تھا مین نے یہ ارادہ کیا کہ ابتو اس خیال کو موقوف رکھو پھر کبھی دیکھا جائیگا صرف مین نے اپنی شمشیر آبدار اور بندوق پر بھروسہ کیا جو تمام حملہ آورون سے مجھے پناہ دیگی۔

جس سڑک سے ہم آئے تھے مین اور میری ماں اُسی راستہ سے واپس پھرے۔ مگر زیادہ تیز خچر کو اب کی نہین ہنکایا کیونکہ کپڑون اور اسباب وغیرہ کا بیروزن بہت ہو گیا تھا دوسرے میرے ہتھیار بھی اُسپر لدے ہوئے تھے۔ میرے پاس اسباب جدا تھا۔ سردار کا کمپ ابھی تک اسی مقام پر خیمہ زن تھا۔ ہم بغیر کسی روک ٹوک اور مزاحمت کے بے خرخشہ

چلے آئے کوئی واقعہ یا سانحہ ہمپر نہین گذرا یہانتک، ہم اُس بلند زمین پر پہونچے جہانسے ہمارا پیارا وطن گیو مشلو معلوم ہونے لگا۔

پہلے ایک ڈیرے کا نظارہ میری مان کو کھٹکا۔

میری مان - یوسف دیکھو یہ کیا معاملہ ہی۔

مین - میرے دماغ مین سوا اسکے اور کیا خیال تھا کہ میری شادی کا سامان ہو رہا ہی ہان ہان مین دیکھ رہا ہون شاید وہ لوگ ہماری ضیافت کا سامان کر رہے ہین۔

میری مان - میرا خاوند اور تیری مہمانداری وضیافت کا سامان کرے یہ تیری تیز فہمی اور زیرکی کا تقاضا ہی۔ آیا روسی یا ایرانی وہان آدھمکے ہین - چونکہ ہم عیسائی ہین اسلیے ہمین بہت ہی خوف ہی اور ہمارے لیے یہ بہت ہی بُرا ہی۔

ہم اپنے رہنے کی جگہ کی طرف بہت ہی تردد اور تشویش مین روانہ ہوے۔ اور جب نزدیک پہونچے تو معلوم ہوا کہ میری مان ہی سچ کہتی تھی اور اسنے ٹھیک پہچانا تھا روسی چھوٹے سے دستہ نے گانوٗن مین تصرف کر لیا تھا۔ اِس دستہ کی کمان جسمین پچاس آدمی تھے پنجاہ باشی (یا افسر پچاس سپاہیان) کے ہاتھ مین تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ فوج نے اس گانوٗن کو گویا اپنے حملہ کرنے کا مقام بنایا تھا تاکہ یہ یہان سے ایک دن راہ کی دوری پر حملہ آور ہوں۔ ہمارے گانوٗن کا ہر ایک مکان مجبوراً سپاہیون کے رہنے کو دیدیا گیا تھا اور ہر ایک مین کئی کئی آدمی بھرے ہوے تھے۔ اور خاص ہمارے مکان مین کپتان فوج کا ڈنڈا ڈیرہ موجود تھا۔

اب آپ خیال فرما سکتے ہین کہ اسوقت ہماری گھبراہٹ اور پریشانی کا کیا عالم ہوگا جب ہمنے یہ نیا شگوفہ یہان کھلا ہوا دیکھا اور خصوصاً مین کیسا کمبخت تھا کہ میری شادی بھی ایسے موقع پر قرار پائی جب ہم پر بربادی چھا رہی تھی اور امن کی ناؤ اِدھر اُودھر گردش مین ڈانوا ڈول تھی۔ اِس خیال نے مجھے کچھ ایسا مغلوب کیا اور اسطرح سے ہلا دیا کہ مین نے

اِس امر مین جلدی کی کہ مین شتابی سے اپنے دوستونکو گیکلو مین جاکر اِس امر کی خبر کرون شاید وہ میری کچھ ڈھارس بندھا سکین کیونکہ انکا گانون حملہ آورونکے نقش پا اور پگڈنڈی سے اسقدر دور تھا کہ ابتک فوج نے اُنکو اپنا نحس چہرہ نہ دکھایا تھا۔ لیکن جب اُنھون نے یہ سُنا کہ ہمپر کیا گذری اُنھون نے فوراً آکر ہمارے درد کا حصہ لیا۔

مین نے مریم فطرت کے پیارے بچہ کو دیکھا۔ ہمارے ملک کی رسمین ہمین اجازت نہین دیتین کہ ہم کچھ کھُلم کھُلا بیان کرین۔ لیکن محبت ہمیشہ ہر موقع پر بارآور ہوتی ہی۔ ہمنے باہم دیتی عہد و پیمان کیا اور یہ سخت قسم کھائی کہ چاہے جو کچھ ہو ہم کبھی بھی جدا نہ ہونگے اور ہمیشہ ہم مین اتحادی اور وصالی سلسلہ جاری رہیگا۔

میری اسکی باہم اکثر ملاقاتین ہوئین۔ اور اب مین اپنے جوش مین صرف اِس نا امیدی پر کہ اب شادی نہین ہو سکے گی مجنون بنگیا۔ یہ تو ایک بدیہی امر تھا کہ ابھی بہت جلد کچھ بلا نازل ہونے والی ہی۔ لشکریون بدن چلے آتے تھے پھر بھلا اِس صورت مین ہم کیا خاک اور رسم قربان اپنی شادی کی خوشی منا سکتے ہین یہ سب کچھ تھا لیکن میری طبیعت مین وصل کی آگ بھڑک رہی تھی جس سے صبر و شکیبائی پہلے ہی رخصت ہو چکی تھی۔ ناچار مین نے پھر بھی صبر کیا لیکن اسکو مین پورے طرح سے نہ روک سکا۔

ہمارے ایراوان کے پاس ہونے کے بعد پندرہ روز بھی گذر گئے لیکن کچھ نہ ہوا۔ ہمنے اپنے مہمان روسیون کی بہت ہی خاطرداری کی تھی کیونکہ روسی ایرانیونکی نسبت بہت ہی بے شر تھے اور ہرگز کسی کو مضرت نہ پہونچاتے تھے اسلیے ہم مین اور انمین باہم بہت ہی گاڑھی دوستی ہوگئی۔ ہماری طرح سے وہ بھی عیسائی تھے۔ انکے ہان بھی صلیب کا نشان تھا ہمارے گرجا مین وہ عبادت کرتے تھے۔ سور کھاتے تھے اور شراب پیتے تھے۔ اِن مساوی اور یکسان حالتون نے باہم ہم مین اور روسیون مین بہت ہی اتحاد پیدا کر دیا اور وہ ہا ہمسے ہمدردی کرنے لگے۔ انکا کپتان بہت ہی زبردست اور نوجوان شخص تھا اسنے ہمارا ہر طرح سے

اطمینان کیا۔ وہ اپنی فوج کی پورے طور سے نگہبانی کرتا تھا ممکن ہی کہ بغیر اُسکی مرضی کے وہ کچھ کرسکتی اور وہ خود بھی خدا کی مخلوق مین بہت ہی متقی اور پرہیزگار تھا۔ اُسنے جب سُنا کہ یہان شادی ہونے کو تھی اور صرف ہمارے سبب سے رُک گئی تو اُسے بہت ہی فکر ہوئی اور اُسنے جہان تک اُس سے ہوسکا ہر طرح انھین اطمینان دلایا کہ جس چیز کی آپ کی خواہش ہو وہ شوق سے آپ ہمین کہین ہم اسکا بخوبی سرانجام کرینگے۔ اس سے بہت ہی اطمینان اور فرحت ہمارے ہان پھیل گئی اور خصوصًا میری شادی کے بارے مین لوگونکا اور بھی زیادہ خیال رجوع ہوا گویا اس ارادے مین جان پڑگئی کپتان کو جب اسکا پورا پورا علم ہوگیا کہ میری شادی ہوگی تو مجھ سے اُسنے کہا کہ مین تیرا ہمیشہ کا دوست بنتا ہون اور اُسنے کہا کہ اسوقت یہ تقریب کیون نہین ظہور پذیر ہو۔ کوئی بات ایسی نہین ہی جس سے اسکو معطل رکھا جائے ہم یہان تمھاری محافظت کے لیے موجود ہین اور مین اس بات کا اقرار کرتا ہون کہ جو کچھ مجھ سے ہوسکیگا اسکو ہم ہمین مہیا کردینگے۔ ایرانی کبھی نہین بڑھ سکتے کیونکہ طفلس سے ہماری فوجکی مدد آجائے گی اور جب تک وہ بڑھین یہان مدد موجود ہوجائیگی۔ اسلیے تمھاری تقریب کے انجام ہونیکے لیے کافی وقت موجود ہی اور مین خیال کرتا ہون کہ ہمارے ہونے سے اور بھی زیادہ شان وشوکت اور جلوس بڑھ جائیگا۔

اسکے علاوہ اُسنے یہ بھی اقرار کیا کہ مین دُلھن کو چار جیئن سُنہری لیس بھی چڑھاوے مین چڑھاؤنگا۔ اور اس موقع کے لیے دولھا کو سواری کے لیے اپنا گھوڑا بھی دیدونگا۔ اس کپتان نے اسقدر کہا کہ آخر مجھے دُلھن کے رشتہ دارون کو شادی کا دن ٹھہرانے کے لیے راضی کرنا پڑا۔

مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ بھلا کوئی شخص دوسرے کے معاملے مین اسقدر زور دیتا ہی۔ اور بھلا کسی کو بھی پرائی شادی سے اسقدر دلچسپی ہوتی ہی جو اس کپتان نے ظاہر کی ہی بس اس سے میری طبیعت صاف کھٹک گئی کہ ضرور کچھ دال مین کالا ہے۔

اور صرف اُسکو یہ رشک پیدا ہوا ہی۔ مگر کپتان اسقدر بد صورت اتنا بھونڈے اپنے سے بدصورت تھا کہ گویا
ہمارا خوبصورتی مین بالکل ضد تھا تو اسلیے مجھے یہ خیال مطلق نہین رہا تھا کہ مریم اُسپر ریجھ
جائیگی۔ کیونکہ اگر مریم اُسے دیکھے گی تو اُسے یہ معلوم ہوگا کہ آدمی کیا ہی بندر بیٹھا ہوا ہی۔
اُسکا چہرہ تو بالکل چربی کی طرح سے سفید چمڑے کا تھا۔ اسکے سر پر بال تھے اور وہ ایسے
تھے کہ جیسے خار پشت کی پیٹھ پر کانٹے ہوتے ہین۔ ان بالون مین ناملائم اور کرخت بیچ بیچ
مین لکیرین ہو رہی تھین۔ اور انکی ہیئت بالکل بھوس کی سی تھی۔ اسکی گول گول آنکھین
جنمین گڑھے پڑے ہوے تھے اور ڈھیلے اندر کو گھسے ہوئے کیا ہی کریہہ معلوم ہوتے تھے۔
یہ آنکھین رخسارونکی چھوٹی چھوٹی اُٹھی ہوئی بیڈول ہڈیون کے بیچ مین واقع تھین۔
اسکی ناک کو دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کسی نے ایک گوشت کا لوتھڑا رکھدیا ہو
اسکے نیچے دو سوراخ تھے جو جھریان معلوم ہوتی تھین اسکی ٹھوڑی شیشہ کی طرح صاف
اور شفاف تھی جس نے بالونکی بہت ہی چھوٹی صورت نہین ظاہر کی تھی۔ دو ہونٹ
تھے یا خدا کا قہر تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہمالیہ کے دو ٹکڑے کرکے کسی نے اوپر نیچے چپکا دیے
ہین۔ کل ہیئت ایسی چکنی اور چمکتی تھی کہ جیسے اسکے پیر کے بوٹ وارنش سے چمک رہے تھے
مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر مریم عاشق ہوتی تو اس سے اُس ایرانی پر ہو جاتی
اور جب اُس پر نہین ہوئی تو اس بد ہیئت اور کریہہ منظر پر کیا ہوگی۔ اور جب وہ میرے
حسن اور میری جوانی اور رعنائی کا اُس سے مقابلہ کریگی تو بس ظاہر ہی کہ مین نے
اپنے رقیب پر فتح حاصل کر لی۔ اور اُسکو ایک طرف بٹھا دیا۔
اب یہ ٹھہر گیا کہ میرا نکاح ہو لے۔ نکاح ہونے کے دن سے ایک شام پہلے سب
کپڑے اور دوسری اشیا خوانون مین لگائی گئین اور ان خوانون کو آدمیونکے سرون پر
رکھکے گانے بجانے والون کی ہمراہی مین دلھن کے مکان پر بھیجا۔ وہی باجا گاجا
تھا جو گانون مین مل سکتا تھا۔ ہمارے بینڈ مین ایک تو شہنائی بجاتا تھا۔ اور ایک

طنبور پر تھاپ مارتا تھا اور دو آدمی گانے والے تھے یہ گویا ایک شان وشوکت کا نشان قرار دیا گیا ہو کہ برات کے ساتھ گاجا باجا بھی ہو۔ ہمارے روسی دوستون نے ہمین اپنا ڈھول بھی دیدیا تھا۔ اسکے بجنے سے جسکو ہمارا ایک گوالیے کا لونڈا بجاتا تھا تمام ملک مین اسکی آواز سے بہت ہی اثر پڑتا تھا۔ چونکہ یہ رسم ہوتی ہے کہ پہلے دُلھن کے ہان سے دولھا کو جو کچھ ملنا ہو مل لے اسلیئے دولھا کو کچھ دیر کے بعد چڑھادا چڑھانا ہوتا ہی۔ چنانچہ یہی کیا گیا۔ مجھے دُلھن کے ہان سے ایک جوڑا پستول کا ملا جو کوہ قاف کی ساخت تھا۔ اور یہ جوڑا پستول کا دُلھن کے چچا کا تھا جو اسنے اپنی پیاری بھتیجی کیطرف سے مجھے دیا تھا۔ دُلھن کا چچا پہلے جارجیا کی فوج مین ملازم تھا اُسوقت تک روسیون نے جارجیا فتح نہین کیا تھا۔

دوسرے دِن یعنی وہ دن جو میری دلی آرزوؤنکے برآنے کا تھا مین اور سب میرے کُنبے والے صبح ہی سے اُٹھے۔ موسم گو ساکت تھا لیکن گرم تھا۔ پہلے کئی دن آگے یہان سخت طوفان برپا تھا اور ہر وقت آسمان پر بادلونکا ہجوم ہی رہتا تھا۔ لیکن فطرت موسم شب کو ترشح ہونیسے بہت ہی تر و تازہ اور سر سبز ہو گئی تھی۔ میرے دوست کپتان نے مجھے سوار ہونے کیلیے اپنا گھوڑا عنایت کیا جسکو مین نے جہانتک ہوسکا خوب گہنا پاتا پہنایا جیسا کہ ایسے مواقع پر ہوتا ہی۔ مین نے خود بھی سر سے پانوُن تک نئے کپڑے پہنے اور پھر رہلی کام کیئے ہوے کمر بند باندھے انمین سینگر لے اور توسدان ڈالے۔ پیش قبض کمر مین، گھر طسا۔ اسی طرح سے اور بہت سی چیزین مناسب موقع کی زیب تن کین اور یہ سب چیزین جنسے میری پوری زیب وزینت ہو گئی تھی میرے ایک دوست جارجین نے مجھے عاریتًا دی تھین جو ملازم روس تھا۔ مجھ سے لوگون نے بھی کہا اور مجھے خود بھی یقین تھا کہ مین نہایت ہی حسین جوان رعنا خوبصورت معلوم ہوتا ہون اب مین مع لپنے رشتہ دارون کپتان اور اس کے بہت سے سپاہیونکے جنسے خوب بھیڑ ہو گئی

تھی گیکلو روانہ ہوا۔
جب ہم اُسکے قریب پہونچے تو ہمنے اپنے جلوس کو یون ترتیب دیا کہ آگے گانے والون قرنا پھونکنے والون اور ڈھول بجانے والون کو کیا۔ اور ہم سب اُنکے پیچھے پیچھے روانہ ہوے مین اپنی دُلھن کے مکان پر اُترا۔ جہان ہر قسم کی آسائشین ہمارے لیے موجود تھین۔ اور چارون طرف سے سلامتی اور مبارکبادی کا مینھ برس رہا تھا۔ اور جب گیو مشلو واپس ہونے کے لیے ہر شے وہان تیار تھی اور جہان میرے چچا نے ساری تیاری کر رکھی تھی ہم پھر سوار ہوے میری دُلھن کے سر سے پانؤن تک ایک قرمزی نقاب پڑی ہوئی تھی سر پر ایک تاج نما ٹوپی رکھی ہوئی تھی جسپر یہ نقاب آویزان تھی پیاری اپنے باپ کے گھوڑے پر سوار تھی اور اپنے بھائیونکی جانب روان تھی۔ ہمارے ہان رواج ہی کہ ایک ٹپرکا بائین ٹپی دولھا داہنے ہاتھ سے پکڑتا ہی اور اسی ٹپکے کو دُلھن دوسری جانب سے پکڑتی ہی اور پھر اسطرح سے دولھا دُلھن گرجا مین جاتے ہین چنانچہ ہمنے بھی اس رسم کو ادا کیا۔ اس جلوس مین سب ہمارے دوست سب ہمارے رشتہ دار گانؤن کے سارے نوجوان بچے بعض پاپیادہ بعض گدھون پر اور بعض گھوڑون پر سوار شریک تھے۔ یہ سب لوگ سارے راستہ واہ واہ کرتے ہوے خوشی کی آوازین بلند کرتے ہوے۔ مسخراپن۔ مذاق۔ چھیڑ چھاڑ غرض ہر طرح سے خوشی ظاہر کرتے ہوے چلے جب ہم آخرکار کچھ اُٹھے اور ذرا اونچی زمین پر پہونچے تو جلوس ٹھہر گیا۔ اب یہان ایک شخص کو موم بتی دی گئی جو فی الحال روشن کر لی گئی تھی۔ سب سے آگے میرا چچا تھا جس کے ساتھ میرا دوسرا چچا تین گرجاؤن کا پادری بھی شریک تھا۔ یہ دونون ملکر بھجن یا سرود عارفانہ بہت ہی خوش آوازی سے اس تمام جلوس مین بہ آواز بلند الاپ رہے تھے۔ کپتان نے پہلے ہی اپنی فوجکے آدمیونکو خوب زرق برق بنا دیا تھا۔ جو اس جلوس مین شریک تھے اور ہمارے ساتھ گرجا تک گئے تھے۔

ہم آخر گرجا کے دروازے کے پاس جا کے اترے۔ مین اور دلھن ٹیکے کو پکڑے ہوے قربانگاہ یا مذبح کے نیچے پہونچے۔ یہ مقام ہماری عاجزانہ حیثیت کے موافق بلکہ اس سے کہین اور بھی زیادہ پھولون۔ ریشمی فلیتون اور آئینو نسے سجا ہوا تھا۔ مجھے اور مریم کو آمنے سامنے بٹھایا۔ انجیل مقدس کھولی گئی اور ہم دونونکے سر پر رکھی گئی اسوقت ہم دونون ایک دوسرے کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیے ہوے بیٹھے تھے۔ پھر پادری نے پہلے مجھ سے پوچھا۔ تمنے مریم کو اپنی زوجیت مین قبول کیا مین نے گردن ہلادی کہ ہان قبول کیا۔ پھر مریم سے دریافت کیا تمنے یوسف کو اپنا شوہر بنایا اُسنے بھی گردن ہلادی۔ کہ ہان بنایا۔ جب یہ بھی ختم ہو گیا تو پھر شیرین اور مقدس آئتین انجیل پاک کی پڑھی گئین۔ اس کے بعد یہ تقریب نکاح ختم ہو گئی۔ پھر جو گانا بجانا۔ بھنوردن پہ دھپ پڑنی اور بانسری بجنی شروع ہوئی ہے بس یہ معلوم ہوتا تھا کہ آسمان سر پر اُٹھا لیا ہی۔ ہر شخص خوشی کے گیت گاتا تھا۔

در و دیوار سے ظاہر تھے خوشی کے سامان — ذرہ ذرہ تھا وہ سرمست شراب عشرت
ویڈنگ روم بنا جس سے تھا گوشہ گوشہ — دل لُبھاتی تھی ہر ایک شوخ کے پا کی حرکت
سُرسُرائی تھی خوشی مین وہ نسیم شادی — مسکرانے لگے غنچے بھی عجب ہی حیرت
قہقہے قلقاریان بھرتے تھے لگاتے ہر سو
جسکو دیکھو لیے آتا تھا نوید بہجت

دن کی روشنی اسوقت بالکل ناپید ہو گئی تھی۔ آسمان پر ایک طوفان عظیم برپا تھا چرخ ناہموار پر اندھیارے کی گھٹاٹوپ چادر چھا گئی تھی۔ بجلی کی کڑک اور بادلون کی گڑگڑاہٹ سے ینیھہ صاحب بھی تشریف نہ آئے تھے۔ اس نکاح کی تقریب اور گانے بجانے کے ختم ہونے کے بعد سب کی دعوت کی گئی اور بہت خاطرداری سے ساری مجلس کو کھانا کھلایا۔ اس کے بعد ہمارے مہمان چلے گئے۔ اب وہ نیک ساعت

میرے لیے آئی جو مجھے آدمیون مین بہت ہی خرم و شادمان کرے گی ۔ اور مین گلہاے
خرمی اپنے دامن مراد مین چُنونگا۔

کیا اے صاحب مین بس ہین اپنی رام کہانی کو ختم کردن اور رات کو جو کچھ خوف اور
ہیبت واقع ہوئی اسکو بیان نہ کرون ۔ یا انکو چھوڑکر اور جو کچھ بیتی ہی وہ بیان کرون ۔ ڈر ہی
کہ زیادہ طول سے آپکی سمع خراشی نہ ہو۔

آپ میری پیاری دُلھن کو صبح کے ستارے کیطرح پیاری اور فرشتہ کے مانند بیگناہ
اور ہر جرم سے پاک خیال کرین جسکا مجھے کس صدق دلی سے عشق تھا اور یہ امر تو آپ
بخوبی خیال کر سکتے ہین کہ اسوقت مجھے کیا خوشی ہوگی اور میرا غنچہ دل جسمین سواے
اسکی بو کے دوسرے کی محبت کی خوشبو نہین سمائی تھی کس شادابی اور تروتازگی سے
کھلا ہوا تھا جسکی وصل کی اُمید کے سب رشتے منقطع ہو چکے تھے اور یہ ہرگز امید تھی
کہ مین پھر اسکے روشن چہرے سے اپنا کاشانۂ دل منور کرونگا ۔ اور پھر مجھے وہ نصیب ہوگیا
تو اب اس سے زیادہ میری زندگی کا روشن زمانہ کیا ہو سکتا ہی ۔

لیکن چونکہ مجھے یہ منظور ہی کہ مین جو کچھ یہان اب بیان کرنے کو ہون اُسکی پوست کندہ
حالت سے آپ کو اطلاع دون اسلیے آپ اس امر کو بخوبی سمجھ لین کہ جارجیا اور آرمینیا کے
گانؤن زیادہ تر زمین کے نیچے بنے ہوے ہین ۔ اگر کوئی مسافر یہان آئے تو گو وہ دکانون
کی چھت پر کھڑا ہوا ہوگا لیکن اسے یہ معلوم ہوگا کہ مین کف دست میدان مین کھڑا ہون (۱)
جسکے بہت سے چھوٹے سوراخ اور دراڑون سے روشن معلوم ہونگے ۔ جسمین کہ میرا کنبہ رہتا تھا
یہ بھی اسی قسم کا مکان بنا ہوا تھا ۔ اور جہان میرا نکاح ہوا تھا وہ بھی اسی صفت سے موصوف
تھا ۔ میرے کمرے مین اس قسم کے سوراخ مین سے ایک سوراخ تھا جو اس موقع پر بند کر دیا
گیا تھا اور ایک دروازہ ہوا کے رخ کیطرف کھولدیا گیا تھا ۔

آرمینیا والون مین یہ رسم ہی کہ پہلے دولھا جاکر گوشہ نشینی اختیار کرے اور اس کمرہ مین بیٹھے

اُسوقت اُسکے جوتے اور جرابین اسکی دُلھن اُٹھاکے لیجائے اور پیشتر اُسکے کہ دُلھن اپنی نقاب اپنے منور چہرے سے اُٹھائے۔ پہلے وہ چراغ یا شمع کو گل کردیتی ہی۔ اب طوفان عظیم برپا ہوا۔ گرج اور گڑگڑاہٹ ہمارے سرون پر قلابازیان کھا رہی تھی۔ بجلی ماہی بے آب کیطرح کوندرہی تھی جسکی چمک لمحہ بلمحہ معلوم ہوتی تھی۔ اور نہایت ہی زور شور سے دہشتناک آوازونکے ساتھ مینھ برس رہا تھا معلوم ہوتا تھا کہ عنصر مین بہت ہی کھلابلی اور اضطرابی پھیل رہی تھی اُسوقت میری پیاری مریم نے اپنے روشن چہرے سے نقاب اُٹھاکے چراغ کو گل کردیا۔ دُلھن نیچے لیٹی ہی تھی کہ ہمنے ایک غضبناک آواز سوا اُسکی طرف سُنی جو بالکل غیر معمولی تھی گڑگڑاہٹ کے ساتھ آدمیونکا شور غل بھی شامل ہوگیا تھا گھوڑونکا دہشتناکی سے ہنہنانا بھی برابر سُنائی دیتا تھا۔ یکایک اسی کشمکش مین ہمنے یہ آواز سُنی کہ کوئی وزنی شے ہمارے بستر ہی کے قریب گری ہی۔ اور جسمین سے چمک اور کچھ گندھک کی بو آتی ہی۔

مین گھبرا کے بولا کہ یہ گولا گرا ہی۔ ای خداوند تعالیٰ تو ہمین اس سے محفوظ رکھیو۔ میری روح یہ دیکھتے ہی پرواز کرگئی مگر شکر اللہ کہ میری بیوی بچ گئی۔ مریم اپنی نقاب اُٹھاکر چاہتی تھی کہ دروازے کے باہر نکلے۔ اتنے مین اُسی کمرے مین ایک ایسی زور کی آواز آئی کہ جیسے کوئی چیز پھٹتی ہی۔ مین نے خیال کیا کہ مین اس رحیم اور درشت آفت کی نذر ہوچکا۔ مین ان گرے ہوے پتھرون اور اسباب کے اوپر بیہوش گر پڑا۔ نہ رہی اپنی سُدھ بدھ نہ اصلا کسی کی !!

روشنی کی بھڑک اور چمکارے گندھک کی بو کے ساتھ آنے لگے۔

مین کچھ وقت تک یون ہی بیخبر پڑا رہا مجھے نہین معلوم کہ کیا ہوا اور پھر کیا گذری جب مجھے ذرا ہوش آیا اور مین نے دیکھا کہ مین ابتک بالکل محفوظ ہون اور میرے کسی عضو پر کچھ ضرب نہین آئی اور مین چل بھی سکتا ہون اب مین خیال کرنے لگا کہ مین کیونکر

اس بلائے بے درمان سے نجات پاؤن۔ شادی اور نکاح تو اُسوقت خواب وخیال ہوگیا
یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے مین نے خواب دیکھا ہی۔ جو کچھ اُسوقت مجھے سُنائی دیتا تھا سوائے
بادلون کی گڑگڑاہٹ بجلی کی کڑک اور لوگون کے شور غل واویلا اور بکا کے کچھ نہ تھا۔
ہر طرف سے یہی صدائین زور زور سے کانو مین آرہی تھین۔ اور یہ نالہ وبکا کی آوازین
اُن لوگونکی تھین جو اس آفت ناگہانی۔ قہر الٰہی بلائے بے درمان سے مجروح ہو گئے تھے۔
اپنے زخمونکی تکلیف مین شور مچاتے تھے۔ یا وہ لوگ تھے جو دوسرونکی تیغ بُران کے شکار
ہو گئے تھے گھوڑونکا زور زور سے ہنہنانا اور ہتھیارونکی کھچا کھچ کی آوازون نے کان کر
کر دئے تھے مین کہتا تھا کہ یا اللہ یہ کیا معاملہ ہی۔ مین ابھی دہین پڑا ہوا تھا کہ اتنے مین
میرے کان مین ایک عورت کے چیخنے کی آواز آئی۔ مین نے آواز سنتے ہی یہ کہا کہ کیا یہ مریم ہی
کہان ہی۔ کہان ہی۔ مین اسے تو دیکھونگا۔ مین اُٹھا۔ جسقدر روزن تیھرون وغیرہ کا پڑا
ہوا تھا انکو بہت آہستگی مین مین نے اوپر سے سرکایا اور ایک ٹانگ سے لنگڑاتا ہوا مین آگے
کی طرف پیاری دُلھن کو تلاش کرنے کیلیے بڑھا۔ اُسوقت مجھے جو کچھ خوفناک نظارہ معلوم
ہوا وہ ایسا نہیں ہی کہ معرض بیان مین آسکے یا زبان اُس مطلب کو صاف صاف ادا کر سکے
مین نے اپنے پاس ایک ایرانی کو دیکھا کہ تلوار سوتے ہوئے ہی اور ایک سر کٹا ہوا اُسکے ہاتھ
مین ہی اور اُس سر مین سے خون کی بوندین ٹپک رہی ہین۔

رات کی اندھیاری اور سیاہی مین جب کبھی کہ یکایک چمکارا ہو جاتا تھا تو کچھ
دکھائی دینے لگتا تھا۔ جون ہی ایک دفعہ چمکارا ہوا تو مین نے دیکھا کہ بہت ہی ہیبتناک
غم کا واقعہ ہوا ہی بس اچھی طرح سے نہ دیکھنے پایا تھا کہ پھر وہی گھپ گھاپ اندھیرا ہو گیا
دوسرا چمکارا جو پھر ہوا تو مین نے دیکھا کہ ایرانیون نے جنکے ہاتھون مین شمشیرہائے برہنہ
آویزان تھین بے بس ملاگیسیون پر شبخون مارا ہی۔ انکو بستر دان پر سے گھسیٹ لیا
ہی۔ اور اُنکو قتل کر ڈالا۔ گاؤن والے بیچارے بے انتہا گھبراہٹ اور اضطرابی مین اپنے

مکانون مین سے بھاگ گئے تھے - اسکے بعد بہت زور کی گڑگڑاہٹ ہوئی جسنے ہر شے کو پراگندہ کردیا حسین خان سردار نے آرمینیو نکے گانؤن پر حملہ کیا تھا اور سوراخون اور موکھون مین سے بم کے گولے برسائے تھے - گانؤن کے مویشی اپنی پناہ کی جگہ مین سے گھبرا گھبرا کے باہر جنگل مین نکل گئے تھے اور انھین بھی اس ہیبت و خوف کا حصہ ملا تھا - غرض اب مین کہانتک بیان کرون کہ کیا نوبت تھی اور کیا آفت برپا تھی - مگر اللہ کا شکر ہی کہ میرا بال تک بیکا نہ ہوا در مجھپر خداوند تعالیٰ کا ہاتھ پھیلا رہا جسنے مجھے اس قہر آلود موقع سے بچایا -

اب مین سٹپٹایا کہ اپنی بیوی کو - کہان جاؤن اور کہان ڈھونڈھون - اُسکے چیخنے کی آوازین تو میرے کان مین آتی تھین اور وہ دردناک چلاّنا اور الم آلود واویلا تھا جس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ مریم کو کوئی ضرب ایسی پہونچی ہی جس سے وہ جان بلب ہے اور عنقریب مرجائیگی اب مین نے اپنا راستہ نعشون مین ہوکر کیا - دیوانہ وار مجنونانہ شدت غضب مین مین نے قدم اُٹھایا - یہان سے مین گانؤن کے دامن مین پہونچا کہ اپنی دلربا کی آواز سنون کہ کہان سے چیختی ہی - جب مین وہان پہونچا اور ایک دفعہ پھر بجلی چمکی تو مین نے دیکھا کہ دو ایرانی سوار جارہے ہین ایک کے پیچھے گھوڑے پر ایک عورت سفید نقاب پوش بیٹھی ہی - مین نے جان لیا کہ ہونہو یہ میری بیوی ہی مین نے بہت تیزی مین جیسے پہاڑی بکرا پہاڑ پر چڑھتا ہی اُنکا تعاقب کیا - جب طوفان ٹھہر جاتا تو پھر بجلی نہ چمکتی اور پھر اس گھپ گھاپ اندھیرے مین جہان ہاتھ کو ہاتھ بھی نہ سُجھائی دیتا تھا پٹے ٹوئیان مارنے لگتا تھا - پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا ہوا ہون مگر یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ کسطرف جاؤن اور کس رُخ قدم اُٹھاؤن یا نہ اُٹھاؤن قریب قریب مین برہنہ ہی تھا جو ضرب آئی تھی وہ جُدا تھی -

چونکہ میرے پیر پہاڑون پر برہنہ چلنے کے بالکل عادی نہ تھے تو وہ تمام پارہ پارہ ہوگئے تھے بھلا ایسی حالت مین مجھ سے تعاقب کیا خاک ہوسکتا تھا - اب میری طبیعت کا وہ حال ہوا کہ توبہ ہی - مایوسی نے چارون طرف سے آکے گھیر لیا تھا غم والم بہت دیر سے میرے

جلیس و انیس بنگئے تھے۔ شکستہ خاطری میری ہمرکاب تھی۔ ناامیدی نے جان و دل پر اپنا قبضہ
پہلے ہی سے کرلیا تھا۔ غرض یہ چیزین اسطرح سے محیط ہوگئی تھین جس سے میرے اوسان
اصلا بجا نہین رہے تھے۔ آخر مین نے اپنے کو جبتک کہ آفتاب اپنا جگمگاتا ہوا تاج پہنکر نہ نکلا
اور اُسکے روشن تاج کی کرنین میری آنکھونمین چکاچوند کرتی ہوئی ادھر اُدھر نہ پڑنے لگین
مین وہان سے نہ اُٹھا۔ اور جب تک مجھ مین یہ ہوش نہین آیا کہ مین کہان پڑا ہوا ہون
"وہ کہان تھا کہان آگیا اب کدھر ہون" اصلا خبر نہ ہوا۔

مین نے اپنے کو مخاطب بنا کر آپ کہا کہ کیا واقعہ ہوا مین کہان پڑا ہوا ہون اور یہان
کیونکر آگیا۔ آیا شب کو دوسرے عالم کے دیو و عفریت مست یا شری جنون نے آکے ستم برپا کیا
تھا یہ معاملہ ہی کیا ہوا۔

گئی یک بیک جو ہوا پلٹ نہین دلکو میرے قرار ہے
کرون غم ستم کا مین کیا بیان مرا غم سے سینہ فگار ہے

مین نے دیکھا کہ مبارک اور پرشوکت گروہ صفا اور بے بادل آسمان پر بلند ہو رہا ہے جسنے
فطرت کے مزاج کو ساکن اور معتدل بنا دیا۔ جس سے صبح کی تازگی نمودار ہوئی۔ پرندونکا گانا
گیت سنائی دیا۔ مویشیون کے باڑہ سے اُنکا ممیانا نکلنے لگا۔ میرے سامنے کے مربیانہ نون
مین بالکل سناٹا معلوم ہوا۔ مین نے دل مین خیال کیا کہ اسوقت سے ہیبت اور دہشتناک
صورتین جو میرے دماغ مین سرگردان ہین شاید یہ اس مردہ خیال کا اثر ہے۔ کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے
کہ اس علیحدہ جگہ مین اس پیارے اور بہت پیارے آسمان کے نیچے۔ نیچر کی ان فیاضانہ
بخششون کے سایۂ عاطفت مین مین آدمیون کو اپنے بھائی مخلوق کو قتل کرتا ہوا گانون
مین آگ لگاتا ہوا نعشون کو کچلتا ہوا اور پارہ پارہ کرتا ہوا۔ سرون کو اُتارتا ہوا دیکھ سکتا
اور بیرحم قتل کرنے کے تصور مین کیا مین اپنی پیاری بیوی اپنی بیگناہ دلھن سے محروم
کیا جاؤنگا۔ اب یکدفعہ پھر جو کچھ واقعہ ہوا تھا اُس کی تصویر میری آنکھون کے آگے پھر گئی

گو پہلے میری چشمان سیاہ سے آنسو نہین گرے تھے لیکن اس لمحہ ٹپ ٹپ ٹپکنے لگے۔ انسے میرے بھرے ہوئے
ہوے دل اور مشتعل چھاتی کی کچھ بھڑاس نکل گئی۔ مین اُٹھا اور آہستہ آہستہ گانو نکی طرف چلا۔ سب
سکوت مین چپ چاپ تھے کچھ کچھ دھوان ادھر اُدھر اُٹھتا ہوا معلوم ہوتا تھا کنارے پر آوارہ
اور اپنے باڑے سے گم شدہ مویشی چر رہے تھے۔ پردیسی بیچارے گھوڑون پر جا رہے تھے اور
کمبخت گانوٴن والے جنپر یہ قہر خدا نازل ہوا تھا حد سے زیادہ پراگندہ خاطر تھے اور جو کچھ ابتر ہم اور اُنکے
خانمان پر اچانک آفت اور مصیبت آپڑی تھی اس سے بہت ہی مشکل سے ہوشیار ہوئے تھے
اور وہ ابتک ناواقف تھے کہ آخر اُس بلاے جانستانکا نتیجہ کیا ہوا میری آپ پوچھین تو مین نے
اپنی آنکھون سے اس وبال کو ملاحظہ کیا تھا مجھے تو ہر ایک شخص بدقسمتی کا رفیق معلوم ہوتا تھا
مین نے اپنے دلمین خیال کیا کہ تو اپنے رشتہ دارونکو جو سب راہ فنا مین گامزن ہو گئے
ہونگے جل کے دیکھ اور اُن مکانونکا تو ٹل ملاحظہ کر جو سب کو منہدم ہو گئے ہین اور تو
اس امر کا بھی معائنہ کر کہ تو اس دنیا مین تن تنہا رہگیا۔ نہ تیری غمگسار بیوی رہی۔
نہ آرام کرنے کو گھر بچا۔ نہ شفقت کرنے والے والدین رہے اور نہ ڈھارس بندھوانے
والے دوست زندہ بچے۔ لیکن نہین یہ بات تو نہین ہوئی گو خیال نے دماغ مین ایسی بلند
پروازی کرنی شروع کی تھی اور اپنے قدم ایسے جمائے تھے کہ توبہ مگر اول جسکو مین نے گانو مین
داخل ہوتے دیکھا وہ میری پیاری اور مظلوم ماں تھی مجھے دیکھتے ہی جسقدر کہ تکالیف اور
مصائب اُسپر پڑے تھے اُسے پھر از سر نو یاد آگئے۔ اُسنے دوڑ کر مجھے گلے سے لگا لیا اور زار و
نزار رونے لگی۔ جب وہ بہت کچھ رو چکی اور اُسکے دلکی بھڑاس نکل گئی تو اُسنے مجھ سے کہا
کہ تیرے باپ کو بہت ہی ضرب آئی ہے۔ اور اُسکے سر پر ایک آفت ناگہانی ٹوٹ
پڑی تھی مگر شکر ہے کہ زندگی تھی بچگئے۔ اور باقیماندہ کنبہ سب اچھا ہے کسی کی جانکا بال بیکا
بھی نہوا ہمارا گھر سارا منہدم ہو گیا تھا۔ ہماری ساری خانہ داری کی اشیا غنیم لوٹ کر لیگیا
تھا۔ اور خصوصًا وہ کمرہ جہان مین اور پیاری مریم بیٹھی تھی بالکل برباد ہو گیا تھا۔ اُسکی تو

انیٹ سے انیٹ بجگئی تھی۔ میری مان نے مجھ سے کہا کہ نیک روسی کپتان وہ پہلا ہی تھا جنے اپنی پیاری جان اس بلوے کے بھینٹ چڑھائی تھی جب یہ غل غپاڑا ہوا ہی اور توپکی گرج کی آواز آئی ہی تو وہ میرے کمرے مین سوتا تھا یکایک گھبرایا ہوا باہر نکلا کہ یہ قہر خدا کیا نازل ہوا نکلتے ہی وو ایرانیون نے اسکو پکڑ لیا۔ انمین سے ایک نے فوراً اس کا گلا کاٹ ڈالا۔ یہ اُسی کا سر تھا جب اول ہی مین چونکا تھا اور پہلے ہی جھکارے مین مجھے ایک ایرانی کے ہاتھ مین معلوم ہوا تھا جو تازہ تازہ تھا اور جس سے خون کی بوندین ٹپک رہی تھین۔

میری مان پھر مجھے پناہ کی جگہ مین لے گئی اور مجھے کپڑے پنہائے جیسے کپڑے کہ وہان دستیاب ہو سکے۔

ایرانی جب اپنا کام دہشتناکی سے کر چکے تو پھر اپنی قیامگاہون کو واپس چلے گئے تھے۔ اور ہمارے کمبخت گاؤن والون کو ان تیس روسیو نکو گاڑنے دفن کرنے کے لیے چھوڑ گئے جو بیخبری مین اُنکی تیغہائے برّان کے شکار ہوے تھے۔ ان تیس کمبخت سپاہیو کے سر ایرانی بطور نشان فتح کے اپنے ہمراہ خُرجیون مین لٹکا کے لیکر چلے گئے تھے۔

والد بزرگوار کی زیارت کے بعد اب میرا یہ ارادہ ہوا کہ مین اپنی پیاری بیوی مریم کا تعاقب کرون۔ یہ تو ایک بدیہی امر تھا کہ مریم کو وہی لوگ لے گئے ہین جو گاؤن پر حملہ آور ہوئے تھے اور یہ بھی ضرور تھا کہ وہ ایروان پہونچی ہوگی کیونکہ یہ غلام اور لونڈی کے بیچنے خریدنے کے لیے یہان سے بہت ہی نزدیکی کا بازار ہی اور اسمین بھی کچھ شک نہین تھا کہ خاص لونڈی بنا کے فروخت کرنے کی غرض سے اسکو ایرانی پکڑ کر لے گئے ہونگے۔

میرا پستول۔ تلوار۔ بندوق۔ جو گویا میری عروسی کمرے کا زیور اور سجانے والا سامان تھا تمام تھوڑی خاک کے نیچے دبا ہوا تھا۔ اُنکو مین نے نکالا کیونکہ میری حفاظت

سوا اُن کے اور کون کر سکتا تھا۔ کچھ زر نقد گرہ مین تھا ہی یہ لے کر مین نے گیوشلو کو ایڑ لگا کہا
اور اپنے دل مین یہ قطعی ارادہ کر لیا کہ چاہے جو کچھ ہو بغیر پتہ لگائے مریم کے ہرگز نہین
واپس پھرنے کا۔

مین بہت تیز قدم روانہ ہوا اور پہاڑون پہاڑون سیدھا ایروان کا راستہ لیا
جب مین نے دو بلند سڑکون کی ایک شاخ کو طے کیا تو مجھے دو سوار ملے۔ یہ سوار بہت ہی
خوبصورت اور ساز و سامان سے درست تھے اُنھون نے مجھے ٹھہرایا اور یہ پوچھا کہ تم کہان
جاتے ہو اور کسلیے جاتے ہو۔

مین نے اپنی کمبخت اور بد قسمت رام کہانی کہتے مین ایک لمحہ کا بھی توقف نہین کیا
کیونکہ مجھے خیال تھا کہ شاید سوار میری بیوی کا کچھ پتہ نشان بتا سکین اور اسکی سیاہ بختی
مین روشنی کا چمکارہ ملا دین یہ تو انھون نے کیا کہ اُسکا پتہ بتایا لیکن ان بیرحم الفاظ
مین کہ اُنکے ہر ہر حرف سے مہیب شبہات ٹپکتے تھے اُنھون نے مجھے یقین دلایا کہ تیری
بیگناہ بی بی تیری گم گشتہ پیاری۔ تیری منکوحہ ایسے ظالم اوباش عیاش کے قبضہ مین
آئی ہی کہ اُس سے بدتر چشم فلک نے بھی نہین دیکھا ہوگا۔

مین کیا یہ ممکن ہی کہ اگر مین وہان جاؤن اور وہ میری یہ افسوس ناک حالت سُنے
اُسکے دلمین رحم آجائے اور جو برائی کہ اسوقت اُسکے دل مین سمائی ہی وہ جاتی رہے یہ
مین جانتا ہون کہ مسلمانون کے ہان عورتین صرف عیش کے لیے ہوتی ہین لیکن پھر بھی
تمام عورتین ایک ہی کے عیش کے لیے نہین بنائی گئی ہین کہ صرف سردار ہی سب کا
مالک بن بیٹھے۔ تو مجھے کیا یہ امر خیال مین آسکتا ہی کہ میری امید۔ میری جان کی تسلی اور
میرا عمری ساتھی وہ دیدے گا۔

یہ سنکر وہ سردار جو سردار کے باڈیگارڈ مین سے تھے خندہ زن ہوئے اور کہنے
لگے کہ بھائی یہ ایک ناممکن امر ہی کہ جو عورت حرم مین داخل ہو چکے اُسکے لیے کوشش کری

تیری یہ ساری محنت محض بیکار ہی۔ بہتر ہی کہ تو خواہ مخواہ کی تکلیف اٹھا او رجہانسے آیا ہی پھر کر واپس چلا جا۔

مین نے انکے اس ہنسنے اور کہنے پر کچھ زیادہ خیال نہین کیا اور جلدی مین قدم آگے بڑھا دیا اور دل مین خیال کیا کہ جس خدا نے مجھ ایسے گناہگار پر یہ قہر نازل کیا۔ اور جسنے مجھ کمبخت پر یہ یہ آفتین برپا کین۔ کیا عجب ہے کہ وہ پھر مجھپر مہربان ہو اور میری اس مصیبت کو ٹالے۔

اب مین ایران کیمپ کے پاس پہونچا جہان مجھے معلوم ہوا کہ سردار بذات خود یہان مقیم ہی اور اس امید مین ہی کہ کچھ عمدہ خبرین گوش گذار کرے۔ ایرانی دستہ کے پہونچنے سے جنھون نے کہ ہمپر حملہ کیا تھا وہان بہت ہی حیرت چھا رہی تھی۔ وہ اپنے کارہاے عظیم کی کامیابی کے بہت بہت ثبوت دے رہے تھے۔ جو سر روسیون کے کاٹ کر لاگئے تھے یہی انکی فتحمندی کا بہت بڑا ثبوت تھا جنکے کئی ڈھیر سردار کے ڈیرے کے آگے لگے ہوئے تھے۔ جو کچھ ان لوگون کو فتحمندی حاصل ہوئی تھی اس سے یہ بہت ہی نازان تھے اور بڑی بڑی خوشیان منا رہے تھے۔

شاہ فارس کو بڑے طمطراق۔ شان وشوکت اور جاہ وجلال سے نمک مرچ لگا کے اس فتح کی خبر کی اور وہ سر انکو بھیجے گئے کیونکہ شاہ جب تک ایسے ایسے بدیہی ثبوت نہ پاتے ہرگز یقین نہ کرتے کہ ہماری فتح ہوئی ہی۔ لیکن خوشی مین ایک طرہ اور یہ نیا کھلا کہ ایک قاصد یا مخبر روسی حدود سے دوڑا دوڑ آیا اور ایک ایسی خبر لایا جس سے ایک انتشار سا پھیل گیا اور سارا معاملہ صورت دگرگون مین جلوہ دینے لگا۔ اسنے بیان کیا کہ روسی لشکر نے اپنے اس دستہ کی خبر سنی ہی جسپر گیومشلو پر شب گزشتہ حملہ ہوا ہی تو وہ بہت ہی غضبناک اور جوش مین سردار پر حملہ کرنے کے لیے آرہا ہی کیا عجب ہی جو شام ہونے سے پہلے پہلے وہ یہان آکے پہونچ جاے۔

اس خبر نے بالکل صورت خوشی کو بدل دیا اور اب لینے کے دینے پڑ گئے۔ سردار نے تمام کیمپ کو حکم دیا کہ ابھی تیار ہو جائے اور بہت پھرتی سے صف آرائی کر کے پیچھے ہٹے ڈیرے گرا دیے گئے۔ خچرون پر اسباب لدنے لگا۔ آدمیون نے غل مچانا شروع کیا گھوڑے اونٹ۔ آدمی۔ تو بین ایک ہی دفعہ سب متحرک ہوئین۔ دو گھنٹے گذرنے نہ پائے تھے کہ وہان کسی کا پتہ بھی نہ رہا اور اچانک سب غائب ہو گئے اور سیدھے ایراوان کی طرف باگین اُٹھائے ہوئے روانہ ہوئے۔

مجھے اُسوقت اپنی گم شدہ مریم کی کوئی خبر نہ ملی۔ یہ ظاہر تھا کہ اگر وہ سردار کے قبضہ مین ہے تو ضرور ایراوان کی حرم سرا کی دیوارون مین جا کر مقید ہو گی۔ مین نے اور بھی یاؤن تیز قدم اُٹھائے کہ شاید اس گھبراہٹ مین میرے فائدے کی کوئی عمدہ صورت نکل آئے۔ جب مین وہان پہونچا تو زنگوئی کے پل پر مین نے اپنا قیام کیا۔ جہان سے مین اچھی طرح سے سردار کے اُن محلات کو دیکھ سکتا تھا جہان عورتین رہتی تھین۔ اُسوقت اس پل پر سے سردار کی فوج اُتر رہی تھی لیکن مجھے اپنا فوجی ہمراہی سمجھ کے کسی نے کچھ نہ کہا اُنھون نے سمجھا کہ ہمارے لشکر کا یہ بھی کوئی شخص ہوگا۔

یہ عمارت اندھیاری چٹان کے کنارے پر واقع ہے جسکے دامن مین صاف اور شفاف ندی زنگوئی بہتی ہے اور اس زور سے بہتی ہے کہ اُسکی چٹانی سطح سے کف اُٹھتے ہوئے معلوم ہوتے ہین اسکا تیھریلا اُبھار جس سے ایک سفید چکر دار شکل بنتی ہے اور اُسی کے باعث سے پانی بھی بہت ہی دھائین دھائین ہو کے گرتا ہے سہ محرابی پل اسپر بنایا گیا ہے جسمین وہ بلند سڑک بھی شامل ہے جو جار جیا اور ترکی مین جاتی ہے۔

اُس محل کے خاص دالان کے اُس گوشے کا دروازہ جہان خصوصاً سردار بیٹھا کرتا تھا دریا کی طرف کھلا ہوا تھا اور وہان سے دور دور کا نظارہ ہوتا تھا۔

اس عمارت سے کچھ ہی دور فاصلے پر عورتون کے کمرون کی کھڑکیان ہین جن مین

جالیان لگی ہوئی ہوتی ہین دراہی سے وہ مردانہ دروازون یا کھڑکیون سے ممتاز ہوتی ہین دیکھتے ہی معلوم ہوجاتا ہی کہ یہ زنانے کمرے ہین - مین نے اُنکی طرف جو نظارہ کیا تو وہ یہان سے بخوبی نہ معلوم ہوتی تھین مگر ہان ان کھڑکیون مین سے ہر شخص بخوبی پل پر سے گذرتے ہوے اور آتے ہوے شخص یا جانور کو دیکھ سکتا ہی - مین نے دل مین خیال کیا کہ اگر مریم یہان مقید ہوئی ہی تو ضرور مین نیچے کھڑا ہوا ہون میری طرف دیکھے ہی گی اور اگر یہ بھی مانا کہ اُسنے دیکھ لیا تو پھر اُسکا علاج کیا ہوگا - مین کرہی کیا سکتا ہون - مین نے اپنے دل مین مایوسانہ یہ بات کہی - اُسکا میری طرف نظارہ بازی کرنا اُسکو وہان سخت اذیت دیگا اور مجھے تو بالکل ناپید ہی کردیگا - ایسی بلندی سے بچکر نکلنا یہ محض ناممکن معلوم ہوتا تھا - کیونکہ اتنی بلندی سے گرنا فوراً ہلاک کر ڈالیگا - یہ دیکھ کر دلمین یہ کہتا تھا کہ اے مریم -

ملنا ترا نہین اگر آسان تو سہل ہی
دشوار تو یہی ہی کہ دشوار بھی نہین

مگر مین نے خیال کیا کہ یہان ایک ہی جگہ کھڑا رہنا تو کچھ بات نہین ہی ایسا نہو کہ کوئی دیکھ لے اور اُسے شبہہ ہو تو کہین وقت آکر نہ واقع ہو تو اسلیئے مین نے یہی مناسب سمجھا کہ اسوقت تو یہان سے چلتے ہو شام کے بعد یہان آکر پھر کھڑے ہونا کہ جب کوئی دیکھنے والا نہوگا تاکہ مجھپر کسی کو شبہہ کرنے کا موقع نہ ملے -

مین اسی طرح سے جھٹپٹے وقت آتا اور حرم سرا کی کھڑکیونکی طرف دیکھتا - یون ہی مجھے پورے پندرہ دن گذر گئے - کوئی دن ایسا نہین ہوا کہ تین تین بار پل پر چڑھا اوترا نہ ہون -

آخر ایک دن جھٹپٹے کے وقت مین ٹکٹکی باندھے ہوے کھڑکیونکی طرف دیکھ رہا تھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ ایک کھڑکی کی درخت کے طرف جالی اُٹھی ہی اور اسمین سے ایک عورت

اِدھر اُدھر نیچے کی طرف نگران ہے مین اُسے نہایت ہی سکتے کے عالم مین دیکھتا رہا - اس عورت نے مجھے پہچان لیا مین نے اپنا ہاتھ پھیلایا - اس عورت نے بھی یہ دیکھتے ہی اپنے دونون ہاتھ پھیلا دیے مین نے اپنے دل مین یہ کہا کہ ہان یہ عورت ہے - ہان ہان یہ ضرور میری بیوی ہے بیشک یہ مریم ہی ہے اسپر نہ تو مین نے ایک لمحے کا توقف کیا نہ مین نے کچھ سوچا "ہرچہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم"

آنکھین بند کر کے مین تو دریا مین دھڑام سے کود پڑا - نہ یہ سوچا کہ آخر اسکے نتایج کیا ہونگے - اور مین دریا مین دو تین ہاتھ مار کر ڈھلوان زمین کی طرف اپنی پیاری بیوی کے محل کے نیچے جا کر کھڑا ہوا - کئی بار مریم نے اپنے بازو میری طرف پھیلائے گویا وہ اپنے کو وہان پھینکنا چاہتی ہے - مین نے خوف سے غل بھی مچایا مگر جب ذرا اسکو تامل ہوا تو مین نے یہ خیال کیا کہ شاید وہ ایسا نہ کریگی کہ نیچے آ پڑے - ہم بہت توجہ سے کچھ وقت ایک دوسرے کی طرف نگران ہے مگر دہشت کے مارے ایک نے دوسرے سے کچھ باتین نہ کین کہ ایسا نہو کسی کو خبر ہو جاے اور پھر دونونکو مختلف نامعلوم آفتون کا سامنا کرنا پڑے آخر کار یکایک مریم نے جالی کو ڈالدیا اور مجکو مہیب اور دہشتناک شبہات کرنیکے لیئے چھوڑ گئی - مین وہان کچھ دیر تک کھڑا رہا لیکن میری برابر ٹکٹکی بندھی ہوئی تھی - پھر یکایک وہ جالی کا پردا اُٹھا - اور پھر مریم نمودار ہوئی لیکن اُسکی صورت حال سے گھبراہٹ ہویدا تھی اور سخت تحیر برس رہا تھا - مین اُس سے بہت ہی مشکل سے یہ کہہ سکا کہ کہو پیاری کیا گذری لیکن لمحہ بلمحہ روح فنا ہوئی چلی جاتی تھی کہ کہین کوئی آفت نہ آکر واقع ہو یہان تک کہ مین نے اُسے دیکھا کہ وہ آگے جھکتی ہے اور پھر پیچھے ہٹ جاتی ہے - جھکتی ہے اور پھر پیچھے ہٹ جاتی ہے - ہوتے ہوتے یہان تک نوبت پہونچی کہ وہ دل مضبوط کر کے دھڑ سے نیچے آ ہی رہی -

میری ٹانگین جواب دے چکی تھین - میری آنکھین تیرہ و تاریک ہو چکی تھین اور مین خود سر تا پا مختلف خیالات مین ڈوبا ہوا تھا کیونکہ یہ کل حالتین اُسوقت طاری

ہوئی یقین جب مین نے شبہہ کیا تھا کہ دیکھیے اتنی بلندی سے وہ گرتی بھی ہی یا نہین ۔
بھلا کس کو یقین آسکتا کہ ایک لڑکی اتنی جرارت کر جائیگی ۔ مین فوراً ہی درخت پر
چڑھ گیا جو بہت ہی قریب کھڑکی سے بھرا ہوا تھا اسکو آتے آتے مین نے اپنے بازوؤن پر
سنبھال لیا ۔ اب مجھ مین یہ معلوم ہوا کہ زمین پر پہنچنے کی کسی نے گویا ایک نئی روح پھونک
دی ۔ اب وہ طاقت آگئی کہ مین دریا سے بخوبی پار ہو جاؤن ۔ اور بہت جلد اپنے قیمتی وزن
کو لے کر بستی کے کنارے سے پار ہو کر جنگل کیطرف نکل جاؤن ۔ یہ تو سب کچھ تھا لیکن اسمین پھر
بھی دوسرے شخص مددگار کی ضرورت تھی ۔ طرح طرح کے وساوس اور شبہات اب مجکو
آنے لگے اور مین سخت متحیر ہوا کہ بالخیر انجام کیونکر کرنا چاہیئے ۔ فطرت نے میری اس
موقع پر رہنمائی کی ۔ غرض اللہ کی عنایت سے خدا نے میری اور پیاری مریم کی جانکو
بچادیا اور ہمارا یہ بچنا ایسی بلاے بے درمان سے بہت ہی قیمتی خیال کرنا چاہیئے ۔
جب مین نے اول ہی کوشش زور آزمائی کی کی اور پھر مجھے معلوم ہوا کہ میرے اس
بے ست وزن مین کچھ رمق زندگی باقی ہی مین ذرا ٹھہر گیا اور اُسے چپ چاپ سے لوٹتی ہوئی
دیوار دنکے پیچھے باطمینان تمام بٹھادیا ۔ گو مریم کو اتنی بلندی پر سے گرنے کا صدمہ تو بہت ہی
ہو چکا تھا مگر کوئی ہڈی نہ ٹوٹی تھی جس درخت پر کہ پیاری مگر مظلوم مریم اُتری تھی اور اپنے
کو آنکھین بند کر کے پھینکدیا تھا اُسکی شاخون نے جابجا سے اُسکے نازک جسم کو زخمی کر دیا
تھا ۔ خون خوب زور شور سے جاری تھا ۔ مگر الحمد للہ کہ زندہ تھی سانس لیتی تھی آنکھین
بھی کھولین اور میرا نام بھی لے کر پکارا ۔ مین اسوقت اسقدر خوش تھا کہ توبہ مین نے
اس سرگرمی اور گرمجوشی سے اُسے گلے لگایا کہ جس سے محبت برستی تھی ۔ جب ذرا مریم سستائی
مین نے اُسکو اُٹھا لیا اور دل مین خیال کیا کہ جہان تک جلدی ہو سکے یہان سے پار
چلے چلو اور پہاڑون مین اپنا راستہ لو ۔ مبادا کوئی آفت نہ نازل ہو ۔ مگر پھر خیال آیا کہ
دریاے اشتراک کو بھی عبور کرنا پڑیگا ۔ اور جب یہ میرے بازوؤن پر بیٹھی ہوئی ہی تو یہ

کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ بغیر پل کے مین اسکو پار ہو جاؤنگا۔ خیر چلے چلو تو سہی جو کچھ کرے میرا مولا کرے۔ مین نے اپنے قدم تیز تیز اُٹھائے۔

ہم اس پل کے دامن مین آرام کر رہے تھے اسوقت مین نے آپکے گھوڑونکی ٹاپونکی آواز سُنی تھی۔ چونکہ مجھ مین اب بھی یہ قوت تھی کہ یہان سے اُٹھکر مین چلا جاؤن اور بربادشاہ گرجہ مین جہان آپ پہلے نمودار ہوے تھے پناہ گزین ہون اسلیئے مین یہان بیٹھا ہوا یہ دیکھ رہا تھا کہ شاید سردار نے آپ لوگونکو ہماری گرفتاری کے لیے بھیجا ہے۔ اب مین یہ عرض کرتا ہون کہ اگر آپ ہمین بچا دین اور ہمکو اپنے مکانکی جستجو کرنے کے لیئے اجازت دین تو آپ کو دو مشکور دلونسے دعائین نکلینگی اور ہم جیسے بدبخت اور مصیبت ماروںکے ساتھ مدد کرنے اور اُنسے شفقت سے پیش آنے کا خدا آپ کو بہت بڑا اجر دیگا۔ آپ لوگ کوئی کیون نہون اور کسی غرض سے کیون نہ بھیجے گئے ہون مگر آپ مین ہمدردی کی بو آتی ہے اور جسقدر انسانمین انسانیت کی صفات ہونی چاہیین وہ سب آپ مین موجود ہین۔ خداوند تعالیٰ آپکی مہربانی اور شفقت کو ہزار درجہ ہمپر زیادہ کرے گو ہم آپ کے نہ مذہب کے ہین اور نہ قوم کے ہین۔ لیکن پھر بھی ملتجی ہین کہ آپ ہمپر رحم کھائین اور جس خدا کی آپ مخلوق ہین اُسکا آپ کو واسطہ دے کر کہتے ہین کہ آپ ہماری فریاد سُنین۔

رحم کردن بر ضعیفان رحم بر خود کردن است
وائے بر شیرے کہ آتش در نیستان افگند

بارھوان باب

حاجی بابا کا اس نوجوان کے ساتھ ہمدردی سے پیش آنا

یہان آرمینین نوجوان نے اپنی رام کہانی کو ختم کیا مین بہت ہی متعجب ہو کر اُسکی مدح سرائی کرنے لگا۔ میری اجازت سے وہ اپنی بیوی کو دیکھنے پھر چلا گیا اور کہہ گیا کہ مین ابھی واپس پھر کے آتا ہون۔ اور اس کے حال کی حالت و کیفیت کا اظہار کرتا ہون۔ کہ یہان آرام لیکم

اُسے کسقدر فائدہ ہوا۔

جب وہ چلا گیا تو مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ ہو وقت اہواہان اور زخمی لڑکی یہان پڑی ہوئی ہو اس سے ظاہر ہوتا ہو کہ جو کچھ اس شخص نے کہا ہو وہ سب سچ ہو کیونکہ اسکا خون خون ہونا ہی کافی ثبوت ہو اچھا اگر مین اس نوجوان کو اجازت دیدون کہ تو یہان سے چلا جا اور پھر سردار کو یہ علم ہو جاے تو وہ میرا کیا درجہ کریگا۔ اور مجھے کسطرح پیش آئیگا۔ بس تو ہوگا کہ ایک تو اپنے عہدے سے دست بردار ہونا پڑیگا اور دوسرے کان کاٹے جائینگے وہ جدا ات مین اس پس و پیش مین ہوا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ مین نے دل مین خیال کیا کہ لقمان کے قول پر جو خاص اس موقع کے مناسب حال ہی چلنا چاہیئے۔ چنانچہ وہ کہتا ہو کہ۔

"اگر تم شیر ہو اور واقعی شیر ہو تو پھر ہمیشہ شیر ہی رہو اسلیئے کہ دوسرے جانور تمسے آگاہ ہو جائینگے کہ تمپر کسقدر اور کس امر مین بھروسہ کرین۔ اور جو تم شیر نہین ہو اور شیر کی جھول پہنکر اور جانور دنہین چلوگے اور قدم تمھارے بے کم وکاست گدھے کی طرح سے اٹھینگے تو سوا اسکے کہ وہ تمھارے ساتھ بہت ہی برائی سے پیش آئین اور کیا کرسکتے ہین"۔

اب مجھے یہ فکر ہوئی کہ مین اُسے چھوڑ دون یا نہین۔ اور گدھے اور شیر کی مثال پر مین بہت ہی پریشانی سے بیتاب ہوا۔ کہ اتنے مین یوسف واپس پھر کر آیا اور اُسنے بیان کیا کہ یہان آرام ملنے سے اتنا ہوا ہو کہ مریم بہت تر و تازہ ہو۔ لیکن خون جو اُسکا بہت نکل گیا ہو اس سے ضعیف بہت ہو گئی ہو اور اسکو اتنے اونچے سے گرنے سے جو کچھ صدمہ پہونچا ہو اُسکا بند بند ٹوٹ رہا ہو۔

خصوصاً ایک ٹانگ پر اُسکی بہت ہی صدمہ پہونچا ہو۔ کتنے دن تک تو وہ پلنگ سے ہل بھی نہ سکے گی۔ بھلا اگر ہمارا سردار کے آدمی تعاقب کرتے تو پھر ہمارا کہان پتہ لگتا اور سوا بڑھنے اور آگے چلنے کے اور کیا چارہ ہوتا۔ گو ابھی اسمین قوت نہین آئی ہے کہ جو کچھ اسپر اتنے دنون مین بیتی ہو وہ بیان کرے۔ گیو مشلو کو چھوڑ کر اسکو کن کن آفتون کا

سامنا کرنا پڑا۔ مگر پھر بھی اُسنے یہ کہا۔ یہ معلوم ہوتا ہی کہ جب مین کمرۂ عروسی سے گھبرا کر باہر نکلی تو صرف سفید نقاب میرے چہرے پر پڑی تھی ایرانی بھی وہین موجود تھا۔ جون ہی بجلی کا چمکارہ ہوا اُسنے مجھے دیکھا کہ یہ نوجوان بھی ہی اور خوبصورت بھی ہی بس اُسنے فوراً مجھکو پکڑ لیا پہلے پکڑنے کیلیے تھوڑی دور دوڑا یہان تک کہ دوسرے کی مدد سے مین پکڑی گئی اور جبراً گھوڑے پر بٹھا کر بھگا کر لیگئے لیکن یہ دو شخص براہ راست سیدھا مجھے کمپ ابرین مین لیگئے اور اُنھون نے سردار سے بیچنے کی درخواست کی جسنے مجھے پسند کر کے لیا اور حکم دیدیا کہ اپرا وان کی حرم سرا مین اسکو لیجا کر زرتشین اور اس سے خدمت لیجاے جس مصیبتناک اور خوفناک حالت مین مین تھی اُسنے مجھے ایسا بنادیا تھا کہ جب سردار کے روبرو مین لیجائی جاؤنگی تو اُمید ہی وہ میری مُردنی اور مُرجھائی ہوئی صورت پر نظر ڈالتے ہی میری طرف نگاہ بھر کر بھی نہین دیکھنے کا۔ اور پھر مجھ سے کچھ خبر نہ ہوگا۔ خصوصاً جب مین نے اُسکے مظالم کا حال سُنا اور مجھے معلوم ہوا کہ یہ کس قدر اپنی خود غرضی اور خود مطلبی سے ان ان مظلوم صورتون پر ظلم کرتا ہی جو اُسکے قبضہ مین آ چکی ہین تو مجھے اور بھی اندیشہ ہوا۔

مین اس امید سے اپنے کو ہمیشہ ایک بیاہی ہوئی اور منکوحہ عورت کہتی تھی کہ شاید ایک مسلمان کے گھر مین میری کچھ عزت ہو مین نے کبھی اپنے خاوند کے نام لینے مین ایک لمحہ کا بھی توقف نہین کیا۔ اور اس سے مجھے یہ کامیابی ہوئی کہ مجھ سے وہ اتنا خبر نہ ہوا۔ مین دوسری لونڈی غلامون کے ساتھ بہت ہی پریشان تھی جو مجھے سکھایا کرتی تھین کہ اس طرح بجاآوری احکام کرنی چاہیئے۔ یون اطاعت زیبا ہی خدمت اس طرح کرو۔ ان باتون نے میرا اور بھی ناک مین دم کر دیا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے مین اپنا منصوبہ بہت عرصہ تک اپنے دل مین نہ رکھ سکی مین نے اپنی ایک ایرانی عورت سے اپنی ساری رام کہانی کہدی اور جو کچھ اپنا خیال تھا سب اظہار کر دیا۔ مجھے کیا خبر تھی کہ یہ چڑیل مار آستین بنجائیگی اُسنے تو دوستی کا اظہار کر کے مجھسے کہا تھا

کہ مین تیری دوست ہون اور اس ظالمہ نے مجھے امید دلائی تھی کہ جہانتک ہو گا مین تیری رہائی اور آزادی کی تدبیر کرونگی اور تجھے بہت جلد اس شدید قید خانہ سے رہائی دیدونگی اس کمبخت نے مجھ سے تو دھوکا دیکر سب پوچھلیا اور جاکر سردار سے لگادیا کہ وہ یہ کہتی ہے - یہ سنکر سردار کو بہت غصہ آیا اور اُس نے مجھے مجبور کیا کہ جو کچھ یہ ایرانی عورت کہتی ہے اسکی تو آپ تصدیق کر گویا یہ صحیح ہے یا نہین میری بے احتیاطی کا اندازہ اسی سے ظاہر ہے -

سردار نے حکم دیا کہ اسے بنا سنوار کر ہماری خدمت مین پیش کرو - اب تم خود خیال کرلو کہ اُسوقت میری حالت کیا ہوگی اور مین کس پر خطر مقام مین ہونگی مین نے اپنے بچنے کے صدہا خیالات کیے لیکن اُس سے سب راستے بند ہو گئے تھے -

مین نے اس سے پہلے اپنے قید خانہ کی کھڑکیونکی جالی کی طرف دیکھنے کا کبھی دل مین خیال ہی نہین کیا تھا لیکن اب مین نے دل مین سوچ لیا کہ چاہے جو کچھ بنے اپنے کو یہان سے نیچے ڈال ہی دون -

لیکن چند گھنٹے پہلے جب مین نے تمھین پل پر دیکھا تو اب مین نے مصمم ارادہ کر لیا کہ جس طرح سے ہو مین اپنے کو تمھارے پاس پہونچاؤن - اور یہ مین نے سمجھ لیا تھا کہ یہانسے پوشیدہ مین اپنے کو تمھارے پاس ڈال دونگی اگر بچ گئی بچ گئی - اور جو مر گئی مر گئی جب مین نے جلدی مین دروازہ بند کیا تھا تو چند عورتین میرے پاس آئی تھین تاکہ مجھے گرم حمام مین لیجاکر نہلائین دھلائین اور اچھے اچھے کپڑے پہنائین - پھر مین نے ان سے کچھ دیر تامل کرنیکے لیے معافی چاہی اور اُنکو وہ الفاظ کہے کہ وہ کمرے کے باہر چلی گئین - اسکے بعد مین نے پھر کھڑکی کو کھولا اور جالی اُٹھاکے دھڑام سے اللہ کا نام لےکے کود پڑی -

جب یوسف اپنی اور اپنی بیوی کی سرگذشت ختم کر چکا تو اب بڑا متردد ہو کر دیکھنے لگے یہ (یعنی حاجی بابا) میرے ساتھ کیا کرتا ہے اور اُسنے مجھسے (خواہان امداد ہو کے) چاہا کہ

یہ کچھ تدبیر بتائے۔
وقت صبح بہت گذر چکا تھا میرے سب آدمی اپنی مہم پر روانہ ہونے کو تیار ہو گئے تھے میرا گھوڑا کسا کسایا میری انتظاری کر رہا تھا۔
مین نے اسکو اپنے پاس بلایا اور یہ کہا۔ جو کچھ تمنے بیان کیا ہی اور جس معاملے کا تمسے تعلق ہی یہ محض ناممکن ہی کہ مین تمھین آزاد چھوڑ دون۔ تمنے خود بیان کیا کہ سردار کی حرم سرا سے مین عورت کو لے کر بھاگ آیا ہون۔ شاید تم اس سے واقف نہین ہو کہ ایران مین اس جرم مین سزاے موت ملتی ہی۔ اگر مین حق کی پیروی کرون اور انصافاً تمسے پیش آؤن تو مجھے تم دونون کے ایروان واپس بھیجنے مین ایک لمحہ کا بھی توقف نہین کرنا چاہیے مگر یہ نہین کرنے کا صرف تم اس مہم مین ہمارا ساتھ دو اور ملک کے اُن حصون مین ہماری رہنمائی کرو جن سے ہم محض نابلد ہین اور انکو تم بخوبی جانتے ہو۔ پھر مین نے اس سے اپنے عہدے اور جس کام پر مین جاتا تھا سب حال بیان کیا۔
مین نے اسکو یہ بھی اطمینان دلایا کہ اگر تمنے ہمارے اس کام مین بہت سرگرمی اور جوش سے مدد کی تو مین تمھین یقین دلاتا ہون کہ اسکا معقول صلہ مین تمکو دلواؤنگا اور اُسوقت مجھے تمھارے حق مین سفارش کرنے کا بھی انشاءاللہ بہت خوب موقع ملیگا۔
اس درمیان مین تمھاری بیوی یہین رہے گی۔ اور اسکی یہ مہمان دوست اور خلیق گانوئن والے خبرگیری کرینگے۔ اور جب ہم واپس پھر کے آئینگے تو مجھے امید ہی کہ یہ بالکل تندرست اور توانا ہو جائے گی۔
یہ سنکر اس نوجوان آرمنیین نے میرے ہاتھون پر بوسہ دیا اور ہمارے ساتھ چلنے اور رہنمائی کرنے کے لیے بہت خوشی سے روانہ ہوا۔ مین نے اُسے اجازت دی کہ تو اپنی بیوی کے پاس جا اور جو کچھ انتظام ہوا ہی وہ سب اُس سے بیان کردے اور اُسے تو یقین دلا دے کہ ہم بہت جلد باہم ایک دوسرے کے دیدار سے خوشی حاصل کرین گے

اِسنے پھر میرا شکریہ ادا کیا اور ہمارے آگے ہرن کی تیزی کی طرح چوکڑیان بھرتا ہوا ہم سے پہلے ہی اول ہی پہاڑی کے اوپر چڑھ گیا۔ اور ہم ہنوز چڑھتے ہی رہے۔

۱۳

تیرھوان باب

آرمنیین نوجوان کا حاجی بابا کی آنکھون مین لائق بننا

ہم جارجیین حدود کیطرف بڑھے ان پہاڑون پر ہم قدمزن تھے جن کا راستہ ہم بالکل نہین جانتے تھے اور یوسف ہماری بہت مستعدی سے رہنمائی کر رہا تھا۔ اُس نے ہمین ہر زمین کے نشان کو دکھایا۔ اور کچھ مقام کے رستہ اور پھیر دار راہون سے ایسا واقف تھا جس سے ہمین سخت تعجب آتا تھا جب یہ اپنے گانوٗن کے قریب پہونچا تو کسی قسم کا اسے تردد نہ ہوا اور اسنے مجھے اس امر کا یقین دلایا کہ گو مین اپنے گانوٗن مین جا سکتا ہون لیکن مین نے قسم کھائی ہی کہ گانوٗن مین ہرگز قدم نہین رکھنے کا جبتک کہ میری بیوی میرے ساتھ نہ ہوگی۔

وہ خبر جو سردار کو لگی تھی اور جس سے وہ ایراوان ڈنڈا ڈیرہ سنبھالکر چلتا بنا تھا کہ روسی بڑھتے چلے آتے ہین وہ محض غلط ثابت ہوئی۔ کیونکہ ہمنے انھین دریاے ہمپیا کی کے کنارے پر خیمہ زن دیکھا اُنھون نے ہملو گانوٗن پر قبضہ کر لیا تھا اور کرا کلس پر مورچہ بندی کر رکھی تھی۔ سابق جگہ سے ہم دور نہین تھے جب ہم نزدیک پہونچے تو مجھے اس امر کا تردد ہوا کہ دشمن کے لشکر کی کچھ خبر سُنون اور اُنکی تعداد معلوم کرون کہ کتنی ہی اور کیا عزم رکھتا ہی مجھے یکایک یہ خیال آیا کہ اِس نوجوان مسیحی سے مین یہ کام لے سکتا ہون پھر مین نے سوچا کہ کہین یہ ہاتھ سے تو نہین نکل جائیگا کہ مین خبر لینے کو بھیجون اور یہ غائب ہو جاے اِس سے بہتر موقع اور کوئی تھا ہی نہین جس سے دشمن کا پورا پورا حال ملسکتا۔ اگر یہ ہملو جاسے اور جو کچھ مین چاہتا ہون خبر لا کر دیدے تو پھر مجھے کوئی چیز بھی اسکا اور اسکی بیوی کا قصور معاف کرانے مین نہین مانع آئیگی اور سردار سے معقول سفارش اسکے لیے کرونگا اور

جو اُسنے دغا کی اور دھوکا دیا تو پھر سردار سے معاوضہ طلب کر کے اسکی لونڈی کو وہان واپس پھیر لاؤنگا۔

مین نے اُسے اپنے پاس بلایا اور اپنا مطلب اظہار کیا۔ اسنے بہت جلد سوال کی کل مشکلات کو سمجھ لیا۔ اور بغیر سوچے مجھ سے اقرار کر لیا کہ مین اس فرض کو انجام دونگا۔ اسنے اپنے کو تیار کیا اور اپنے کوٹ کو ٹپکے سے کمر پر باندھا۔ ایک طرف سر پر ٹوپی رکھی اور اپنی لمبی بندوق پیٹھ پر لٹکائی۔ اور پہاڑ کیطرف اُترا اور پھر جھاڑیون مین غائب ہو گیا۔

ایک نوجوان سوار۔ رفت کہ رفت۔ اب بھلا کہین آتا ہو۔ توبہ توبہ۔

مین۔ کیون نہین آئیگا بھلا ایسی بھی کوئی بات ہو گو وہ آرمینین سہی لیکن جب بھی اپنی بیوی کو تو نہین چھوڑ سکتا۔

نوجوان سوار۔ ہان ہان وہ آرمینین ہو۔ لیکن جناب وہ مسیحی بھی تو ہو روسی بھی مسیحی ہین ہمین تو یہ خیال ہو کہ جب یہ دونون کافر ملجائینگے تو ایسا نہو پلٹ کر اسلام کے بچون کو قتل کر ڈالین۔ نہین چاہیے وہ پاکدامن اور مقدس یوسف ہی کیون نہو اور اُسکی بیوی زلیخا ہی کیون نہو لیکن اگر وہ پھر کر واپس آجائے تو مین اپنا گھوڑا ہارتا ہون۔

ایک بوڑھا سوار۔ جسکے آفتاب سے جلتے ہوے چہرے پر زمانے کی گرم و سرد ہواؤن سے جھریان پڑ گئی تھین اور اسکی گھندار داڑھی نے تمام چہرے کو گھیر رکھا تھا اور نیز بھوین بھی بہت ہی جھک آئی تھین اسے میرے چھوٹے جنٹلمین تم جھوٹ کیون بولتے ہو۔ یہ گھوڑا شاہ کا ہی تمھارا نہین ہی۔ اور پھر تم اسپر شرط لگاتے ہو۔

نوجوان سوار۔ شاہ کی جو ملک ہو وہ میری ہی اور جو میری ہو وہ خواہ مخواہ میری ہوئی۔ مین نے اور میرے ساتھیون نے اس قسم کی بیفائدہ گفتگو کو ملتوی رکھا اور ہم سب مل کر ایک جگہ بڑی بڑی گھانس مین جا کے گھوڑون پر سے اُترے۔ ہمنے اِدھر اُدھر گھوڑے کی جھول اور دری وغیرہ بچھائی اور اپنے گھوڑونکو چرنیکے لیے گھانس مین چھوڑ دیا۔ مین نے یہ بنا